تاریخ
افغانان شاہجہانپور
ضلع میرٹھ
مصنف
مرغوب احمد خان

محمد افروز مند خاں

تعاون

تاریخ افغانان شاہجہانپور کے سلسلے میں جناب ڈاکٹر
محمد افروز مند خاں صاحبزادہ جناب ڈاکٹر محمد اقبال مند خاں
نے جو تعاون کیا اس سے تاریخ کے تکملہ
کے سلسلہ میں کافی سہولت اور معلومات
ہوئی۔ تذکرہ آخر میں۔

مرغوب احمد خاں

فہرستِ مضامین

الحاج ڈاکٹر ظفراللہ خاں

مرغوب احمد خاں مصنف

نام کتاب ـــــــ تاریخِ افغانانِ شاہجہانپور

مُصنّف ـــــــ مرغوب احمد خاں

سنِ اشاعت ـــــــ فروری/مارچ ۲۰۰۵ء مطابق ۱۴۲۶ھ

تعداد ـــــــ پانچ سو

مطبوعہ ـــــــ شرافت پریس گدڑی بازار میرٹھ

ہدیہ ـــــــ ۵۱/ روپیہ

طباعت ـــــــ شرافت پریس گدڑی بازار میرٹھ

ـــــــ ملنے کا پتہ ـــــــ

قصبہ شاہجہانپور ضلع میرٹھ

پیش لفظ

افغانانِ شاہجہاں پور کی تدوین و تاریخ میں آج تک جس بے رُخی اور تغافل سے کام لیا جاتا رہا ہے درحقیقت بہت افسوس کی بات ہے حالانکہ اِس بستی کے باشندگان دلازاک افغانوں میں پڑھے لکھے اور قابل لوگوں کی کبھی بھی کمی نہیں رہی اِن حضرات کو اس تاریخی حیثیت سے پیش نہ کرنا تعجّب خیز بات ہے۔ جبکہ کئی حضرات نے مختلف موضوعات پر کتابیں لکھی ہیں۔ درحقیقت غور کیا جائے تو حرف بے توجّہی اور فکرِ معاش کے جد وجہد میں مصروف رہنا اور ذرائعِ آمدنی کا محدود ہونا مانع رہا ہوگا اور جن حضرات نے اِس بستی کی تاریخ لکھنے کا ارادہ کیا اور کوشش کی، ان کا وقت نے ساتھ نہ دیا۔

اِن میں جناب الحاج الہام اللہ خاں جناب محمّد ولی اللہ خاں ڈائریکٹر محکمۂ آثارِ قدیمہ پاکستان، جو پاکستان چلے گئے تھے اور لاہور میں سکونت اختیار کرلی تھی اور آپ کو حکومتِ پاکستان کی طرف سے بہتر کارکردگی پر ستارۂ امتیاز سے نوازا گیا تھا۔ ڈاکٹر محمد اقبالمند خاں اور مطلوب احمد خاں برادرِ حقیقی مصنّفِ تاریخ مذکور تھے جنہوں نے اِس طرف توجہ کی اور کوشش کی، لیکن افسوس کہ کوئی بھی اسکو تکمیل نہ کرسکا انہیں حضرات کی معلومات اور اپنی فکر سے میرے بزرگ جناب مرغوب احمد خاں صاحب نے اپنی زندگی کی دیگر مصروفیات کے باوجود یہ تاریخ تکمیل کر کے کتابی شکل دی ہے تاکہ موجودہ اور آنے والی نسلوں کو معلوم ہوسکے کہ وہ خود کون ہیں اور اُن کے

آباء و اجداد کون تھے اور یہ کہ بستی کے دلازاک پٹھانوں کے مورثِ اعلیٰ دیوان عبّاس خاں، کون تھے کب اور کہاں سے ہندوستان آئے اور کب اس بستی کو آباد کیا۔

قبیلہ دلازاک افغانوں میں ایک دلیر و جنگجو اور بہادر قبیلہ کے نام سے جانا جاتا ہے ہماری اس بستی میں مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عبّاس خاں گذرے ہیں جنکی یہ تاریخ افغانانِ شاہجہاں پور ہر حیثیت سے ایک مکمل تاریخ ہے اور جناب مرغوب احمد خاں شکریہ کے مستحق ہیں۔ زیادہ مسرّت کی بات یہ ہے کہ اِس تاریخ کے ذریعہ موجودہ و آنیوالی نسلوں کو معلوم ہوگا کہ ہمارے آباء و اجداد کون تھے۔ اور مورثِ اعلیٰ نے کِن حالات میں اِس بستی کو آباد کیا۔

مجھے امید ہیکہ دلازاک افغانانِ بستی اِس عطیہ کو پسندیدگی سے نوازیں گے

ظفر اللہ خاں کرلانی

موضع شاہجہاں پور ضلع میرٹھ۔ حال پسر دھان

۱۰ر جولائی ۲۰۰۳ء بروز جمعرات

محمد ولی اللہ خاں ڈائریکٹر محکمہ اثار قدیم پاکستان خطاب ستارہ امتیاز

سہ کس

حضرات آپکو علم ہو یا نہ ہو اس تاریخ کے لکھنے کا کئی لوگوں نے ارادہ کیا مگر اتفاق یہ کہ کوئی ایک بھی اسے مکمل نہ کر سکا یوں کہیئے کہ اللہ رب العزت کو منظور ہی نہ تھا میں ۱۹۸۴ء میں پہلی بار پاکستان گیا۔ چونکہ میرا جذبہ ۱۹۶۵ء سے تھا کہ ایک افغانان بستی کی تاریخ اور شجرۂ نسب مرتب کیا جائے اسلئے ارادہ کر کے گیا تھا کہ اپنے بھائی اقتدار اللہ خاں کے پاس تاریخ اور مواد کافی ہے اسلئے ان سے حاصل کر کے اسے آگے بڑھانیکی کوشش کرونگا۔ حیدر آباد، سندھ بھرگری روڈ جناب بھائی صاحب کے پاس جاکر معلوم ہوا کہ خاندانِ مصری خیل کے بزرگ اور میرے چچا جناب ولی اللہ خاں صاحب ڈائریکٹر محکمۂ آثارِ قدیمہ پاکستان جو لاہور میں رہائش پذیر ہیں اور حکومت کی طرف سے ستارۂ امتیاز کا خطاب آپکی اعلیٰ کارکردگی کیوجہ سے ملا ہے اپنے وطنِ خاص شاہجہانپور ضلع میرٹھ کی تاریخ لکھ رہے ہیں اور یہ کہ انگریزی کی کتاب لکھ چکے ہیں جو کتابت میں ہے لہٰذا اشتیاق بڑھا کہ ایک ایسا شخص کہ جس کے پاس وسائل بہت ہیں اور ان کے سلسلے میں یہ بھی پتہ چلا کہ وہ بذاتِ خود اس سلسلہ میں معلومات حاصل کرتے مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خان کے وطن مانزئی یا شیوگی گئے تھے تو احساس ہوا کہ ان پڑھے لکھے حضرات سے بہتر میں کیا لکھ سکونگا۔

میں فروری ۱۹۸۴ء میں پاکستان گیا تھا ۱۵ ر یوم حیدر آباد قیام کرنیکے بعد لاہور پہنچا اور اپنے بزرگ سے شرفِ نیاز حاصل کیا۔ بزرگوار بہت خوش

ڈاکٹر محمدؐ اقبال مند خاں

اور بڑی شفقت سے پیش آئے اور جب یہ معلوم ہوا کہ میری خواہش ہے کہ افغانانِ شاہجہانپور کی تاریخ لکھی جائے تو ان کی مسرت کی انتہا نہ تھی فرمانے لگے کہ میں بہت خوش ہوا یہ معلوم ہو کر کہ وطن خاص میں ابھی ایسے لوگ ہیں کہ جنہیں اپنے نسب نامہ کے سلسلہ میں معلومات رکھنے اور دیگر لوگوں کو معلومات پہنچانے کے جذبات ہیں۔

اسکے بعد فرمایا بیٹے میں نے اس تاریخ کو انگریزی میں لکھ کر کتابت کے لئے دی ہوئی ہے اسکے بعد چھپ جائیگی فی الحال میں اردو میں تاریخ لکھ رہا ہوں شروع کر دی ہے طبیعت علیل رہنے لگی ہے اور چند گھنٹہ لیکچر دینے جانا پڑتا ہے تھک جاتا ہوں میری صحت دیکھ رہے ہو بہت دیر میں اسے لکھنے کا نمبر آتا ہے پھر بھی کوشش کروں گا کہ تکملہ ہو جائے میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد واپس آگیا اس دوران خط و کتابت ہوتی رہی اور میں خوش تھا کہ ایک بار پھر جا کر ملوں گا۔

لہٰذا دوبارہ ۱۹۹۰ء میں ایک ماہ پاکستان میں قیام کے پروگرام سے پھر گیا اور پہلا قیام لاہور میں کیا محترم بزرگوار سے ملاقات ہوئی اور پہلے کے مقابلہ زیادہ خوش ہوئے فرمایا باوجود علالت کے میں نے کتاب مکمل کر دی اور کتابت میں دیدی ہے۔ میں لاہور، حیدر آباد، نواب شاہ، کراچی میں ایک ماہ پورا کر کے واپس آگیا۔ واپسی کے بعد خط و کتابت جاری رہی اور ایک دن جناب شمیم احمد نواسۂ عبدالحمید خاں کے خط سے بزرگوار کے انتقال کی خبر ملی اور انتقال کے ساتھ یہ معلوم ہو کر مزید افسوس ہوا کہ کتاب جو کتابت میں تھی معلوم نہ ہو سکا کہاں ہے

اس طرح میرے بزرگ کی وہ جدوجہد [illegible] ارشان سے انگریزی کی
کتاب حاصل کرنے کی جدوجہد [illegible]

اب میں دوسر [illegible] اقبال مند خان صاحب مرحوم کے سلسلہ
میں عرض کروں گا۔ [illegible] موصوف بہت زندہ دل ظریف الطبع انسان تھے
کبھی ملاقات ہوئے ایک ہفتہ سے زیادہ گذر گیا تو ملاقات پر سلام و دعا کے بعد فرمایا
کرتے تھے کہ مرغوب بھائی اب کی بار تو کئی مہینے میں ملاقات ہو رہی ہے۔ اکثر
ایسا ہوتا تھا کہ میں نہ جا سکا تو میری طرف تشریف لے آتے اور خوب دیر تک تسلی بھر بات
چیت ہوتی تھی مختلف موضوعات پر گفتگو رہتی تھی۔

آپ عنایت خیل سے تعلّق رکھتے تھے جناب فیروز مند خانصاحب کے صاحبزادے
تھے اچھی تعلیم حاصل کی تھی اسکے علاوہ مطالعہ کا بہت شوق تھا اخبار بہت پابندی سے
پڑھتے تھے اسلئے سیاسی حالات سے بخوبی واقف رہتے تھے آپ کو دینیات اور مذہبی
معلومات بہت تھی اکثر مذہبی امور میں معلومات مَیں بھی ان ہی سے کرتا تھا بہت
خوبی سے سمجھایا کرتے تھے قانونی معلومات بھی کم نہ تھی ہمیشہ نیک اور صحیح مشورہ دیتے
تھے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اپنی بستی شاہجہانپور افغانان کی تاریخ لکھنے کا بڑا جذبہ
تھا۔ اس کے لئے آپ نے بہت کچھ معلومات کی ہوئی تھی بہت سی دستاویزات
جو مورثوں کی طرف سے تحریر کی گئی تھیں آپ نے فراہم کر رکھیں تھیں اور اس سلسلہ
میں بہت سی تواریخ فراہم کی ہوئی تھیں۔ جذبہ اس قدر تھا کہ پاکستان کا سفر کیا تو
وہاں بھی جناب ولی اللہ خاں صاحب سے ملاقات کر کے معلومات حاصل کی اور

جو کچھ مواد آپ کے پاس تھا یہ معلوم ہونے پر کہ ولی اللہ خاں صاحب تاریخ افغانانِ
شاہجہانپور لکھ رہے ہیں ان کو دیدیا اسکے علاوہ بذاتِ خود بھی آزاد علاقہ میں
جا کر معلومات حاصل کرنے کی جدوجہد کی حتیٰ کہ دورانِ قیام پاکستان آپ اس
ہستانی علاقہ میں بھی گئے جہاں افغان دلازاک آباد تھے غرضیکہ پاکستان سے واپسی
پر آپ اچھی معلومات حاصل کر کے لوٹے۔ تاریخ افغان یوسف زئی بھی آپ پاکستان
سے خرید کر لائے تھے مجھے دکھائی۔ یہی نہیں قیام پاکستان میں تاریخ روشن خاں کا
مصنّف جناب روشن خاں صاحب سے بھی ملاقات کی اور اُن سے بھی کافی معلومات
حاصل کی۔

حالات کچھ اسطرح کے پیدا ہوئے کہ آپ بیمار رہنے لگے اور کمزوری زیادہ
ہوگئی باہمت آدمی تھے بہت زمانہ تک بیماری سے لڑتے رہے کچھ صحت یاب ہوئے
پھر ارادہ کیا کہ کچھ مرتب کریں پھر ایک ملاقات میں فرمایا کہ مرغوب بھائی ہنگلی چلیئے وہاں
عبّاس خاں کے بیٹے محمد خاں کی اولاد آباد تھی آج بھی کچھ لوگ ہونگے ان سے ملیں گے
اور کافی معلومات حاصل ہوگی مگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھا بیماری نے سفر کا موقع بھی
نہ دیا کافی عرصہ علیل رہے خود چونکہ ڈاکٹر تھے ہومیو پیتھک پر عبور حاصل تھا خدمتِ
خلق کا جذبہ بھی بیحد تھا۔ لاچار مجبور مریضوں کا علاج بغیر پیسہ لئے کرتے تھے آخر دور
بیماری تک بستر پر لیٹے لیٹے نسخہ لکھتے اور دوائی بنوا کر دیتے تھے بیشتر مریض شفا
یاب ہوتے تھے نواحی مواضعات کے بہت مریض دوائی لینے آتے تھے گرد و
نواح میں اچھی جانکاری تھی اور لوگ بہت عزّت سے نام لیتے تھے آخر بیماری

نے پچھاڑ چھوڑا اور انتقال ہوگیا۔ آخری زمانہ میں کہتے تھے بھئی مرغوب بھائی اب وقت نہیں ہے۔ اس کام کو اب آپ دیکھو۔ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ مرحوم ڈاکٹر اقبالمند خاں کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

تیسری ہستی اس تاریخ کے لکھنے والوں میں میرے حقیقی بھائی مرحوم مطلوب احمد خاں گذرے ہیں مطلوب احمد خاں میرے چھوٹے بھائی تھے ابتدائی تعلیم حافظ محمد ابراہیم خاں صاحب کے مدرسہ میں میرے ساتھ ساتھ حاصل کی اسکے بعد سرکاری مدرسہ میں زیر تعلیم رہے جہاں سے درجہ چہارم پاس کیا اسکے بعد ماچھرہ کالج میں داخلہ لیا یہاں بھی ہم دونوں بھائی ساتھ ساتھ ایک کلاس میں تھے ابھی نویں کلاس میں تھے کہ گڈھ مکتیشور کا فساد ہوگیا جس کا زیادہ اثر شاہجہانپور پر پڑا۔ اور ماچھرہ اسکول چھوڑنا پڑا درمیان سال میں گنگوہ ضلع سہارنپور جاکر دونوں کو داخلہ لینا پڑا۔ محترم ابن حسن خاں میرے ماموں تھانہ نکوڑ ضلع سہارنپور میں تعینات تھے ان کے توسّل سے وہاں پہنچے درجہ نہم پاس کرکے بجنور خاص میں گورنمنٹ ہائی اسکول میں جہاں میرے پھوپی زاد بھائی منظور احمد خاں ملازم تھے دسویں جماعت میں داخلہ لیا اور ہائی اسکول پاس کیا اب بھی دونوں بھائی ساتھ اور تعلیم میں بھی ساتھ تھے یہ سال پورا کرکے والد مرحوم جناب شکور احمد خاں نے آگے داخلہ کیلئے رامپور کا انتخاب کیا جہاں چچازاد بھائی جناب لیاقت اللہ خاں پسر حمید اللہ خاں عارضی مقیم تھے رضا انٹر کالج رامپور میں دونوں انٹر کے پہلے سال میں داخل ہوئے والد مرحوم نے ایک کمرہ بالائی گھیر سیف الدین خاں میں کرایہ پر لیکر رہائش کا انتظام کرادیا بعد میں میرے والد مرحوم کے مالک مکان جناب ارشاد علی خاں

جناب مطلوب احمد خاں

سے ایسے تعلق بڑھے گویا دونوں بھائی ہوں یہاں تک کہ مکان کا کرایہ بھی ختم اور کھانا پینا بھی انہیں کے یہاں۔ انٹرمیڈیٹ پاس کرنے کے بعد میں نے تعلیم چھوڑ دی اور برادر مطلوب احمد خاں کو رضا ڈگری کالج رامپور قیصر باغ میں بی۔ اے۔ کے پہلے سال میں داخلہ دلایا گیا جہاں انہوں نے بی۔ اے۔ کرنیکے بعد ایم۔ اے پرشین (فارسی) سے کیا اور اسکے بعد والد مرحوم کی کسی تنبیہ پر گھر چھوڑ کر چلے گئے اور مختلف جگہوں پر قیام کرتے ہوئے راجستھان کی ریاست ٹونک میں ملازمت اختیار کرلی اور وہیں شادی کی ایک بیٹا اور ایک بیٹی بلقیس بیگم پیدا ہوئے جنہیں اعلیٰ تعلیم دلائی۔ اس عرصہ میں ۱۹۵۱ء میں والد صاحب کا انتقال ہوگیا اور میں نے ان کی تلاش جاری رکھی یہاں تک کہ کچھ اشارات ملنے پر ٹونک کا سفر بھی کیا جو ناکام رہا اسی دوران میرے عزیز جناب ضیاء الاسلام خاں جو سوائے مادھوپور میں ریلوے میں ملازم تھے کے لڑکے نے ایک جگہ جو علی گڑھ کے نام سے تھی اتفاق سے دیکھا ایک روز اپنے والد سے بتایا تب برادرم ضیاء الاسلام خاں جاکر ملے اور ۴ ۳ سال کچھ ماہ بعد ضیاء الاسلام خاں مطلوب احمد خاں کو گاؤں لیکر آئے۔ یہ ملاپ عجیب وغریب تھا گاؤں کا شاید کوئی آدمی بچا ہو جو ان کو دیکھنے میرے گھر نہ آیا ہو۔ گھر میں چلنے میں دقت تھی جس قدر آدمی آسکتے تھے گھر میں تھے اور باہر۔ چند یوم قیام کرکے چونکہ ملازمت تھی واپس چلے گئے بیوی بچے اور پوتے سب ساتھ تھے۔ آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوگیا اور لوگوں کو یہ سلسلہ پسند نہ آیا تو درمیان میں اختلاف پیدا کرانا شروع کردیا اور ایک پڑھا لکھا آدمی ان کے چکر میں آکر بربادی پر آمادہ ہوگیا۔ یہ سب میرے اور میرے بھائی مرحوم کے قریبی عزیز تھے۔ لہٰذا سات سال مقدمہ دونوں

کے درمیان چلتا رہا جبکہ میں چاہتا رہا کہ وہ آدھے کے مالک ہیں۔ مگر ان کو سبق دیا گیا تھا کہ اگر کچھ فروخت ہوگیا ہے اسکا حصہ بھی مانگو اور اگر سیدھی انگلیوں کام نہ چلے تو ٹیڑھی کرلو یہ سب اور آج مجھے دشمن کہنے والے سب میرے عزیز تھے جو ان کے آنے سے پہلے میرے بہت قریب تھے اور ان کے آنے کے بعد مجھ سے ایسے پلٹ گئے جیسے توے پر سے روٹی پلٹ دی جاتی ہے اور پھر اس طرف سے توے پر نہیں ڈالی جاتی جس رُخ سے پلٹی گئی تھی۔ آج مجھے دشمن کہنے والے میرے اور ان کے دونوں کے دشمن تھے یا نہیں۔ مقدمہ کا سلسلہ جاری تھا میرا بڑا بیٹا مسعود احمد خاں طویل علالت کے بعد فوت ہوگیا اور اگلی صبح میرا بھائی اُن سب حضرات کو نظر انداز کرکے میرے غم میں شریک آ ہوا۔ میں نے گلے لگایا اور اب ایسا پیار بڑھا کہ وہ مثال صادق آتی ہے کہ "بڑا مزہ اس پیار میں ہے جو صلح ہوجائے جنگ ہوکر۔ اور پھر میں اور میرا بھائی شانہ بشانہ چلنے لگے اور وہ سب لوگ جو میرے اور ان کے درمیان دوری پیدا کراچکے تھے دیکھتے رہ گئے کہ کیا ہوا۔ یہیں تک نہیں میرے بھائی نے اپنی زبان سے اعتراف کیا اور بتایا کہ یہ حالات کیوں پیدا ہوئے اور کس نے کیا مشورہ دیا کاغذات فراہم کرائے اور اس کے بعد میرے مقابل میرا بھائی عدالت میں کھڑا نہیں ہوا۔ اور ۷ ستمبر ۲۰۰۱ء کو صبح قبل نمازِ فجر انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اللہ مغفرت فرمائے۔ اللہ کا شکر اور صد شکر کہ مستقل جدائی سے پہلے آپس میں اتفاق ہوگیا تھا۔ انتقال کی خبر مجھے ۷ ستمبر کو میرے عزیز ڈاکٹر ظفر اللہ خاں حال پردھان نے دی اور میں اور وہ چند لوگ اسی وقت جے پور گئے مگر میت میں شریک نہ ہوسکے غم میں شریک ہوئے اُن کے بیٹے

[illegible] کے بعد مجھ سے کہا کہ ابّا میں نے بابو جی سے کہا تھا کہ مجھے مکان چاہیے تو ان کا جواب تھا مل جائیگا مکان، مگر وہ چلے گئے اب آپ مجھے مکان [illegible] یں میں نے وعدہ کیا کہ میں دونگا اور اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ایک معقول رقم دیکر اسکو مکان کا پلاٹ فراہم کرایا اور اس نے اس پر مکان تعمیر کرایا چونکہ رقم معقول ہونے کے باوجود شہر میں مکان مکمل کرانے بھر کی نہیں تھی رہائش شروع کرنے کے قابل تھی اسلئے میں اور بھی پیسہ لگا کر اسکی رہائش کو مکمل کراؤنگا مگر موقع کے حساب سے کہ میرے سامنے ایک بہت ضروری کام ابھی اور بھی ہے اگر میری نیّت ان کی زندگی میں حصہ نہ دینے کی ہوتی تو میں یہ مکان والد کے نام اب کیوں کراتا اب تو مقدمات ختم ہو چکے تھے اور اب مجھ پر کوئی دباؤ باقی نہ تھا نہ آگے کو ہے۔ یہ واقعات میری بدنصیبی کے ہیں اور ان کا اظہار کرنا بھی ضروری تھا تاکہ ناظرین کو علم ہو جائے کہ میری نیّت پہلے بھی حق دینے کی تھی مگر کچھ ہستیاں ایسی درمیان میں آئیں کہ میرے بھائی سے میری دوری پیدا کردی۔

اب میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں سروس سے رٹائرمینٹ لینے کے بعد برادرم مطلوب احمد خان کے دل میں شاہجہانپور کی تاریخ لکھنے اور شجرۂ نسب مکمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا میرے خیال میں یہ جذبہ دسمبر ۱۹۸۹ء میں شاہجہانپور آنے کے بعد ہی پیدا ہو گیا ہوگا مگر ملازمت کے کاموں کی وجہ سے ٹائم نہ دے سکے ہونگے اسلئے بعد پنشن اس طرف توجّہ کی اور تاریخ ترتیب دینا شروع کی مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عبّاس خاں سے اپنے انتقال تک کا شجرۂ نسب بھی مکمل کرلیا۔ میں نے جو کاغذات اور تحریریں میرے پاس تھیں وہ بھی ان کو دیدیں کہ وہ کچھ ان تحریروں سے معلومات

حاصل کرلیں جنہیں لیکر اور پڑھ کر ان کا کہنا تھا مجھے اس سے بہت کچھ معلومات ہوگی غرضیکہ ذکر کرتے تھے کہ میں نے قریب قریب مکمل کرلی ہے اور دوسری ملاقات میں بتایا کہ بھائی صاحب میں نے وہ کتاب احمد رضا خانصاحب کے لڑکے کو کتابت کے لئے دیدی ہے جو کہ قصبہ نوائی میں کتابت کا کام کرتے ہیں چونکہ کتابت کا کام دو چار دن کا نہیں اس میں مہینوں صرف ہوتے ہیں اگر کتاب زخیم ہو تو اور بھی زیادہ۔ اسی دوران ان کا انتقال ہو گیا اور معلوم نہ ہوسکا کہ اس کتاب کا کیا ہوا میں جب دوسری بار چالیسویں پر جے پور گیا تو معلوم کیا اس سلسلے میں احمد رضا خاں صاحب کے صاحبزادے سے بھی بات ہوئی جس کا جواب انہوں نے دیا کہ مجھے صرف شجرۂ نسب کتابت کے لئے دیا تھا جو میں نے مکمل کر کے واپس کر دیا تھا تب میں نے محبوب احمد خاں سے پتہ کیا انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا بیٹی بلقیس بیگم سے معلوم کیا تو بیٹی نے وہ شجرہ مجھے دیا کہ ابا مجھے تو انکے کاغذات میں صرف یہ ملا ہے کتاب کا مجھے علم نہیں کہاں ہے غرضیکہ کافی تلاش کے باوجود وہ ہاتھ نہ لگ پائی اور جو کچھ انہوں نے بقولِ خود محنت کی تھی ضائع ہو گئی (واللہ و اعلم کیا ہوا)

ناظرین یہ تھیں وہ تین ہستیاں جنہوں نے اس تاریخ کو لکھنے کیلئے قلم اٹھایا، کوشش کی تحریر بھی کیا مگر تینوں کی جدوجہد نامکمل ہوئی۔ اب آخر میں میں نے ارادہ کیا اور اسکو ترتیب دینے کی کوشش کی ہے اور اب یہ قریب قریب مکمل ہے۔ اللہ ربّ العزّت سے دعا ہے کہ یہ مکمل ہو کر کتابت میں جائے اور کتابت کے بعد چھپ کر ناظرین کے ہاتھوں میں جا کر اُن کی معلومات میں اضافہ کرے (آمین)

یہ اور بتاتا چلوں کہ میری اس تاریخ میں جہاں اور حضرات نے معلومات فراہم کرانے میں دلچسپی لی وہاں عزیزم افروز مند خاں صاحبزادہ ڈاکٹر اقبال مند خانصاحب کا بہت بڑا ہاتھ ہے عزیز موصوف نے جملہ کاغذات متعلق بستی اور جملہ تاریخی کتابیں مجھے دیں جو جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم نے فراہم کی تھی جن میں بہت سی دستاویزات ہیں۔ جو بزبان فارسی ہیں جنکا اسمیں ذکر عبث ہے کیونکہ اسکو پڑھکر سمجھنے والے بھی بستی میں کم ہیں البتہ چند کا تذکرہ ضرور کرونگا۔ اسکے مفہوم کے ساتھ چونکہ میں بھی فارسی سے ناواقف ہوں ہاں اگر بھائی مطلوب احمد خاں مرحوم کی لکھی ہوئی کتاب مل جاتی تو آپ کو وہ دستاویزات مع ترجمہ کے پڑھنے کو ملتیں۔ کیونکہ انہوں نے فارسی سے ایم۔ اے۔ کیا تھا۔ اور فارسی پر عبور حاصل تھا۔

پھر عرض کروں کہ یہ تینوں وہ ہستیاں تھیں جن کا ذکر ڈاکٹر ظفر اللہ خانصاحب حال پردھان نے اپنے مضمون پیش لفظ میں کیا ہے۔

26

مرغوب احمد خاں
پسر مشکور احمد خاں
مصنف کتاب ھٰذا

عرضِ حال

بحمد للہ! اسوقت تاریخ افغانان شاہجہانپور زیر عنوان ولانا ک کرانی (پٹھان) پیش کیجارہی ہے اور امید کرتا ہوں کہ اسکو شرفِ قبولیت بخشا جائیگا۔ اور یقین کرتا ہوں کہ اسکو پیش کرنے سے آج کی اور آنے والی نسلوں کو معلوم ہوگا کہ ہمارے آباء و اجداد اور مورث کون تھے۔

اس تاریخ کے سامنے آنے سے پیشتر بیشتر حضرات کو زیادہ سے زیادہ اپنے دادا کا ہی علم ہوگا کہ ہمارے دادا فلاں خانصاحب تھے اس سے پہلے پردادا اور ان کے مورث کون ہو گذرے ہیں موجودہ نسل کے لوگوں کو علم ہی نہیں اور نہ جاننے کی کوشش کی ہے کم لوگ بستی میں ایسے ہیں کہ جنکو علم ہے اور واقف ہیں کہ ہمارے مورثِ اعلیٰ کون تھے، ہمارا شجرۂ نسب کیا ہے مورثِ اعلیٰ کب ہندوستان میں آئے کب اور کن حالات میں اِس بستی کو آباد کیا۔

اپنی اِس تاریخ کے لکھنے میں جو کوتاہی لاتعلّقی اور بے رُخی اختیار کی گئی ہے اُسکا بڑا نقصان یہ ہے کہ آج کی نسل کو معلوم ہی نہیں کہ اُن کا شجرۂ نسب کیا ہے۔ ہم اور ہمارے آباء و اجداد کن حالات میں یہاں آباد ہوئے اور ہماری بستی کا نام شاہجہانپور کس نے رکھا ہے میں نے ایسی روایت بھی سنی ہے کہ جب مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں صاحب کسی معرکہ کیلئے یہاں سے گذر رہے تھے تو ان کے ساتھ کچھ شکاری کتّے تھے اور اس علاقہ میں گیدڑ بہت تھے لہٰذا ان کتّوں کو گیدڑوں

پر چھوڑا گیا تو گیدڑ کتوں پر حاوی ہو گئے اسلئے اس جگہ کو آبادی کے لئے منتخب کیا گیا۔ جبکہ یہ روایت بالکل غلط ہے مورث اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں نے ہندوستان میں آکر دہلی کے قیام کے بعد مختلف جگہوں پر قیام کرتے ہوئے اِس بستی کو آباد کیا۔

دلازاک بستی کے مورث اعلیٰ جناب دیوان عبّاس خاں جب ہندوستان کے شہر دہلی میں آکر آباد ہوئے اور شاہ وقت جہانگیر اور اورنگ زیب کی ملازمتیں اختیار کیں اور مختلف معرکوں میں حصّہ لیکر بہادری کے جوہر دکھائے انکی نظیر نہیں ملتی دیکھو عالمگیر نامہ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۸ء میں۔ جب بیربل اپنی پچاس ہزار فوج کے ساتھ مغل لشکر میں مارا گیا اس معرکہ جناب دیوان عباس خاں شریک تھے اسوقت ہزار پانچھد سوار کے منصب پر فائز تھے۔ ابوالفضل نے اپنی اس شکست کا اظہار بہت بے ایمانی سے کیا ہے پٹھان کو اس دور کے مصنّفین نے غدّار، خونخوار، ظالم اور بدترین قسم کا وحشی اظہار کیا ہے لیکن انگریز مصنّف نے اپنی تہذیب و تمدّن کو بہترین ثابت کرتے ہوئے قوم افغان یعنی پٹھان کی بہادری کی تعریف کی ہے اور پٹھان کو با اخلاق اور رحم دل قوم کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔

لفظِ افغان، بزبانِ اردو پٹھان ہے قوم افغان ایک آزاد پسند قوم رہی ہے چونکہ قومِ افغان یعنی دلازاک پٹھان کوہ سلیمان کی رہنے والی قوم تھی اور کوہستانی علاقہ میں رہکر آزادانہ زندگی گذارنے کی عادی رہی تھی اسلئے جب یہ قوم کوہستانی

علاقہ سے منتقل ہو کر ایران میں آئی تب بھی اس قوم نے آزاد رہنا پسند کیا اور ایسے علاقہ میں آباد ہونا پسند کیا جو کسی بادشاہ یا بڑے حکمران کے زیرِ نگیں نہ تھا یعنی مانارئی یا شیوگی میں سکونت اختیار کی جو ایک آزاد علاقہ تھا اور اسکے رہنے والے آزاد قوم کی حیثیت سے زندگی گذارتے رہے تھے جیسا کہ پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے افغانستان کے رہنے والے ایک آزاد قوم کی حیثیت سے زندگی گذارتے آئے تھے اور آج بھی افغان کہلاتے ہیں۔

افغانستان میں اس کا دوسرا نام پختون یا پشتون بھی ہے یہ مختلف علاقہ کے لوگ ہیں مگر یہ سب افغان ہیں مطلب یہ کہ پختون، پشتون، افغان کچھ بھی کہلائیں سب پٹھان ہیں، آزاد رہنے والی قوم ہیں اور آزاد رہنا پسند کرتے آئے ہیں۔

مورخوں کی اسکے سلسلے میں مختلف رائے رہی ہے کسی مورخ نے افغان کو قطبی النّسل لکھا ہے کسی نے قوم افغان کو بنی قطورہ لکھا ہے کہیں جبل غور اور کوہِ سلیمان میں آباد ہونے کی وجہ سے غوری و سلیمانی اور خلجی بھی تحریر کیا ہے۔

حاصل یہ کہ تاریخ افغان شاہجہانپور کافی جد وجہد اور فکر کے بعد مکمل کر کے ناظرین کے سامنے پیش کیجا رہی ہے اسمیں جناب دیوان عباس خاں صاحب کے چاروں بیٹوں کے حالات اور خصوصیت جناب دیوان دولت خاں کی اولاد جو اس بستی میں آباد ہیں اسکا شجرۂ نسب آج تک کا درج ہے پیش ہے ناظرین سے درخواست ہے کہ اگر کہیں کوئی غلطی ہو گئی ہو یا کسی بھول سے کوئی نام رہ گیا ہو تو اسکے لئے معذرت اور اسکو ٹھیک فرمالیں۔

تعارف

موضع شاہجہانپور اپنی حیثیت میں کسی تعارف کا حامل نہیں اسلئے کہ یہ بستی اپنی جگہ خود ایک معروف بستی ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ناظرین کو یہ معلوم ہو سکے کہ یہ کب اور کیسے وجود میں آئی کس نے اسے آباد کیا اور کب یہ بستی آباد ہوئی۔

اسکی تاریخ اسطرح ہیکہ مورثِ اعلیٰ محمود مقامی جناب دیوان عباس خاں ابن اسمٰعیل خاں دلازاک کرّانی (کرلانی) ملکِ شام کے باشندہ تھے اور سلسلہ حضرت سلیمان علیہ السّلام سے ملتا ہے، دلازاک سلیمانی ہیں اور کوہِ سلیمان کے رہنے والے ہیں بعد کو مورثان قدیم ملک ایران میں آئے دلازاک سلیمانی ہیں جو ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے اور ماناریٔ یا شیوگی ان کا وطن تھا۔

دلازاک دل ساکا کی بگڑی ہوئی شکل ہے جسکے معنی جدی یا شاہی ساکا قبیلہ کے ہیں اور کرانی نسبت ہے علاقہ کرکی جو بحیرہ خضر کے مشرق میں روسی ترکستان اور تورانی میدان کا مغربی وسطی حصّہ ہے اور جو تورانی النّسل کرانیوں کا قدیمی وطن تھا۔ ساکا شاہی قبیلہ کی براہ راست حکومت مغربی پنجاب سے بلخ تک ۹۰ ق۔م تا ۲۵ سنہء یعنی ایک سو پندرہ ۱۱۵ سال رہی ہے پایۂ تخت ٹکسلہ تھا۔ ماریز۔ ایزیز۔ ایلزیز ایزیز ثانی اسکے بادشاہ ہو گذرے ہیں۔ مورث اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں اپنے وطن سزح ماناریٔ (بانزی) یا شیوگی شوامردان سے ترکِ وطن کر کے بعہد جہانگیر شاہ (ابو المظفر نور الدّین محمد بادشاہ ہندوستان کے شہر دہلی میں آئے شواماناریٔ

سے ۱۲ میل شمال مغرب میں واقع ہے زمانۂ منتقلی میں دلازاکوں کی بستی سرائے صالح میں قیام کیا پھر جالندھر میں جہاں انکے بھائی سید محمد خان نے مستقل سکونت اختیار کر لی تھی قیام کیا۔ اسکے بعد خورجہ وبسی ضلع بلند شہر میں بھی قیام کیا اور بالآخر شہر دہلی میں جو شاہجہاں بادشاہ کا دار السّلطنت تھا۔ قیام پذیر ہو گئے اور بادشاہِ وقت شاہ جہاں سے خاص نسبت اختیار کر لی۔ بالآخر اوائل عہد شاہجہاں میں تقریباً ۱۶۳۲ء میں غیر آباد موضع کاکوری وتحری کی جگہ یہ موضع آباد کر کے شاہجہانپور نام رکھا اس وجہ سے کہ شہاب الدین محمد، شاہ جہاں بادشاہ کے شہزادہ تھے انہیں کے نام پر موضع کا نام شاہ جہاں پور رکھا گیا۔ دہلی آنے کے بعد مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں نے شہزادہ داراشکوہ کی ملازمت اختیار کر لی اور ۲ محرم ۱۰۶۹ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۶۵۸ء بمقام اچھرہ لاہور آپ نے شہزادہ داراشکوہ کی ملازمت ترک کر کے شہزادہ اورنگ زیب کی ملازمت اختیار کر لی اور ہزاری دو صد سوار کا منصب پایا جو صرف پانچ ہی دن میں ۲۹ محرم ۱۰۶۹ء ہزاری چار صد سوار بڑھا دیا گیا اور تین ماہ بعد بتاریخ ۲۶ ربیع الثّانی ۱۰۶۹ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۶۵۹ء کو ہزاری پانچ صد سوار کر دیا گیا

جناب دیوان عباس خاں مورثِ اعلیٰ کے ہمراہ انکے چار بیٹے ہندوستان آئے اوّل جناب محمد خاں صوبیدار اڑیسہ جو ہگلی ہنگاپور، بہار نزد کلکتہ میں آباد ہو گئے ان کی اولاد ہگلی میں ہے محمد خان کا مزار شہید والا باغ واقع شاہجہانپور میں ہے وہ کسی جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ دوئم جناب دیوان دولت خان تھے جو شاہجہانپور مذکور میں آباد رہے۔ سوئم جناب جنید خاں تھے انکی اولاد رسول آباد عرف نانپور

میں آباد ہے۔ رسول آباد عرف نانپور شاہجہانپور سے تقریباً ۸ کلومیٹر مشرق میں میرٹھ
گڈھ روڈ پر واقع ہے۔ اور چوتھے بیٹے جناب دلاور خاں تھے انکی اولاد ضلع شاہجہانپور
شہر خاص کے محلّہ جلال پورہ یا محلّہ دلازاکان میں آباد ہے۔

دلازاک ایک بڑا قبیلہ تھا اسوقت افغانستان میں ترکانیڑی قبیلہ کے لوگ
آباد تھے اس پاس میں غوری خیل مہمند داودزی آباد تھے خیبر میں آفریدی اپنی آبادی
کے لئے پریشان تھے دلازاک قبیلے کے ساتھ دوسرے قبائل بھی پشاور میں
باجوڑ سے دریائے اٹک تک علاقہ مردان چھچھ ہزارہ میں آباد تھے۔ پشاور کا علاقہ
بہت دور تک پھیلا ہوا تھا دلازاکوں کے زیر تسلّط تھا گنجائش تھی کہ اور بھی قبائل
آباد ہوسکیں۔ اسلئے دلازاکوں نے یوسف زئی اور دیگر قبیلوں کو اس میں آباد کرلیا
یہ واقعات پندرھویں صدی عیسوی کے ہیں۔ ملک احمد خاں اپنے قبیلہ کے لوگوں
کو اپنے رہائشی علاقہ سے بحفاظت نکالنے میں کامیاب ہوگیا تھا اسلئے پشاور کے
قریب پہنچکر ملک احمد خاں نے دلازاکوں سے اپنی رہائش کیلئے جگہ حاصل کرنے کی
درخواست کی۔ دلازاکوں نے ملک احمد خاں کی اس درخواست کو منظور کرلیا اور
یوسف زیئوں کو اپنے علاقہ میں آباد کرلیا اور اس قبیلہ کو اپنے علاقہ میں جگہ دیدی
اور خوش آمدید کہا۔ پشاور میں دوآبہ کا علاقہ جو مہمندوں کی پہاڑیوں سے لیکر
دریائے سوات اور دریائے سنگم تک پھیلا ہوا ہے۔ اور اس میں مچنی۔ سبدر۔ مٹہ
کٹوزئی آبازئی۔ ٹیگرام کے علاقہ یوسف زئیوں کے حوالہ کردئے چونکہ دلازاکوں کے
کچھ قبیلہ یہاں سے ہجرت کر گئے تھے۔ اسکے باوجود کافی تعداد میں دلازاک قبیلہ

کے لوگ یہاں آباد تھے۔ سب ساکا شاہی قبیلہ کے لوگ تھے۔

دلازاکوں کا سردار ہیبو خاں تھا باجوڑ سے چنڈول تک کا علاقہ اسکے قبضہ
میں تھا سردار نے یوسف زیئوں کو اپنے علاقہ میں آباد کرکے ایک بڑی غلطی کی تھی
چونکہ یوسف زئیوں کی ایک بڑی تعداد دیگر قبیلوں سے ملک احمد خاں سردار قبیلہ
یوسف زئی کے بلاوہ پر یہاں آکر آباد ہوچکی تھی۔ لہٰذا یوسف زیئوں نے خلیل زیئوں
کے ساتھ ملکر دلازاکوں پر حملہ کردیا سخت جنگ ہوئی ملک ہیبو خاں میر جمالہ کے
ہاتھوں اس جنگ میں مارا گیا دلازاکوں پر یہ ایک سخت وقت تھا ملک ہیبو خاں
کا اسلحہ اور قیمتی سامان میر جمال منڈے نے اپنے قبضے میں کرلیا اور ملک ہیبو خاں
کا ایک بڑا علاقہ بھی یوسف زئیوں اور خلیل زئیوں نے آپس میں تقسیم کرلیا اور ایک
بڑے علاقہ پر ملک ہیبو خاں کے بیٹے قابض رہے مگر ملک احمد خاں کو یہ بھی گوارہ
نہ تھا گو ملک ہیبو خاں کا بڑا نقصان اس جنگ سے ہوا تھا۔ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد
ملک احمد خاں اور خلیل زئیوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا اور خلیل زئیوں نے
ملک ہیبو خاں کے لڑکوں سے مدد مانگی ہیبو خاں کے لڑکوں نے پچھلے اختلافات
اور جنگ میں ہوئے نقصان کو بھلا کر خلیل زئیوں کے ساتھ ملکر ملک احمد خاں کو اپنے
علاقہ سے نکلنے پر مجبور کردیا۔ ملک احمد خاں نے گنداب بنڈال کو عبور کرکے لواگئی
میں پناہ لی۔ ملک احمد خاں یوسف زئی کے بہت لوگ قید ہوئے۔ یہ واقعہ ۹۲۳ھ
مطابق ۱۵۱۷ء کا ہے باقی کو یہ علاقہ چھوڑنا پڑا۔

جیساکہ اوپر ذکر کیا جاچکا ہے کہ دیوان عباس خاں کے چار بیٹے ہوئے

دولت خاں ان کے دوسرے نمبر کے بیٹے تھے جنکی اولاد شاہجہانپور میں آباد ہے
دولت خاں نے ۱۶۵۸ء ۱۶۵۹ء میں جانشینی کی جنگ میں شہزادہ اورنگ زیب کی
طرفداری میں شرکت کی آپ اس جنگ میں ہزاری پانچصد سوار ۱۰۰۰/ ۵۰۰ کے منصب
پر فائز تھے جناب دولت خاں کے صاحبزادے جناب عنایت خاں اسی جانشینی کی
جنگ میں ۱۶۵۸ء ۱۶۵۹ء میں شہزادہ اورنگ زیب کے معاون کی حیثیت سے
شریک ہوئے آپ ہزاری پانچصد ایک ہزار پانچ کے عہدے پر فائز تھے عنایت
خاں کے بھائی جناب مصری خاں بھی اسی جانشینی کی جنگ میں اورنگ زیب کی فوج
میں ہزاری پانچصد ویکہزار کے عہدے پر منصب دار تھے اور جناب نہار خاں بھی
اسی جانشینی کی جنگ کی ۱۶۵۸ء و ۱۶۵۹ء میں دوہزار ویک ہزار کے منصب پر فائز
رہے۔ ملازمت ترک کرنے کے بعد جناب نہار خاں نے دہلی میں قیام کیا اور وہاں
کوچہ نہار خاں اپنے نام سے آباد کیا۔ آج بھی کوچہ نہار خاں انکے نام پر آباد ہے۔ یہ
سب بحوالہ عالمگیر نامہ عباس خاں صفحات ۱۳۴/ ۱۵۰/ ۴۷ پر دولت خاں بحوالہ
عالمگیر نامہ صفحات ۵۴/ ۹۱ تاریخ حاتم خاں ۱۵/ الف ۴۰/ الف و ۲۸/ ب۔
صفحات ۷۸/ ۲۶۸ پر و عنایت خاں افغان بحوالہ عالمگیر نامہ ۲۶۸/ ۹۹۱ پر۔
و مصری خاں افغان بحوالہ عالمگیر نامہ صفحات ۵۳/ ۳۰۵/ ۵۴/ ۵۵۴ و تاریخ حاتم
خاں ۱۵ اب پر اور نہار خاں اخبار ۱۱ محرم سنہ ۴۶ جلوس پر مرقوم ہے۔
جناب مصری خاں کو انکی جنگی صلاحیت اور فن سپہگری کے مختلف جنگوں میں
کارناموں کے عوض جاگیریں عنایت کی گئیں آج کی کٹھورہ، ہاپوڑ روڈ پر واقع

موضع گہرہ اور مدافرہ (مظفرہ) اور میرٹھ، ہاپوڑ روڈ پر میرٹھ سے تقریباً ۸ کلومیٹر
پر پھپونڈہ آپکو جاگیر میں عطا کئے گئے تھے آپکے لئے گہرہ میں ایک گڑھی تعمیر کرائی
گئی تھی جسکے آثار آج بھی گہرہ میں موجود ہے آپ اکثر گہرہ میں قیام کرتے تھے
پھپونڈہ میں آپکی اچھی قیام گاہ تھی دورانِ علالت آپ کا قیام پھپونڈہ تھا وہیں آپکی
وفات ہوئی اور آپ کا مقبرہ بھی پھپونڈہ میرٹھ ہاپوڑ روڈ کے شمال میں سڑک سے
تقریباً دو فرلانگ فاصلہ پر جناب شاہ رکن الدّین مصری کے مزار کے ساتھ ایک باغ
میں ہے مصری خاں کے مقبرہ پر عرس بھی منعقد کیا جاتا ہے اور لنگر بھی جاری ہوتا ہے
پہلے اس پر جو عمارت تھی منہدم ہونے کی وجہ سے اب نئے طریقہ پر تعمیر کرا کر شیڈ
وغیرہ بنایا گیا ہے دَورانِ عرس اور عرس کے بعد بھی لوگ آپکے مقبرہ پر فاتحہ خوانی
کو جاتے ہیں ساتھ ہی شاہ رکن الدّین کے مقبرہ پر فاتحہ پڑھتے ہیں بارگاہِ الٰہی
میں ان بزرگوں کے توسّل سے دعائیں مانگتے ہیں اللہ کے فضل سے دُعائیں
قبول ہوتی ہیں۔
یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ مصری خانصاحب کے مزار پر جو شیڈ وغیرہ بعد
میں ڈالے گئے ہیں وہ شہزادگانِ شاہجہانپور کے منشی محمد تحسین خانصاحب کا کام ہے
اس پر توجہ انکی رہی اور اپنے اخراجات سے یہ کام کیا۔ منشی جی مرحوم اپنی جگہ ایک
بزرگ ہستی رہے ہیں لوگ ان کی حقیقت سے واقف نہ تھے وہ اللہ والے
لوگوں میں تھے اور ایسے کاموں میں دلچسپی اور حصّہ لیتے تھے۔ آپ میرٹھ جلی کوٹھی
میں مستقل رہائش پذیر تھے نادر علی مشہور باجا والوں کے یہاں ملازمت کرتے

تھے۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ انکے جائیداد کے کاموں کی نگرانی منشی جی کرتے تھے آپ نے اپنی حقیقت کا اظہار ہی نہ ہونے دیا اور اپنی حیثیت کا اظہار نہ کرتے ہوئے گمنامی کی زندگی گذار کر وفات پائی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

شجرہ افغان کرلانی

کرلانی

کودی — ککی

کودی: زوجہ اوّل سے — زوجہ ثانی سے

زوجہ اوّل سے: دلازاک، اورگ زئی

زوجہ ثانی سے: موسیٰ، منگل، لوری زئی، ہنی، وردگ

سید گیسو دراز کے بیٹے ہیں نانیہال میں پرورش پائی دونوں سید زادہ ہیں۔

دلازاک: لوری خیل، یعقوب خیل

لوری خیل: احمد خیل، دتک زئی، عمر خیل، یحییٰ زئی

یعقوب خیل: سموزئی

سموزئی: زکریا خیل، اما زئی

زکریا خیل: یٰسین خیل، مائی زئی، مندی زئی، موتی زئی، حیدر زئی، ممی زئی

اما زئی: حسین زئی

طالوت
جالوت
خالد
والد
آخون رشید
پشتون
شاہ خرو
شاہ عالم

شاہ عالم: دلازاک خاں، کاکڑ خاں، غلزئی خاں

دلازاک خاں
اسمٰعیل خاں
یاسین خاں
دیوان محمد عباس خاں مورثِ اعلیٰ شاہجہانپور شاہجہانی دورس ۱۶۲۸ء میں ہندوستان آئے۔

جناب خوشحال خان خٹک

جناب خوشحال خاں خٹک شاہجہاں بادشاہ کے صاحب دیوان شاعر تھے جوکہ کرلانی کی ۲۲رویں پشت میں تھے اور شاہجہاں بادشاہ کے دیوانِ خاص دیوان محمد عباس خاں بھی کرلانی کی ۱۸رویں پشت میں تھے دونوں درباری ایک ہی نسل سے تھے۔

از تاریخ پستون صہ ۵۱۴ تا صفحہ ۵۸۸

کرلانی ، کرلانی

کودی — لکی

برہان، خوگیانی، سلیمانی، شیک

عرفان عرف آفریدی، لقمان عرف خٹک، روڑان، اتمان خیل

تولاخاں — لولاق

ترکی — ترکی

برکوبط — امند

اسمٰعیل خیل، مری خیل، الوخیل

بطی خیل — مہمندی

ہوتی — خینی

شیخ علی، فتح خیل، کمل خیل، نشری

حسن خیل

اتمان خیل، میر خیل، محمود خیل، کریم خیل

چینو خیل

اوریا خیل

مخفوڑی خیل، ملک اکوڑی خیل، مشری، میراد خیل

یحییٰ خاں

شہباز خاں

جمال خاں، خوشحال بیگ

محمد شرف خاں، بہرام خیل، عبدالقادر خاں

محمد افضل خاں، عبداللہ خاں، نامدار خاں

سعداللہ خاں، کاظم خاں، محمد علی خاں، حسن علی خاں

جعفر خاں، شہباز خاں، خوشحال خاں، سعادت اللہ خاں

تعارف تاریخ افغانان شاہجہانپور

(بقلم محمد عمر افغان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا — سورہ حجرات

ترجمہ: اور ہم نے بنائی تمہاری نسلیں اور قومیں کہ تم آپس میں تعارف پیدا کرو (قرآن)

میں کوئی حکیم نہیں ہوں نہ کوئی نقاد ہوں ہاں ایک جذبہ ضرور رہا ہے کہ افغاناں شاہجہانپور کی ایک تاریخ ہو جسکی بنیاد ہمارے بزرگ جناب ولی اللہ خاں صاحب ڈائریکٹر محکمۂ آثارِ قدیمہ لاہور پاکستان نے رکھی تھی ہم سب کی بدنصیبی کہ ان کا انتقال ہو گیا اور ان کے ورثاء نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور ان کی محنت تاریکی میں ڈوب گئی پھر ایک جذبہ لیکر عموی مطلوب احمد خاں نے تاریخ افغان شاہجہانپور مرتب کی لیکن ان کی زندگی نے وفا نہ کی اور وہ تاریخی مسودہ کہاں گیا معلوم نہ ہو سکا انتھک کوششوں کے باوجود وہ نسخہ ہاتھ نہ لگا اور اب یہ تاریخی کارنامہ عموی مرغوب احمد خاں نے انجام دیا میں ان کا بیحد مشکور ہوں کیونکہ شاہجہانپور کے اولاد عباس افغان کا شجرہ مرتب کرنے کا مجھے بہت شوق ہے یہ شوق مجھے والدہ صاحبہ کی طرف سے ورثہ میں ملا ہے بچپن میں انہوں نے خاندان کا شجرہ زبانی یاد کرا دیا تھا جو کہ آج بھی یاد ہے۔ اللہ کا یہ احسان ہے کہ اپنے خاندان اور کچھ دوسرے خاندانوں کا شجرہ میں بغیر دیکھے تحریر کر سکتا ہوں۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ میں نے مطالعہ کی بناء پر موجودہ نسل سے لیکر دلازاک کرلانی تک شاہجہانپور افغان کا سلسلہ ملا دیا ہے جو کہ اس کتاب میں تحریر ہے یہ سلسلہ تین قسطوں میں سمجھ لیں پہلا وہ دادا عباس خاں تک ہے دوسرا جو سردار عبدالمجید خاں جو ۱۸۶۳ء میں ایک پنچایت میں شریک ہونے شاہجہانپور افغان تشریف لائے تھے وہ سلسلہ ان سے یعقوب دادا نے بطور یادداشت تحریر کیا۔ پھر اس کو تازہ کیا چچا محمد ظریف خاں پسر غلام حسن خاں نے ۱۸۹۴ء میں اس کے بعد کا حصہ میں نے تاریخ پشتون سے اخذ کیا اور اس طرح ۲۸ پشتوں میں کرلانی تک پہنچ گیا اللہ کا بڑا کرم ہے کہ باوجود خراب صحت اور مصروفیت کے عموی مرغوب احمد خاں نے یہ سب

کو مرتب کر کے ہم سب اولادِ عباس خاں پر ایک احسان کیا ہے اور شاہجہانپور افغان کو زندہ و جاوید بنا دیا اللہ تعالیٰ اس کو درجۂ قبولیت عطا فرمائے اور ہر دل عزیز فرمائے۔ کیونکہ اہلِ شاہجہانپور تنقید تو بہت کرتے ہیں لیکن عملی قدم بالکل نہیں اٹھاتے۔ اسی وجہ سے شاہجہانپور کے اولادِ عباس خاں پستی کی طرف جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقلِ سلیم عطا فرمائے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور نوجوان نسل میں اپنے بزرگوں سے وابستگی قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے کیونکہ حضرت عمر کا قول ہے اپنے شجرہ کو یاد کرو نبطی نہ ہو جاؤ کہ جب ان سے معلوم کیا جاتا ہے کہ تم کون ہو وہ کہتے ہیں کہ فلاں شہری ہیں وہ اپنی نسبت بزرگوں سے نہیں بلکہ شہر سے چلاتے ہیں۔ میں نے اوپر پیشانی پر قرآن کریم کی آیت تحریر کی ہے وہ ایک حقیقت ہے قبیلے اور خاندان تعارف کے واسطے ہی بنائے ہیں مگر خاندانوں پر فخر نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو فخر پسند نہیں ہے ہاں اللہ تعالیٰ کو تقویٰ پسند ہے اسکو اختیار کرو۔ تقویٰ انسان کو بلندیوں تک لیجاتا ہے لیکن اسلاف کو یاد کرنا بھی اللہ نے منع نہیں کیا ہے۔ کیونکہ اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا کہ تیر چلاؤ کیونکہ تمہارے باپ اسمٰعیل تیر چلاتے تھے شجرۂ شاہجہانپور افغان کرلانی سے ۱ تا ۶ تاریخ پستون اور دوسرا ۷ تا ۱۵ سردار عبدالمجید خاں مازئی سرخ اولاد منصور خاں جو کہ عباس دادا کے چھوٹے بھائی تھے انکی اولاد میں تھے۔ باقی اب تک کا سلسلہ اہلِ شاہجہانپور خاندان عباس خاں کے پاس موجود تھا۔ مرغوب احمد خاں کی اس کوشش کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اسکے شائع کرنے میں سب کو شوق دے۔ آمین ثم آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم

بندۂ عاجز

محمد عمران خاں

جامع مسجد شاہجہانپور
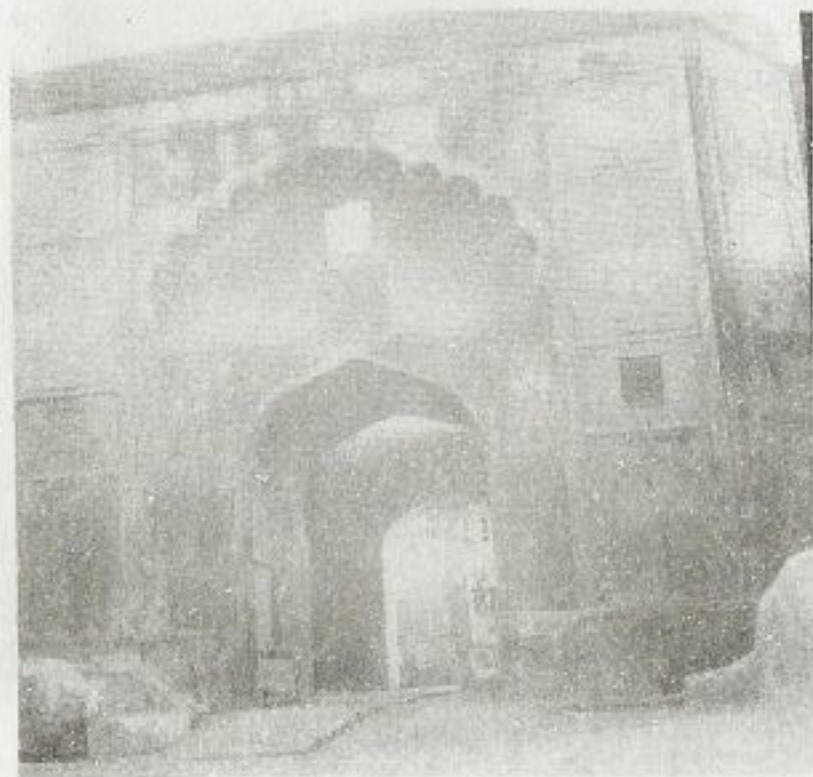
دروازہ محل عنایت خاں

جائے وقوع

موضع شاہجہانپور میرٹھ، گڈھ مکتیشور روڈ پر میرٹھ سے ۲۸ ر اور مشرق میں گڈھ مکتیشور سے ۱۶ ر میل مغرب میں واقع ہے آبادی کے درمیان میرٹھ گڈھ روڈ سے ملحق ایک بڑا تالاب ہے اور تالاب کے اطراف میں افغانان کی ایک آبادی ہے افغانان کی آبادی سے ملحق ہر چہار سمت میں دیگر برادریاں آباد ہیں جن میں انصاری قریشی، بھاٹ، دھوبی، رنگریز، بہشتی، فقیر، آہنگر، دیش مالی اور راہیڑی سڑک پختہ سے جنوب میں اور حجام روغنگر، نداف، ہرجن، خاکروب شمال میں آباد ہیں۔ یہیں کچھ آبادی ویش صاحبان اور راہیڑیوں کی بھی ہے یہ سب برادریاں خاتمہ زمینداری ۱۹۵۲ء سے قبل افغانان کی رعایا تھے زمینداری خاتمہ کے بعد یہ سب آزاد ہو گئے۔ اور اب آزاد زندگی گزار رہے ہیں۔

تالاب کے شمال میں میرٹھ، گڈھ مکتیشور روڈ ہے اور جنوب میں تالاب کے ساتھ جامع مسجد ہے۔ جو شاہی زمانہ کی تعمیر شدہ ہے اس جامع مسجد کے علاوہ بستی میں دس مسجدیں اور بھی ہیں جن میں چند پرانی اور دو تین نئی ہیں ان میں ایک مسجد مدرسہ عربیہ ریاض العلوم شاہجہانپور میں مدرسہ قائم ہونے کے بعد تعمیر کرائی گئی ہے یہ مدرسہ آبادی سے مغرب میں میرٹھ، گڈھ روڈ پر واقع ہے یہ مدرسہ آم کے باغ میں واقع ہے یہ باغ شہزادگان کے حاجی حبیب الرحمٰن خاں کی ملکیت تھا اور انہوں نے اسے مدرسہ کے لئے دے دیا تھا۔ جسکے پہلے مہتمم جناب مولوی عبدالعزیز صاحب جنکپوری تھے اور اب اس کے مہتمم جناب مولانا معین اختر خاں صاحب اغوان پوری ہیں جنہوں نے اب شاہجہانپور ہی میں سکونت اختیار کر لی ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ تالاب سے ملحق جنوب میں جامع مسجد ہے اس سے ملحق دیوان دولت خاں کے بیٹے عنایت خاں کا بڑا محل ہے اور بڑا محل کے نام سے آج بھی معروف ہے اسمیں سڑک اور تالاب کی طرف محل کا بڑا دروازہ ہے جس سے آج بھی اسکی شان نمایاں ہے سڑک پختہ پر سے تالاب، مسجد و محل کا منظر بہت ہی دیدہ زیب ہے۔ اس سڑک پر گذرنے والے سیاح اکثر اس منظر کی فوٹو گرافی کرتے ہیں اس کے علاوہ بھی بستی میں جناب دیوان دولت خاں

کے سات بیٹوں کے محل اور رتھے جن کے آثار آج بھی موجود ہیں مگر ان کی مرمت نہ ہونے کی وجہ سے سب منہدم ہو گئے ہیں۔

تالاب کے چاروں طرف چوڑا راستہ ہے جسمیں شمال میں سڑک پختہ اور تین طرف اس راستہ پر کھرنجہ لگا ہے تالاب کے شمال شرقی کونہ پر راستہ پر ایک بڑا دروازہ بنا ہوا ہے جو نہرو گیٹ سے جانا جاتا ہے اس گیٹ کے سامنے سے قدرے شرق میں سڑک پختہ سے شمال میں مورث اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں کا مقبرہ ہے جو باغ بیری کے وسط میں تعمیر کرایا گیا ہے اسمیں مورث اعلیٰ دفن ہیں۔ چونکہ مورث اعلیٰ جناب دیوان عباس خان ایک معرکہ میں اپنی فوج کے ساتھ صبح کے وقت بگلہ گھاٹ (بھولاہٹ) کے نزدیک ایک تنگ گھاٹ کو عبور کرتے وقت دریا میں طغیانی ہونیکی اور نظام درہم برہم ہونے کی وجہ سے فوج غرق ہو گئی اور کافی تلاش کے بعد مورث اعلیٰ کی نعش دستیاب ہوئی جو شاہی حکم سے اس مقبرہ میں دفن کر دیا گیا تھا اسکے علاوہ آبادی کے شرق میں آبادی سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر روضہ باغ ہے کبھی باغ رہا ہوگا مگر اب خاندان عنایت خیل یعنی عنایت خاں کی اولاد کے قبرستان ہیں یہ سطح زمین سے تقریباً آٹھ فٹ اونچائی پر ہے پختہ تعمیر شاہی زمانہ کی ہے چاروں کونوں پر برجیاں بنائی گئی ہیں جو اوپر کی سطح پر روک دی گئی ہیں آبادی کے شمال مغرب میں آبادی سے ۱½ فرلانگ کے فاصلہ پر ایک بارہ دری تھی یہ بھی شاہی دور کی عمارت تھی اس میں روایت ہے کہ چند قبریں تھیں میں نے نہیں دیکھیں سنا ہے البتہ بارہ دری کو خوب دیکھا ہے مگر آج وہ بالکل ختم ہو چکی ہیں حد یہ کہ اب اینٹیں بھی موجود نہیں ہیں آبادی سے مغرب میں صحرائی رقبہ میں ہوتی ہوئی نہر شاخ الوپ شہر گذری ہے۔ سڑک کے پل سے تقریباً تین فرلانگ پر نہر سے ایک راجبہ نکلا ہے وہاں ایک سرکاری کوٹھی ہے جو ڈاک بنگلہ کہلاتی ہے یہ عمارت بھی بہت اچھے ڈھنگ سے بنائی گئی ہے۔ اسکے ایک طرف راجبہ اور دوسری طرف نہر ایک دیدہ زیب منظر پیش کرتے ہیں۔

شاہجہانپور کے شمال میں تقریباً ۱½ کلومیٹر کے فاصلہ پر موضع چندلا عرف محلوالہ آباد ہے یہ تیاگی برادری کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جبکہ اس میں مسلمان، رنگریز، بڑھئی، لوہار اور ریٹر بکن دکھٹیک بھی آباد ہیں۔ جنوب میں تقریباً ۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر نہر شاخ الوپ شہر سے ملحق مشرق میں موضع الوپ پور ڈبائی آباد ہے یہ ضلع غازی آباد کا سرحدی موضع ہے اسمیں میرہ برادری
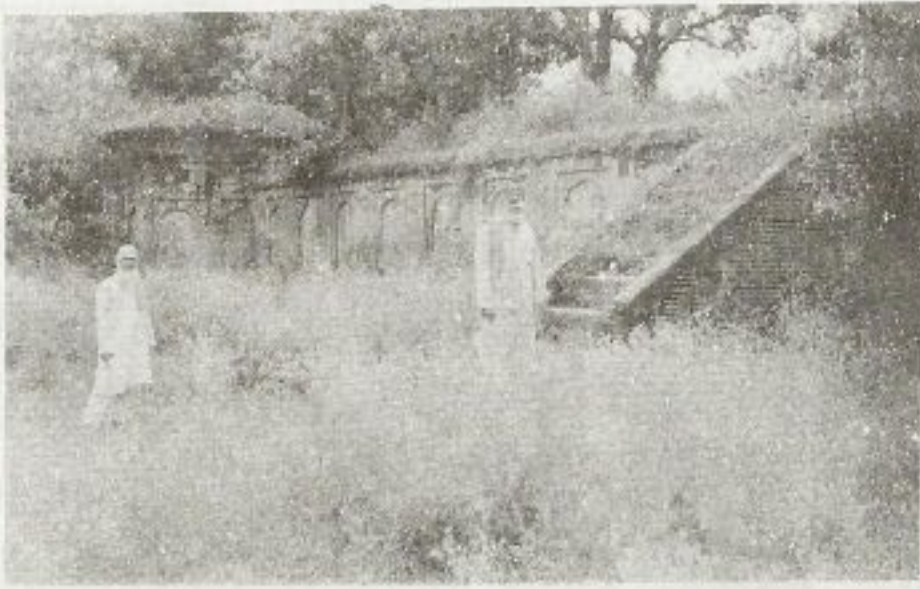
روضہ باغ حال قبرستان

بارہ دری شاہجہانپور

کے لوگ آباد ہیں جنکے ساتھ کچھ گوجر اور لوہار، بڑھئی بھی آباد ہیں۔ مشرق میں اسی میرٹھ، گڑھ مکتیشور روڈ پر تقریباً ۱½ کلو میٹر کے فاصلہ پر موضع رسول آباد ناپور آباد ہے جس میں جناب دیوان دولت خاں کے بھائی جناب جنید خاں کی اولاد آباد ہے ان کے علاوہ اس بستی میں گوجر، ہریجن چوڑی بیچنے والے منیہار اور لوہار بڑھئی آباد ہیں اور مغرب میں اسی میرٹھ، گڑھ مکتیشور روڈ پر تقریباً ۱½ کلو میٹر کے فاصلہ پر پُرانا قصبہ کھٹورا آباد ہے یہ قصبہ آبادی کے لحاظ سے کافی بڑا ہے یہ میہرہ (چودھری) برادری کے نام سے جانا جاتا ہے جبکہ اس میں ہریجن، نائی، تیلی، لوہار، بڑھئی، ویش اور پنڈت وغیرہ سب ہی برادریاں آباد ہیں۔ اسکی آبادی کے ساتھ ایک راجبہہ گذرتا ہے جو نہر شاخ انوپ سے نکل کر یہاں سے گذرتا ہوا جنوب کی طرف چلا جاتا ہے۔ راجبہہ سے کچھ فاصلہ پر میرٹھ، گڑھ روڈ پر سڑک کے شمال میں پولیس تھانہ ہے اور اس کے مقابل سڑک کے جنوب میں سرکاری ڈاک بنگلہ ہے یہ قصبہ سیاسی لوگوں کا مسکن بھی ہے اسمیں اتر پردیش سرکار میں ہوئے منتری بھی ہوئے ہیں۔

موضع شاہجہانپور ایک مشہور موضع ہے جو اسکے آباء افغانان کی بول چال، رہن سہن اخلاق کی وجہ سے مشہور ہے اس میں مختلف قسم کے پھلوں کے باغات ہیں مثلاً آم، آڑو، لیچی، امرود الوچہ، بیری وغیرہ باغات کی کثرت کی وجہ سے اسمیں چک بندی بھی نہیں ہوئی ۹۵ فیصد رقبہ صحرائی میں باغات ہیں اسکی آبادی کے اندر تالاب کے اطراف ایک بازار ہفتہ یعنی سنیچر کے دن لگتا ہے اس بازار میں ہر قسم کی ضروریات کی چیزیں فروخت ہونے کو آتی ہیں غلہ اور گڑ بھی گاڑیوں میں بھر کر فروخت کرنے کو لوگ نواحی مواضعات سے یہاں لاتے ہیں اس پینٹھ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ پینٹھ صبح ۷ بجے سے لگ جاتی ہے اور شام کو ۷ بجے تک ہی اسمیں بکری ہوتی رہتی ہے جبکہ اتر پردیش میں جہاں بھی ہفتہ میں ایک یا دو بار پینٹھ لگتی ہے دوپہر ۱ بجے سے شروع ہوتی ہے اور شام ۶ بجے بالکل ختم ہو جاتی ہے اسکے علاوہ سنیچر ہی کے دن آبادی سے باہر آبادی کے جنوب مشرقی کونہ پر ایک مویشی کا بازار بھی لگتا ہے اس میں کافی دُور تک سے مویشی، بھینس، بھینسے، گائے، بیل، بکری، اونٹ، گھوڑے، سبھی نسلوں کے مویشی بکنے آتے ہیں۔ یہ مویشی کا بازار پرائیویٹ ہے۔ اسکے مالک جناب محمد فیروز مند خاں صاحب

مزار ثابت خاں

اور محمد ارجمند خاں صاحب تھے۔ آج یہ ان حضرات کی اولاد کی ملکیت ہے اور بازار کا نظام بہت باقاعدگی سے چلایا جا رہا ہے۔

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ آبادی کے مغرب میں صحرائی رقبہ میں نہر شاخ الوپ نگر بہتی ہوئی الوپ شہر چلی جاتی ہے۔ اس پر میرٹھ گڈھ روڈ پر ٹریفک گذرنے کے لئے ایک پُل بنا ہے جو اپنی ساخت کا مثالی پل ہے ایک بڑی مدّت کا ہونے کے بعد آج بھی یہ پُل ایسا ہی ہے گویا آج ہی بنا ہو۔ اس پل سے شمال میں تقریباً ۳ فرلانگ پر نہر کی کوٹھی ہے جو ڈاک بنگلہ کہلاتی ہے اس کی بغل سے شمال کی جانب نہر سے ایک راجبہہ نکالا گیا ہے جو شاہجہانپور کے صحرائی رقبہ کو آبپاشی کرتا ہوا مشرق کی طرف گزرتا ہوا رسول آباد عرف نانپور کی آبادی میں گزرتا ہوا آگے چلا جاتا ہے اس راجبہہ سے صحرائی رقبہ آبپاشی ہوتا ہے صحرائی زمین زرخیز ہے اور پانی کی فراوانی کی وجہ سے باغات شاداب ہیں فصل اچھی دیتے ہیں جسکی وجہ سے پٹھانوں کو اچھی آمدنی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے مالکان باغات آسودہ حال ہیں ان کے ساتھ باغوں کی وجہ سے مزدور پیشہ لوگ بھی اچھی یافت کر لیتے ہیں اور باغات کی بہار کے خریدار لوگ کافی اچھی کمائی کرتے ہیں جس کی وجہ سے بستی کے باشندوں کا رہن سہن، لباس کھانا پینا سب طرح اچھا ہے۔

اسکے علاوہ یہاں نرسریز کا بھی بڑا کاروبار ہے۔ بہت لوگوں کی روزی روٹی نرسری کے کاروبار پر چلتی ہے۔ یہاں ایک پرانی اور معروف نرسری منگی فیر انرسری کے نام سے ہوا کرتی تھی اسکے مالک جناب الحاج محمد الہام اللہ خاں تھے یہ نرسری پھلدار پودوں کے لئے اپنا خاص مقام رکھتی ہے آم کی اقسام اس نرسری کے علاوہ شاید ہی کہیں دستیاب ہوتی ہوں۔ آج یہ نرسری چمن نرسری کے نام سے چل رہی ہے اسکے مالک و وارث منگی فیر انرسری کے مالک الحاج محمد الہام اللہ خاں کے پوتے جناب مجاہد اللہ خاں ہیں۔ اس میں آج بھی پھلدار پودے ہر قسم کے اور ڈیکوریشن کے پودے دستیاب ہیں پھلدار پودے کم ہی نرسریز پر تیار کئے جاتے ہیں جبکہ پھولدار اور ڈیکوریشن پلانٹ کی نرسریز بہت کثیر تعداد میں قائم ہو گئی ہیں۔

اس سلسلہ میں شاہجہانپور میں ایور گرین فارم اینڈ نرسری ایک بڑی نرسری ہے یہ راجدھانی نرسری کربلا دہلی کی شاخ ہے اسکے مالک جناب الحاج حیدر خاں صاحب اور

کوٹھی نہر (ڈاک بنگلہ) شاہجہانپور
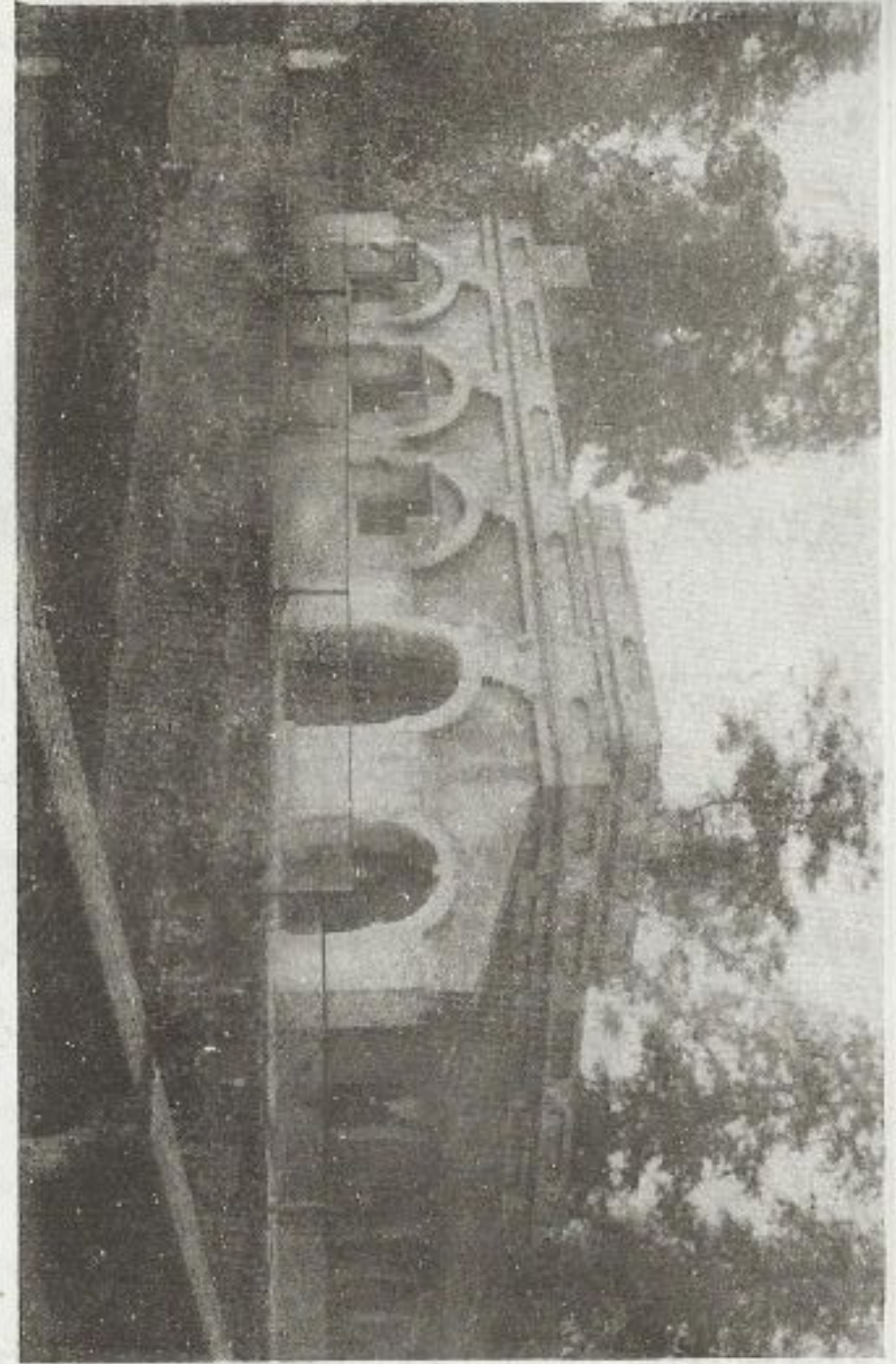
اُن کے برادر خورد جناب الحاج عبدالمعید خاں صاحب ہیں دونوں برادران میں آپس میں مثالی پیار و محبت ہے۔ بہت مخیر حضرات ہیں غریب پرور و مذہب پرست آدمی ہیں۔ سکھونہ پارک اوکھلا، شہر دہلی میں عالی شان مکان (کوٹھی) ہے۔ شاہجہانپور میں ایورگرین فارم اینڈ نرسری میں اعلیٰ قسم کی کوٹھی رہائش کے لئے بنائی ہوئی ہے۔ یوں کہا جائے کہ ان کا رہن سہن ہی مثالی ہے اس نرسری میں ہر قسم کے پھولدار اور ڈیکوریشن کے پودے دستیاب ہیں شاید کوئی پودا ایسا ہو جو یہاں دستیاب نہ ہو اس نرسری میں پودے تیار کر کے راجدھانی نرسری کربلا دہلی لیجائے جاتے ہیں اور وہاں سے بیرون ملک مثلاً سعودی عرب و دیگر ممالک کو۔ اور اندرون ملک سپلائی ہوتے ہیں جبکہ خصوصیت سے دہلی میں زیادہ سپلائی کئے جاتے ہیں ایورگرین فارم اینڈ نرسری میں بڑی تعداد میں نفری اور نفر کام کرتے ہیں۔ ایک بڑی تعداد میں مزدور اس نرسری میں کام کر کے روزی پیدا کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی نرسری ہیں مثلاً رعایت نرسری، نفیس نرسری، مینگو گرافٹ نرسری، انڈین فارم اینڈ نرسری، بھارت نرسری نیو بھارت نرسری، کسان نرسری، اوصاف نرسری، ٹی۔ اے۔ نرسری، شالیمار نرسری، انگور نرسری، حنا نرسری، ماڈرن نرسری، وغیرہ وغیرہ ان میں رعایت نرسری، ماڈرن نرسری، وجاہت نرسری، منگو گرافٹ نرسری، بہت پرانی نرسری ہیں۔ ان میں پہلے پھلدار ہی پودے دستیاب ہوا کرتے تھے مگر ان میں پھلدار پودوں کے ساتھ پھولدار اور ڈیکوریشن کے پودے بھی دستیاب ہیں۔ کچھ نرسری ہریجن برادری کے لوگوں نے قائم کی ہیں انہیں پرتاب نرسری اور گلزار نرسری ہیں۔ یہ سب نرسریز میرٹھ، گڑھ روڈ پر آبادی سے مشرق اور مغرب میں واقع ہیں۔

زمین

اس بستی کی صحرائی زمین بہت زرخیز ہے جسکی وجہ سے آج کے باغات بہت سر سبز و شاداب ہیں اور اچھی فصل دیتے ہیں۔ صحرائی رقبہ میں گزرتا ہوا راجبہہ اس کے رقبہ کو آبپاش کرتا ہے۔ جو علاقہ بارانی تھا اور پانی کے ذرائع نہ تھے دورِ جدید کے حساب سے اس میں بورنگ کر کے اسکو آبپاش بنایا گیا ہے ان بورنگوں سے بجلی اور انجنوں کے ذریعہ پانی نکالکر ہر دو طریقہ سے رقبہ کو آبپاش بنالیا گیا ہے اس کی زمین سیوٹا ہے ریت شامل نہیں ہے موروثوں کے زمانہ میں طریقہ تھا کہ گھر کے بزرگ نے جس زمین کے ٹکڑے کو جسطرح اپنی اولاد میں تقسیم کر دیا کہ یہ رقبہ فلاں کا ہے اسی طرح وارثان اسے اپنے قبضے میں لے لیتے تھے اور کاشت کرتے تھے۔ یہی سلسلہ چلتا رہا اور انگریز کا دور آ گیا۔ انگریزوں نے زمین کا بٹوارہ اپنے طریقہ پر بندوبست کرا کر حصہ داروں کو دے دی اور اس پر مال گذاری قائم کر دی جسے بزبان دیگر مالکان یا زمینداران سے زمینوں کا ٹیکس لیا جانا کہا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ یعنی زمین کی مالک تو سرکار رہی مگر اس ٹکڑے زمین کو زمینداروں کے قبضے میں دیکر تھوڑا معاوضہ سرکار لینے لگی جبکہ زمین پر زمیندار کو زمین فروخت کرنے یا رکھنے کے مکمل حقوق حاصل رہے ۱۹۵۲ء میں اتر پردیش میں زمیندارہ خاتمہ کے بعد جو زمیندار سے کاشتکار بن گیا۔ اسکو زمین کو رکھنے یا فروخت کرنے کے وہی حقوق حاصل ہیں۔ اس سلسلہ میں اس رقم کا نام جو سرکار مالگذاری کی شکل میں وصول کرتی تھی۔ اب لگان ہو گیا۔

بہادر شاہ ظفر جو نام کے بادشاہ تھے اور میرٹھ میں انگریز کلکٹر ایلٹ تھا اس نے اپنے طریقہ پر بندوبست ۱۸۳۴ء میں کرا کر زمینداران کو دے دیں اور مالک بنا دیا یہ بندوبست ایلٹ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ دوسرا بندوبست صحرائی نصیر علی کلکٹر میرٹھ کے دور میں ۱۸۴۰ء میں کرایا گیا۔ یہ بندوبست نصیر علی کے نام سے پکارا گیا۔ تیسرا بندوبست آبادی و صحرائی ۱۸۷۲ء میں کلکٹر میرٹھ مہر سنگھ کے زمانہ میں ہوا۔ یہ مہر سنگھ کے بندوبست کے نام سے جانا گیا۔ چوتھا بندوبست ۱۸۹۷ء میں کلکٹر میرٹھ انگریز گیلن نے کرایا یہ بندوبست گیلن تھا اسکے بعد بستی میں ۱۹۲۶ء میں تقسیم ہوئی جو ایک مقدمہ تقسیم محمد مستحسن خاں بنام شملو بی بی جو ۱۹۲۶ء سے

کئی سال پہلے دائر ہوا تھا۔ اور ۱۹ر جون ۱۹۲۶ء کو طے پایا۔ اور یہ تقسیم ہوئی یہ تقسیم محمد مستحسن خاں بنام شملو بی بی مشہور رہے اسکے بعد ۱۹۴۸ء میں آخری بندوبست ہوا جبکہ میرٹھ میں واہ صاحب کلکٹر تھے یہ بندوبست واہ صاحب ہے اِسی کے تحت موضع میں زمینوں پر مالکان قابض ہیں۔

آبادی

موضع شاہ جہاں پور کی آبادی دس ہزار سے زیادہ ہے اس میں آٹھ ہزار سے زائد ووٹر ہیں۔ موضع میں عوام کے ذریعہ منتخب ایک پردھان ہوتا ہے جو پانچ سال کے لئے منتخب ہوتا ہے اور ضلع کلکٹر اور تحصیل کے حاکم علاقہ کے تحت موضع کے نظام کو چلاتا ہے۔ یہ نظام ایک کمیٹی چلاتی ہے جس کا ہیڈ پردھان ہے اور موضع کے مختلف حلقوں (وارڈ) سے منتخب شدہ ممبران ہوتے ہیں ان ممبران میں سے ایک نائب پردھان منتخب کیا جاتا ہے ممبران اپنے اپنے وارڈ کی ضروریات ماہانہ میٹنگ میں کمیٹی کے سامنے رکھتے ہیں۔ اور منظور کرا کر پردھان ان کاموں کو تکمیل کراتا ہے اسے پنچایتی نظام کہا جاتا ہے۔ اس میں ایک سرکاری نمائندہ ہوتا ہے جو سکریٹری کہلاتا ہے یہ پردھان کا مشیر ہوتا ہے میٹنگ کی کارروائی کی لکھت پڑھت سکریٹری کا کام ہے۔ پنچایت میں ایک کمیٹی ایل۔ ایم۔ سی کی بھی ہے اسمیں پردھان کا سکریٹری لیکھپال موضع ہوتا ہے جو موضع کے صحرائی معاملات کو پردھان کی نگرانی میں دیکھتا ہے۔

اتر پردیش میں پنچایتی راج قائم ہونے کے بعد موضع شاہجہانپور میں جناب الحاج محمد الہام اللہ خاں پردھان منتخب ہوئے یہ پہلے پردھان تھے ان کے بعد جناب عبدالسلیم خاں بعد کو جناب عبدالرقیب خاں جو دو بار پردھان رہے ان کے بعد جناب عبدالحئی خاں اور ان کے بعد خانزادہ جناب محمد مسلم خاں پردھان بنے اور ان کے بعد دور بدلا اس میں موضع شاہجہانپور میں پردھانی کے لئے لیڈیز سیٹ منتخب ہوگئی اور جنابہ حمیرہ بیگم صاحبہ پردھان بنیں اور موجودہ پردھان جناب الحاج ڈاکٹر ظفر اللہ خاں ہیں۔ یوں تو ہر دور میں موضع میں کام ہوتے رہے ہیں مگر ہر دور کے مقابلہ میں موجودہ دور میں کام زیادہ ہوئے ہیں گاؤں میں جو کھرنجے خراب

ہو گئے تھے نیچے ہو گئے تھے اکھیڑ کر بھراؤ کر کے اونچے کئے گئے نئے کھرنجے لگائے گئے ہیں نالیوں پر چینل لگا کر پانی کا راستہ صاف بنایا گیا ہے پانی کے نکاس کے لئے نالے بنائے گئے ہیں اسکول اور ٹریننگ سینٹر تعمیر کرایا گیا، پرانے پرائمری اسکول پر کمرہ تعمیر ہوا۔ پنچایت گھر جو سب سے پہلے پردھان نے تعمیر کرایا تھا اس پر کمرہ بنایا گیا۔

موضع شاہجہانپور کی کل آبادی میں تقریباً نصف آبادی پٹھانوں کی ہے۔ جن کا انحصار باغات کی آمدنی پر ہے کچھ لوگ مزدوری کر کے پیٹ پالتے ہیں۔ باقی عوام میں دیگر برادری کے لوگ ہیں۔

انصاری

انصاری برادری موضع میں اچھی تعداد میں ہے مسلمانوں کے علاوہ ہندو جولاہے بھی موضع میں ہیں جو کہ جولاہے ہیں زیادہ تر گاڑھا بننے کا کام کرتے ہیں۔ اب کھیتی باڑی کا کام کرنے لگے ہیں یہ تو ہاکلی جولاہوں کا حال۔ انصاری اپنے آبائی کام کپڑا بننے کا کام کرتے ہیں۔ میرٹھ شہر سے سوت خرید کر لاتے ہیں اور کپڑا بنکر شہر لیجا کر بیچتے ہیں موضع میں ہفتہ یعنی سنیچر کے روز بازار لگتا ہے اس میں دکانیں لگا کر کپڑا فروخت کرتے ہیں۔ کچھ لوگ اور بھی کام کرتے ہیں مثلاً باغوں کی خریداری، کچھ مزدوری بھی کرتے ہیں۔ کئی لوگ شادی بیاہ میں کھانا بنانے کا کام کرتے ہیں اچھا کھانا بناتے ہیں اور اچھے نان بائی ہیں گاؤں میں اور قریبی مواضعات میں کھانا بنانے کا کام کرتے ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے مصروفیت کی وجہ سے یہ لوگ موقع اور وقت پر دستیاب نہیں ہوتے

قریشی

اس برادری کے لوگوں کی تعداد گاؤں میں کافی ہے ان کا کاروبار خصوصیت سے مویشی کی خرید و فروخت کرنا ہے کچھ لوگ ذبیحہ کا کام بھی کرتے ہیں اور اچھے پیسے کماتے ہیں اجلے اور صاف ستھرے رہتے ہیں روزہ، نماز، اور دین کی طرف زیادہ رجحان ہے رہائشی مکان اچھے ہیں کچھ منڈی میں خریداری کر کے مال باہر لیجا کر فروخت کرتے ہیں۔ کچھ گاؤں میں آڑت کا کام کرتے ہیں غرضیکہ خوشحال ہیں پٹھان برادری سے اچھے تعلقات ہیں مویشی کی خرید و فروخت کی وجہ سے ہمسایہ گاؤں میں اچھے تعلقات ہیں۔

بھاٹ

اِس برادری میں زیادہ لوگ معمار کا کام کرتے ہیں اچھے کاریگر گذرے ہیں اور آج بھی اچھے کاریگر موجود ہیں چند لوگ ٹھیکیداری کرتے ہیں کچھ جوتے کی دکانیں بھی کرتے ہیں کچھ کھیتی باڑی کا کام اور باغات کی خریداری کا کام بھی کرتے ہیں۔

یہ موضع کے مشرق میں آباد ہیں۔

دھوبی

ان کا کام موضع کے پٹھانوں اور دیگر برادریوں کے لوگوں کے کپڑے دھونے کا ہے۔ اسکے علاوہ دیگر کام مزدوری وغیرہ چھوٹی تجارت کرتے ہیں۔ چند دکانیں بھی کپڑے دھونے اور پریس کرنے کے کاروبار کے ہیں انکی آبادی بھی بھاٹوں کی آبادی کے برابر موضع کے مشرق میں ہے۔

رنگریز

یہ برادری تعداد میں کم ہے آبادی بھاٹوں کی آبادی کے ساتھ ہے اس برادری کے کچھ لوگ زمیندار بھی رہے ہیں اور آج بھی ہیں پہلے یہ لوگ کپڑا رنگنے کا کام کرتے تھے اب یہ کام ترک کر دیا ہے اور تجارت کرنے لگے ہیں کچھ مستقل کام بھی کرتے ہیں۔

بہشتی

پہلے دَور میں اس برادری کا کام پٹھان صاحبان کے گھروں میں پانی سپلائی کرنا تھا اب جبکہ زمانہ بدلا ہے اور ہینڈ پمپ لگالئے گئے ہیں ان لوگوں کا پانی سپلائی کرنے کا کام ختم ہوگیا ہے اب بان، بکرے فروخت کرنا اور کچھ تجارت کا کام شروع کر دیا ہے۔

شاہ فقیر

یہ برادری بھی کافی ہے اس کا کام پہلے زمینداروں کی خدمت، قبر کھودنا، قبرستان کی صفائی ستھرائی رکھنا، بھیک مانگ کر پیٹ پالنا تھا ساتھ ہی مزدوری بھی کرتے تھے آج یہ لوگ اکثر لکڑی کاٹنے کا کام کرتے ہیں اور اچھے پیسے کماتے ہیں۔ اور باغات کی تجارت بھی کرتے ہیں قبر کھودنا اور قبر کی صفائی کا کام آج بھی فقیر برادری کے لوگ ہی کرتے ہیں۔

رنگھڑ بڑھئی

یہ برادری بھی کافی تعداد میں ہے پرانے زمانہ میں جب گاؤں میں باغات نہیں تھے زمیندار لوگ کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے یہ برادری ہل پاتے، پھالی گنڈاسے، کھرپے، کسلے، اور دیگر زراعت کی چیزیں بنانے اور مرمت کا کام کرتے تھے جب سے باغات کا سلسلہ ہوا ہے یہ کام کم ہوگیا اب ایک دو آدمی اس کام کو کرتے ہیں کچھ نے خراد مشین لگالی ہیں تو کچھ فرنیچر بنانے لگے ہیں۔ کچھ اسی برادری کے لوگ قریبی مواضعات سے آکر بس گئے ہیں اور فرنیچر وغیرہ کا کام کرتے ہیں۔

ویش

یہ برادری پہلے سے ہی ضروری تعلیم حاصل کرتے آئی ہے چونکہ ان کا کام مختلف قسم کی دکانیں چلانا ہے یہ لوگ اپنے بچوں کو اوائل عمر سے ہی دکان پر بیٹھنا اور

سودا بیچنا سکھا دیتے ہیں۔ اور یہ بچے اپنے بزرگوں کو دیکھکر کام سیکھ جاتے ہیں دکان چلانے لگتے ہیں چند ویش گھرانے گاؤں میں زمین دار بھی رہے ہیں جن میں شاہ مکندی کا نام کافی مشہور رہے اسکے علاوہ گردھاری لعل کا گھرانا اور جھنڈو مل کا گھرانا بھی مشہور ہے ایک گھرانا ان میں پنڈتوں کا بھی تھا جو کاروبار میں ویش حضرات کا یعنی بڑی پنساری کی دکان چلانے کا کام کرتا تھا یہ برادری سے برہمن تھے اور پنڈت کہلاتے تھے پنڈت چنڈی پرشاد انہیں قابل ذکر ہیں یہ گھرانا زمین دار بھی تھا پہلے ان کے بھائی گھنڈی پرشاد کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے اور پٹھانوں کے دیکھا دیکھی باغات لگالئے تھے مگر وقت نے گاؤں سے ان کا نام ونشان بھی ختم کر دیا جیسے زمیندار بنے تھے ایسے ہی ختم ہو گئے۔ اور زمینداری بھی ختم ہوگیا۔ پنڈت چنڈی پرشاد پرانے کانگریسی اور سوتنترتا سینانی بھی رہے ہیں اب ان کا کوئی وارث بھی گاؤں میں نہیں ہے ویش صاحبان میں بھی بہت سے لوگ شہر میرٹھ اور دہلی وغیرہ منتقل ہوگئے ہیں کافی تعداد میں گاؤں میں ہیں اور اپنے کاروبار کے ساتھ فروٹ کے کاروبار میں آڑھت کا کام کرتے ہیں۔ چونکہ موضع میں پھل اور سبزی کی بڑی منڈی قائم ہوگئی ہے۔

مالی

اس برادری کے بھی کافی لوگ آباد ہیں جن کے پاس اپنی تھوڑی زمین ہے یا پھر پٹھانوں سے ٹھیکہ پر یا بٹائی پر لیکر سبزی کاشت کرتے ہیں اور روزی کماتے ہیں۔ بچوں کو تعلیم دلانے کا ان میں کافی رجحان ہے۔

حجام

یہ برادری آج بھی اپنے کام یعنی حجامت بنانے کا کام کرتی ہے زمینداری دَور میں یہ اپنے زمینداروں کے گھر جاکر ان کی حجامت بنایا کرتے تھے اب زمانہ کے ساتھ انہوں نے دکانیں کرلی ہیں جن پر یہ حجامت اور شیونگ بنانے کا کام کرتے ہیں کچھ اپنے روایتی زمینداروں کے گھر جاکر ان کا کام کرتے ہیں۔ ان میں بہت لوگ پٹھانوں اور دیگر برادریوں کی شادی بیاہ میں کھانا بنانے کا کام کرتے تھے۔ اب ایسے ایک دو آدمی رہ گئے ہیں۔ یہ کام انصاری لوگ کرنے لگے ہیں۔

روغنگر

یہ برادری سڑک پختہ سے شمال میں آباد ہے ان کے شمال میں ہریجن آباد ہیں انکا پیشہ سرسوں وغیرہ خرید کر کولہو سے تیل نکالنا اور آبادی اور قریبی آبادیوں میں

فروخت کرنا تھا اب ان لوگوں نے تجارت بھی شروع کر دی ہے مثلاً غلّہ وغیرہ خرید کر بازار میں فروخت کرتے ہیں۔ چند ایسے بھی ہیں جو اس دَور کے حساب سے مشنری (ایکسپیلر) لگا کر تیل نکالتے ہیں۔ اور سپلائی کرتے ہیں تعلیم کی طرف ان کی توجہ ہے۔ بچّوں کو تعلیم دلا رہے ہیں روزہ، نماز اور دین کی طرف کافی توجّہ کرتے ہیں۔

نداف

اِس برادری کی تعداد موضع میں دیگر برادریوں کے مقابلہ کم ہے پہلے یہ لوگ دھنکی لگا کر سردی کے موسم کی ابتداء سے رضائی لحاف اور دیگر ضروریات کے کپڑے بھرتے تھے اب زمانہ کی تبدیلی کے ساتھ یہ بھی مشین سے روئی نکال کر کپڑے پر پھیلا کر ہاتھ سے بھرائی کا کام کرتے ہیں قریبی مواضعات سے اکثر لوگ انسے رضائی، لحاف، گدّے وغیرہ بھرواتے کچھ اپنے پیشہ کے علاوہ دیگر کام کرنے لگے ہیں آج بھی ایک پرانا آدمی بندو رضائی وغیرہ بھرنے میں مشہور ہے۔

ہریجن

یہ برادری موضع میں کھیتی باڑی کا کام کرتی تھی۔ اب موضع میں باغات کا کام ہونے کی وجہ سے ان کا یہ کام قریب قریب ختم ہو گیا اب کچھ لوگ جوتا بنانے کا کام کرتے ہیں کچھ سبزی وغیرہ کی دکانیں کرتے ہیں اور زیادہ نرسری میں نلائی پیڑ پودے اٹھانے کا کام کرتے ہیں۔ چند باغات کی خریداری کرتے ہیں۔ اور بچوں کو تعلیم دلانے کا ان کا زیادہ رجحان ہے۔ ان کی عادات بدل گئی ہیں صاف ستھرے رہتے ہیں ان کی آبادی سڑک تخنہ سے شمال میں محلوالہ روڈ کے دونوں طرف اور دوسری ہریجن آباد موضع کے مشرق جنوب میں آباد ہے۔

خاکروب

انکی آبادی موضع کے شمال مغربی سمت میں ہے یہ لوگ بستی میں آباد لوگوں کے گھروں میں گندگی کی صفائی جھاڑو لگانا اور صفائی ستھرائی رکھتے ہیں یہ کام بستی میں ان کی عورتیں کرتی ہیں مرد پنچایت کے ملازم ہیں گاؤں میں جھاڑو لگا کر راستوں کو صاف رکھتے ہیں چونکہ ان کی عورتیں زیادہ کام کرتی ہیں اسلئے یہ بیکار وقت زیادہ گذارتے ہیں۔ اسمیں شراب پینا اور جوا کھیلنا ان کا مشغلہ ہے۔

پٹھان

سلطان محمّد غوری کے دَور میں پٹھانوں کو علاقہ سوات، باجوڑ اور پشاور میں آباد ہونے کا موقع ہی نہیں ملا۔ بلکہ ان علاقوں سے نکلکر پنجاب کے دیگر علاقوں میں آباد ہو گئے تھے اَور جب ملتان میں ابوالفتح کو اقتدار کا موقع ملا تو پٹھانوں نے اپنی آبادی بسا لیں تھیں۔ شہابُ الدّین غوری کے دَورِ اقتدار میں پٹھان ہندوستان میں آباد ہو گئے تھے۔ اس کے بعد لودھی اَور سوریوں کے زمانہ میں پٹھانوں کا راستہ بالکل کھل گیا ان میں کچھ ایسے بھی تھے جو اپنے قبیلوں کی نفاق کی وجہ سے ہجرت کر آئے تھے مگر زیادہ تعداد ان لوگوں کی تھی جو شوقِ جہاد اور سپاہیانہ زندگی گذارنے کے جذبہ سے عازمِ ہند ہوئے تھے۔ نتیجہ کے طور پر ان کے کارناموں کو دیکھ کر انہیں کافی انعام واکرام سے نوازا گیا۔ جاگیریں اور حکومت میں اعلیٰ عہدے گورنریاں ملیں۔ مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں کے بھائی سیّد محمد خاں بھی انہیں میں تھے جنہوں نے پنجاب کے شہر جالندھر میں سکونت اختیار کر لی تھی اور مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عبّاس خاں دہلی آ گئے تھے وہاں جہانگیر شاہ (محمّد نورالدّین) بادشاہ کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔ اسوقت ملّتِ افغانان کا ستارہ عروج پر تھا۔ فتح و کامرانی ان کے قدم چوم رہی تھی۔

جب مرکزی حکومت کمزور ہوئی اور اغیار نے ان میں نفاق پیدا کرا دیا۔ تو سلطنت کے ٹکڑے ہونے لگے۔ اس وقت افغانوں نے ان کے زیرِ کمان رہنا پسند نہ کیا۔ بلکہ حاکمانِ وقت کے کمانڈروں نے اپنی حیثیت کے مطابق آزاد رہنا پسند کیا۔ اور ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی ریاستیں قائم کر لیں جسکے نشانات آج بھی، بھوپال، تیوری، رامپور، مالیر کوٹلہ، دوجانہ چادرا، ٹونک، سوانٹر، بلاس تر، لوہارو، جوناگڈھ، مانادور، محمّد گڈھ، بنیاری، پالن پور کٹوری، سردار گڈھ، وغیرہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس طرح ہندوستان میں پٹھانوں کی متعدد ریاستیں قائم تھیں اور لاکھوں کی تعداد میں پٹھان ان میں آباد تھے۔

پنجاب قبائلی علاقہ کے پاس ہے اسلئے پٹھانوں نے وہیں آباد ہونا پسند کیا غزنوی دَور میں ابوالفتح گورنر ملتان تھا۔ اس دَور میں کثیر تعداد میں پٹھان وہاں آباد ہوئے اَورنگ
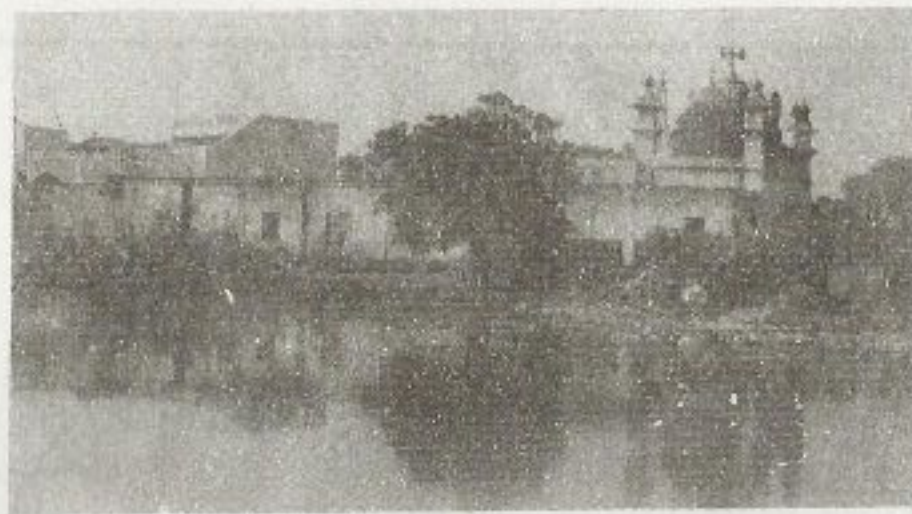
جامع مسجد شاہجہانپور

مقبرہ مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں
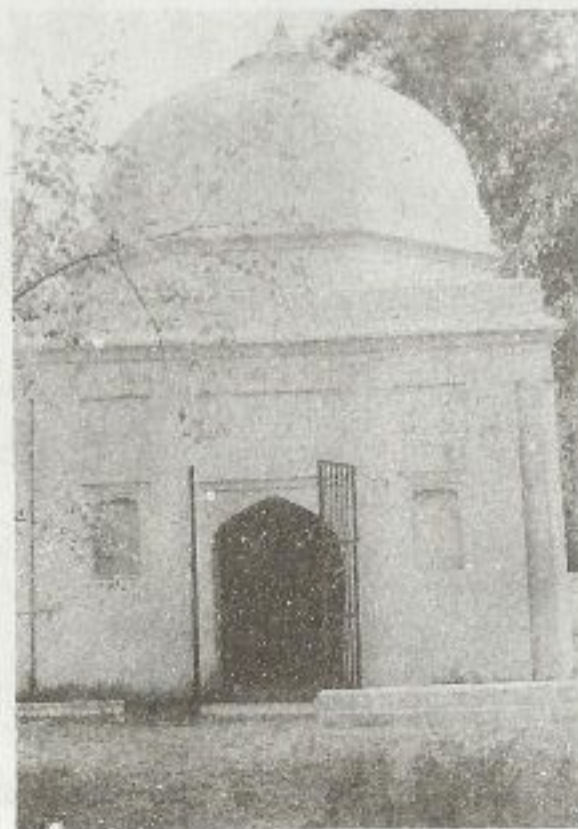
قبرو کتبہ مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں

زیب کے زمانہ تک پٹھان اس علاقہ میں حکمراں رہے۔ دوسرے پٹھان بھی وہاں آکر آباد ہوگئے آج بھی وہ ملتانی پٹھان کے نام سے پکارے جاتے ہیں کچھ پٹھان قصور میں آباد ہوگئے ان کو قصوری پٹھان کہاجاتا ہے۔ ضلع روہتک میں قبیلہ کرڑ پٹھانوں کی آبادی ہے۔ سرہند روپڑ اور انبالہ میں بھی بکثرت پٹھان آباد ہیں موضع شاہجہانپور ضلع شاہجہانپور، ہگلی ہنگاپور نزد کلکتہ اور راجستھان میں بھی دلازاکوں کی بڑی بڑی بستیاں آباد ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد کثیر تعداد میں پٹھان روپڑ، سرہند اور انبالہ سے پاکستان منتقل ہوگئے اور پاکستانی شہری بن گئے جو قبائل یا افراد اپنے وطن سے نکل کر سرزمینِ ہند میں آباد ہوگئے انہوں نے ہندوستان کو ہی اپنا وطن تصور کرلیا اور اپنے وطن کو بھول گئے۔ یہاں کی آب وہوا میں پرورش پائی تو اپنے وطن سے تعلق ختم ہوگیا وطن خاص سے رشتہ ہی ختم ہوگیا۔ اور اپنی زبان پستوں کو ہی بھول بیٹھے یہاں تک ہوا کہ جو افغان ہندوستان میں آباد ہوگئے اپنے قبیلوں کے علاوہ دیگر قبیلوں کے نام سے بھی واقف نہ رہے۔ اس کے علاوہ کچھ افغان ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے خون میں امیزش نہیں ہونے دی۔

موضع شاہجہانپور میں آباد پٹھان دلازاک ہیں مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خان کی اولاد میں ہیں دیگر پٹھان بستیوں کے آباد پٹھانوں کے مقابلہ اپنا علیحدہ مقام رکھتے ہیں رہن، سہن، لباس اور زبان بالکل جدا ہے خود بااخلاق ہیں اور بستی کی دیگر برادریوں سے بہت اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔ بستی میں آباد سب برادریاں پٹھانوں کا احترام کرتی ہیں اور عزت دیتی ہیں۔ یہی نہیں قرب وجوار کی بستیوں کے لوگ بھی ان کا احترام کرتے ہیں۔ مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں کی اولاد کا شجرہ آگے آئے گا۔ مگر مختصر تعارف ذیل میں ہے۔

اسمٰعیل خاں۔ یٰسین خاں۔ عباس خاں (از موضع شیوگی حال شیوانر ڈمانیری ضلع مردان صوبہ سرحد)

محمد خاں (صوبیدار اڑیسہ)
روایت ہے کہ انکی اولاد ہگلی نزد کلکتہ میں آباد ہے محمد خاں کا مزار شہید والے باغ میں ہے، وہ کسی جنگ میں شہید ہوگئے تھے۔

دولت خاں

جنید خاں
کی
اولاد رسول آباد عرف نانپور میں آباد ہے جو شاہجہانپور سے بفاصلہ ۱۲ کلومیٹر شرق میں آباد ہے

دلاور خاں
روایت ہے کہ انکی اولاد شہر بڑے شاہجہانپور میں محلہ دلازاکان یا جلال پورہ میں آباد ہے

دولت خاں

عنایت خاں — نور خاں
از بطن بنت سید محمد خاں برادر عباس خاں سید محمد خاں اول کچھ عرصہ جالندھر میں آباد رہے بعد میں وطن واپس چلے گئے تھے انکی اولاد کا مزید حال معلوم نہیں

مصری خاں — مرزا خاں
از بطن زوجہ ہاپوڑ والی

رحیم خاں — ناہر خاں — رحمت خاں
از بطن زوجہ بسی بلند شہر والی

صلابت خاں — راحت خاں
از بطن مسماۃ آمنہ بیگم بموجب شجرۂ خاندانی خواتین خورجہ، ضلع بلند شہر والی

جناب دولت خاں کے سات بیٹوں کا شجرہ نسب آگے چل کر سامنے آئیگا۔ یہاں صرف جناب ناہر خاں کا ذکر درج ہے جناب ناہر خاں صاحب دیوان دولت خاں کی زوجہ سوئم کے بیٹے دو اور بھائی رحیم خاں و رحمت خاں تھے۔

نوٹ: بموجب اخبارات دربارِ معلیٰ مورخہ ۱۱ رمحرم سن جلوس ۴۶ (مارچ ۱۴۰۲ء/مارچ ۱۶۰۳ء) ناہر خاں تین ہزاری ایک ہزار ذات منصب پر فائز تھے یعنی تنخواہ تین ہزار ماہوار مگر کمانڈ میں ایک ہزار جوان تھے ناہر خاں کوچہ نہار خاں دہلی میں آباد ہوگئے تھے انہوں نے اپنا ایک محل شاہجہانپور میں تعمیر کروانا شروع کیا جو لوز محل کے مقابل تالاب کے اِس پار شمال میں زیرِ تعمیر تھا۔ ایک دن ناہر خاں ان کی بیگم اور بچے محل کی تعمیر دیکھنے شاہجہانپور آئے۔ بچے تالاب کی طرف نکل گئے ایک بچہ تالاب میں گر گیا۔ اور دوسرا بچہ اسکو بچاتے ہوئے تالاب میں جاگرا۔ اور دونوں ڈوب گئے۔ اس واقعہ سے ناہر خاں کو اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ اسی وقت دہلی چلے گئے اور حکم دے گئے کہ بعد ادائیگی مزدوری تمام کارکنان تعمیر بند کردی جائے جو چیز جہاں ہے وہیں چھوڑ دی جائے۔ میری والدہ محترمہ نے بتایا تھا کہ ان کے بچپن ۱۹۰۰ء صدی کے آخر تک مصالحے سے پُر تغاریاں دیواروں پر رکھی ہوئی تھیں اور ان میں کنیاں اور دیگر اوزار رکھے تھے انکو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔ شاہجہانپور میں عورتوں کا یہ کوسنا ابتک رائج ہے کہ "تیرا ناہر خاں سا میلہ ہوجائے"، اس کے بعد ناہر خاں اور ان کی اولاد کا شاہجہانپور سے کوئی واسطہ نہیں رہا۔ ان کا محل چھوٹا یا بڑا محل کہلاتا ہے۔ اور اس کے آثار ابھی تک موجود ہیں (از جناب ولی اللہ پاکستان)

یہاں ایک بات اور بھی صاف کرنی ضروری ہے وہ یہ کہ مورثِ اعلیٰ کے بیٹے دیوان

دولتِ خاں کی چار بیویاں تھیں جن میں ایک موضع بسی ضلع بُلند شہر کی تھیں اور یادگارِ سلف
یعنی تاریخِ افغاناں باڑہ بستی کے مورخ جناب محمد عبیداللہ خاں نے اپنی تاریخ میں بسی کو بسہئی کا
بگڑا ہوا نام بتاتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ یہ بسی تگاؤں کی آبادی تھی اور جب افغانان
بارہ بستی اس میں آباد ہوئے تو تگاؤں نے بسی کو چھوڑ کر نواحی علاقے میں سکونت اختیار کرلی
اور پٹھان بسی میں آباد ہو گئے۔ مگر جب ۹۸۱ءھ میں دیوان عبّاس خاں نے ہندوستان آکر موضع
بسی میں قیام کیا تو یہ بستی پٹھانوں کی ہو گی اس کے کچھ عرصہ کے بعد دیوان دولت خاں کی شادی
بسی میں ہوئی۔ مطلب یہ کہ اسوقت بسی میں پٹھان آباد تھے اور یقیناً یہ پٹھان جنابِ عبیداللہ خاں
کے مورثِ جناب حافظ عبدالرحیم خاں کی اولاد رہے ہونگے اسلئے جناب دیوان دولت خان افغانان موضع
بسی کے داماد ہوئے۔ اور آج زوجہ بسی سے پیدا شدہ دو بیٹوں کی اولاد (رحم خان اور
رحمت خان) شاہجہانپور میں آباد ہوئے اور دونوں بڑے خاندان ہیں جبکہ تیسرے بیٹے
ناہر خان کوچہ نہار خان دہلی میں آباد ہیں اسطرح افغانان بسی ضلع بلند شہر کا خصوصی تعلق افغانان
شاہجہانپور سے ہوا لیکن مورخ یادگارِ سلف نے دلازاک افغانان کو بالکل نظر انداز کر کے ایک
مختصر سی جنگ کر کے شکستِ فاش دلادی مورخ کے اس رویّہ کو دلازاکوں سے بغض عداوت
ہی کہا جائے گا۔ مندرجہ واقعات کے غور کے بعد ناظرین خود غور فرمائیں کہ دلازاک افغانان شاہجہانپور
کا افغانان بسی ضلع بلند شہر سے کیا رشتہ اور تعلق ہوا۔

زبان

افغان جو زبان بولتے ہیں اس کو پختون یا پستو کہتے ہیں اسکے سلسلہ میں یہ کہنا ممکن نہیں
کہ یہ کب اور کیسے وجود میں آئی محققین نے اس کو حل کرنے کی کوشش کی ہے اگر کوئی نتیجہ نکلا
تو مسٹر گریرسن کے قول پر بہت محققین متفق ہیں کہ اس زبان کا تعلق ایران سے ہے دیگر زبانیں
بھی اس پر اثر ڈالتی رہی ہیں مگر آج بھی یہ سوال باقی ہے کہ یہ آخر کب اور کہاں سے شروع ہوئی

معلومات کرنے کا جذبہ جاری رہا اور یہ طے کرنے کے بعد کہ زبان پستون یا پختون
کا تعلق ایران سے رہا ہے بلکہ اس نے ایرانی اور ہندوستانی زبانوں کا بھی اثر قبول کیا ہے
بلکہ یہ زبان دیگر اور زبانوں سے بھی اپنے علم کو فروغ دیتی رہی ہے۔ اس زبان کی قدامت
یا پرانی ہونے سے انکار کیا ہی نہیں جاسکتا کیوں کہ سب زبان داں اس پر اتفاق کرتے ہیں
بلکہ یہاں تک کہا جارہا ہے کہ یہ قدیم سے بھی قدیم زبان ہے اس کے بعد یہ طے کرنا باقی رہ
گیا ہے کہ پستو قدیم زبان ہے یا سنسکرت۔ بنیٹری میں ایک پٹھان عالم نے ضلع مردان
میں پشتو سے سنسکرت کو ترتیب دیا تھا زبان داں حضرات نے زبانوں کو مختلف مقامات پر
مختلف ناموں سے روشناس کرایا ہے اسلئے جب پشتو زبان کو اس کے بیان کی وجہ سے
ایرانی برادری میں جگہ ملی تو اس کو ایک قدیم زبان تسلیم کر لیا گیا۔ مسٹر سی پلاس کے مطابق
آرین پندرہ سو سال پہلے اس طرف آئے تھے جبکہ تین ہزار سال قدیم دیگر اقوام ان علاقوں
میں آباد تھیں اس طرح قدیم آبادیوں کی زبان بھی قدیم رہی ہو گی جو پستو یا پختون ہی ہو گی
۹۸۱ءھ میں مورثِ اعلیٰ اور ان کے ہمراہیوں کو ہندوستان آنیکے بعد ہندوستان
کی زبان سمجھنے اور بولنے میں دقت پیش آئی ہو گی۔ تو ان حضرات نے ہندوستانی
زبان کو سمجھنے کی کوشش کی اور اپنے پہلے قیام دلازاکوں کی بستی سرائے صالح کے قیام میں اس
کو سیکھ لیا اور جالندھر جہاں ان کے بھائی سیّد محمد خاں نے سکونت اختیار کی تھی اس زبان
پر عبور حاصل کر لیا اور پھر یہ زبان اردو زبان بن گئی۔

مہمان نوازی

جنگ و جدال و خطرات میں الجھے رہنے کے باوجود پٹھان حد درجہ کا مہمان نواز رہا
ہے۔ بلکہ مہمان نوازی پٹھان کا پیشہ رہا ہے۔ اس کے گھر کے دروازے دوست دشمن
مسلمان ہندو ہر کسی کے لئے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ اگر پٹھان کے یہاں کوئی مہمان

کسی بھی وقت آجائے تو اسکی خاطر تواضع میں کوئی کمی نہیں آنے دیتا۔ حسب مقدور اسکے
خورد ونوش کا انتظام اپنے روزانہ کے کھانے پینے سے بہتر کھلانیکی کوشش کرتا ہے
مہمان کے آنے پر پہلے اس کے بیٹھنے کا انتظام کرتا ہے اسکے بعد موسم کے لحاظ سے اگر گرمی
ہے تو ٹھنڈا پانی پیش کرتا ہے اور اگر موسم سرد ہے تو چائے یا کافی پیش کرتا ہے اس کے
بعد اگر عزیز یا رشتہ دار نہیں ہے تو اس سے آنے کی وجہ اور کام معلوم کرتا ہے ضرورت یا
کام کا پتہ چلنے پر حتی المقدور اس کی ضرورت پوری کرتا ہے یا کام انجام دلانے کی جد وجہد
کرتا ہے۔ اگر مہمان کو قیام کی ضرورت پیش آجائے تو اس کے لئے آرام دہ بستر فراہم کرتا
ہے چونکہ پٹھان کا مزاج ہے کہ وہ سفر میں بستر ساتھ لے کر سفر نہیں کرتا اسلئے پٹھان میزبان
اپنے گھروں میں وافر تعداد میں بستروں کا انتظام رکھتے ہیں تاکہ اگر زیادہ مہمان آجائیں تو انہیں
بستروں کے لئے زیادہ پریشان نہ ہونا پڑے۔ پٹھان مہمان نوازی میں ہندو مسلم میں کوئی
امتیاز نہیں کرتا۔ جس قوم کا بھی مہمان ہو اسی کے حساب سے اسکی تواضع کرتا ہے۔ عام طور
پر حقہ اور چلم پٹھان کے گھر میں رہتا ہے حقہ پینے والوں کو حقہ پیش کرتا ہے۔ پٹھانوں کا مزاج
ہے کہ جب سفر ہو یا گھر سے باہر نکلے تو اپنے کندھے پر ایک ہلکی پھلکی چادر یا پھر تہبند (لنگی)
اپنے کندھے پر رکھتا ہے جسکو دورانِ سفر نماز ادا کرنے میں بھی استعمال کرتا ہے آج بھی
ہندوستان میں مختلف جگہ پر بہت آبادیاں پٹھانوں کی ہیں۔ ان میں یہ بستی شاہجہانپور بھی اس
کے آباد پٹھان آج بھی اپنے آباء واجداد کی طرح مہمان نوازی کے عمل کو قائم رکھے ہوئے
ہیں۔ بلکہ آج دورِ جدید کے حساب سے مہمان نوازی کرتے ہیں۔ چونکہ چلم اور حقہ کا زمانہ
نہیں رہا اسلئے ابتدائی تواضع سگریٹ اور بیڑی سے کرتے ہیں۔ اور چائے مختلف چیزوں
کے ساتھ مثلاً بسکٹ اور نمکین کے ساتھ اور کھانا میز کرسی پر تکلفات کے ساتھ پیش
کرتے ہیں۔

غرضیکہ مہمان نوازی آج بھی موروثی اور آباء واجداد کی طرح کرتے ہیں۔

افغانوں کا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ
اور
شجرہ

ام مخزوم
سلیمانیہ افغانیہ
زوجہ یقظہ
مخزوم

- عمران
  - عائلہ
    - عمرو
      - فاطمہ زوجہ عبدالمطلب ہاشمی
        - عبداللہ
          - محمد صلی اللہ علیہ وسلم
- رشید سلیمانی
  - افغان
    - صفیئہ
- عمرو
  - عبداللہ
    - مغیرہ
      - ابی الیہ
        - حضرت ام سلمہ ام المومنین
      - ولید
      - ہشام
        - ابوجہل
        - عاص
        - ام زملہ
        - ام عمر
          - عمر فاروق رضی
            - حضرت حفصہ ام المومنین

حضرت حفصہ ام المومنین

حق تعالیٰ نے بتان (پٹھان) قیس عبدالرشید را سہ فرزند ارشد کرامت فرمودہ بودند فرزند اوّل شیخ شربن متوسط شیخ بتنی وسوم را شیخ غرغشت نام نہاد واز یکے اولاد بسیار بظہور آمد بقول بعضے مورخان سہ صد ولودہ پنج خیل وبتنی پنجاہ ودو خیل کہ اولاد متو کہ دختر تباں (یعنی پٹھان) بود وکررانی یکصد وبیست خیل است کہ از نسل پٹھان پیدا شدہ وباقسم پٹھان شہرت یافتہ وبنا پر عدد فرزندان دریں باب مسطور میگردد (ماخوذ از مخزن افغان)

ترجمہ ومفہوم: اللہ تعالیٰ سبحانہٗ نے پٹھان قیس عبدالرشید کو تین بیٹے عنایت کیے اپنے کرم سے۔ پہلے بیٹے کا شیخ شربن، منجھلے شیخ بتنی اور تیسرے شیخ غرغشت نام رکھے اور ہر ایک سے زیادہ اولاد ہوئی۔ بعض مورخین کے بقول تین سو انیس اور بتنی سے باون

ایک متی پٹھان کی سے جو کررانی تھے ایک سو بیس خیل ہیں جو پٹھان نسل سے پیدا ہوئے اور پٹھان کے نام سے مشہور ہوئے اور اس وجہ سے اس بیان میں تحریر میں آئے۔ تذکرہ قیس عبدالرشید آگے۔

تذکرہ مورثِ اعلیٰ افغانان جناب ملک عبدالرشید مصنف تاریخ گزیدہ جمع انساب اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب جمالِ محمدی ظاہر ہوا۔ اور خالد بھی دینِ اسلام سے مشرف ہوئے اس وقت آپ نے ایک خط متی افغان کو بھیجا جو بخت نصر کے زمانہ سے پہاڑوں میں رہتے تھے خط کا منشا تھا کہ افغان نبوت سے خبردار ہوں خط پہنچتے ہی چند لوگ اس گروہ کے مدینہ میں آئے۔ حاصل کلام یہ کہ جماعت کے بڑے افاغنہ کے قیس جن کا نام تھا سلسلہ ان کے نسب کا ۳۷ واسطہ سے طالوت تک اور ۴۱ واسطہ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ تک اور ۶۳ واسطہ سے حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ موافق تحریر صاحبِ مجمع الانساب شجرہ ہے۔

قیس بن حیص بن اسلول بن عتبہ بن نعیم بن مرہ بن جلندر بن اسکندر بن زمان بن یمین بن بہلول بن سلیم بن صلاح بن قازود بن اشم بن بہبول بن کرم بن عمال بن حدلہ بن منہال بن قیص بن علیم بن اشموعیل بن ہارون بن محرور بن ابی بن مہلب بن خلل بن قوی بن عامل بن تازح بن ارزند بن فندول بن سلیم بن افغنہ بن ارحینیا بن سارول بن قیس بن عتبہ بن عمیص بن روائیل بن یہودا بن مہر یعقوب اسرائیل اللہ بن حضرت اسحاق بن حضرت ابراہیم بن تاریخ بن تاخور بن سروغ بن ہود بن عامر بن صالح بن ارفخشد بن سام بن نوح آدم ثانی بن ملکمل بن متوشلخ بن حضرت ادریس بن میزارد بن مہلائیل بن موش بن حضرت شیش من ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام۔

القصہ قیس مدینہ منورہ پہنچکر حضرت خالد کی ہدایت سے آنحضرت کی خدمت بابرکت میں شرف ہوکر دولتِ دین سے ممتاز ہوئے۔ آنحضرت نے ہر ایک کا نام دریافت فرماکر ارشاد فرمایا کہ قیس عبرانی لفظ ہے اور ہم نے عرب کو عبدالرشید سے بدل دیا اور یہ بھی فرمایا کہ اولاد ملک طالوت سے ہو خدا نے قرآن مجید میں خطاب ملک کا دیا ہے پس واجب ہے کہ تم کو بھی ملک کہا کریں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے واسطے فتح کرنے مکہ

[illegible] ارادہ کیا تو ملک عبدالرشید کو مع ایک جماعت سپاہ ہمراہ خالدؓ سیف اللہ کے مقرر فرمایا۔ عبدالرشید سے بڑے بڑے کام ظہور پذیر ہوئے چنانچہ ستر آدمی اہالیانِ قریش سے اس اکیلے آدمی نے قتل کئے۔ اس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ نکلا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ اس شخص سے بہت بڑا سلسلہ پیدا کرے گا اور دین میں تمام فرقوں پر زیادتی رکھے گا اس واسطے کہ مجھ کو خبر جبرئیل علیہ السلام نے دی ہے کہ اس کی جماعت کی مضبوطی مثل اس چوب کے ہے کہ جس پر جہاز کی بنیاد رکھتے ہیں۔ یہ تشبیہ دیکر عبدالرشید کا لقب بتیان فرمایا اس دن سے یہ لفظ مستعمل ہوا اور رفتہ رفتہ پٹھان ہو گیا بموجب ارشاد فیض بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قوم سے سلاطینِ عظام، درویش، زاہد اور اولیائے صاحب حال و قال ظہور میں آئے۔

آنحضرت نے عبدالرشید کو حکم دیا کہ غور اور کوہستان میں جاکر احکام شریعتِ اسلام سے لوگوں کو تعلیم و تلقین اور کافروں کو دینِ اسلام کا راستہ دکھلاویں قیس نے ۸۶ برس کی عمر میں سنہ ہجری کے اکتالیسویں برس وفات پائی۔ عبدالرشید کو حق تعالیٰ نے تین بیٹے عنایت فرمائے ایک کا نام شربنی دوسرے کا بتنی تیسرے کا غرغشتی رکھا ان تین بزرگوں سے کافی اولاد پیدا ہوئی جب عبدالمطلب بن مروان خلیفہ ہوا۔ حجاج بن یوسف نے اپنا سپہ سالار عمادالدین ہمشیر زادہ کو سنہ ۸۶ھ میں واسطے فتح کرنے ولایت سوستان اور مطیع کرنے سرداروں کے مقرر کیا۔ یہ دونوں بعد طے مسافت اطرافِ غور میں پہنچے اور اس ولایت کو فتح کیا۔ افغانوں سے نہایت عنایت سے پیش آئے آٹھ سال تک وہاں قیام کیا۔ بعد ازاں سنہ ۴۰۴ھ میں حق تعالیٰ نے سلطان محمود غزنوی کو سریر آرائے سلطنت عطا فرمایا عراق، خراسان، ماوراء النہر حدود دریائے سندھ تک اس کے قبضے میں آیا۔ قوم افغانان میں سے نو شخص جن کے نام کتب تواریخ میں اس طرح لکھے ہیں۔ ملک خانوی ملک عامون ملک یحییٰ، ملک احمد، ملک محمود، ملک عارف، ملک معزالدین، ملک غازی، ملک داؤد سلطان کے دربار میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آثارِ بزرگی حسب و نسب ان کے چہرہ سے عیاں تھا۔ سلطان نے قیمتی گھوڑے خلعت بیش بہا اور زر و نقد سے عزت افزائی کی

اور ہندوستان کو اپنے ساتھ لایا۔ یہاں پہنچکر راجہ وایشلیم کو قتل کر کے بتخانوں کو تباہ و برباد کیا جو مہم سخت پیش آتی تھی اسکے واسطہ جماعتِ افغانان تعینات کی جاتی تھی سلطان محمود قریباً ۳ برس تک سومنات میں رہے جہاں عمدہ عمدہ بہادری اور لیاقت کے کام افغانوں سے ظہور پذیر ہوئے جنکی وجہ سے سلطان نے عنایت و مہربانی کا سلسلہ بہت بڑھایا اور اعلیٰ درجہ کی عزت بخشی۔ اکثر مہمات میں اس فرقہ سے صلاح لیجاتی تھی۔ سلطان کی حیات تک جسکی مدت ۳۹ برس ہے یہ فرقہ خوب صاحب حشمت و عزت رہا۔

سلطان نے سنہ ۴۲۱ھ میں بماہ ربیع الثانی یوم پنجشنبہ وفات پائی اسکے دونوں بیٹوں سلطان مسعود اور سلطان محمد نے بھی اس جماعت کو بدستور اسی قدر و منزلت کے ساتھ قائم رکھا۔ سنہ ۴۶۸ھ میں چراغ سلطان محمود گل ہو جانے سے تخت نے سلاطین غور سے زینت پائی۔ اور سلطان شہاب الدین غوری نے سریر آرائے سلطنت ہو کر فتح ہندوستان کا ارادہ کر لیا کئی مرتبہ غزنی سے ہندوستان آیا۔ اوّل مرتبہ لاہور سے واپس گیا۔ دوسری بار نہروالا سے نامراد لوٹا۔ تیسری بار ہزار افغانوں کو غور سے طلب کر کے اپنے ہمراہ ہندوستان لایا تب فتح حاصل ہوئی اور مہاراجہ پتھورا کو جو تمام ہندوستان کے راجاؤں کا سردار تھا قتل کر کے ہندوستان میں استحکام حاصل کیا۔ سلطان نے ملک معزالدین اپنے مصاحب کو افغانوں کو دارالسلطنت غزنی کے اطراف میں آباد کرنے کا حکم دیا۔ حسب الحکم سلطان ملک موصوف نے کوہستان غور سے کوہِ سلیمان۔ آشنغر۔ سواد بجور حدودِ کابل سے نیلاب اور قندھار سے ملتان تک جہاں مناسب سمجھا آباد کیا۔ روہ منزاد کوہ کو کہتے ہیں جس کا طول سواد و بجور سے بھکر تک اور عرض حسن ابدال سے کابل قندھار تک ہے کوہ سلیمانی اور اشنغر اسی پہاڑ کے دامن میں واقع ہیں۔ اول شہر جو افغانوں نے آباد کیا اشنغر تھا اسکے آباد ہو جانے پر سلطان نے بہت خوشی ظاہر کی۔ اور باشندوں کو جاگیریں عطا فرما کر سر بلند کیا۔ (ماخوذ از تاریخ روشن خان)

خان روشن خان مصنف کی تصنیف کا تذکرہ پٹھانوں کی اصلیت اور انکی تاریخ میں کچھ اختلاف ہے۔ مگر ہو سکتا ہے انکی تصنیف میں کچھ نام بھولے سے آگئے ہوں

پھر بھی افغانان کی پہچان کے لئے اس کو کافی سمجھنا چاہیئے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پران کا ایک وفد یروشلم گیا تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کے مبعوث ہونے پران کی دعوت بہتوں نے قبول کرلی۔ اس وجہ سے کہ ان کو معلوم تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخرالزماں آئیں گے۔

مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد ان قبیلوں میں ایک نئی روح ولولہ اور جذبہ پیدا ہوا اور اسلامی لشکروں کے ساتھ مختلف معرکوں میں شریک ہوئے۔ محمد بن قاسم کے حملہ سندھ میں بھی یہ لوگ کافی تعداد میں شریک رہے اور سندھ کے علاقہ میں آکر انہیں صلاحیت و ہوش پیدا ہوا۔ اور یہ افغانان ہندوستان میں حکمران رہے۔ افغانوں نے قریب قریب چار سو پچاس سال حکومت کی۔ تفصیلاً کچھ تذکرہ۔ شہاب الدین محمد غوری ۵۸۸ھ میں دہلی پر قابض ہوا۔ ۳۲ سال حکومت کر کے ۲ شعبان ۶۰۲ھ کو وفات پائی۔ اسکے بعد قطب الدین ایبک ہندوستان کا بادشاہ ہوا۔ اور لاہور کو دارالسلطنت کی حیثیت ملی۔ شاہی قلعہ لاہور اور جامع مسجد جو بالکل آمنے سامنے ہیں۔ انکی تعمیر اس نے ہی شروع کی ۶۰۷ھ میں وفات پائی اور لاہور میں دفن ہوا۔ اسکے بعد اس کا بیٹا آرام شاہ ہندوستان کا بادشاہ بنا۔ پھر شمس الدین التمش جو قطب الدین کا داماد تھا۔ ہندوستان کا بادشاہ بنا اور شمس الدین کے بعد رکن الدین فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد التمش کی بیٹی رضیہ سلطانہ تخت نشین ہوئی۔ بعد رضیہ سلطانہ سلطان رکن الدین کا بیٹا بہرام شاہ تخت نشین ہوا بعدہٗ علاء الدین پسر سلطان شمس الدین تخت نشین ہوا۔ بعد ہی اس کا بھائی ناصر الدین محمود بادشاہ اور اس کا وزیر غیاث الدین بلبن مقرر ہوا۔ اور سلطان ناصر الدین کے بعد اس کا یہی وزیر غیاث الدین بلبن ہندوستان کا بادشاہ ہوا۔ پھر اس کا پوتا سلطان معزالدین کیقباد تخت پر بیٹھا۔ اسکے بعد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی شاہ بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد اسکا بھتیجا اور داماد سلطان علاء الدین خلجی سکندر ثانی بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا قطب الدین مبارک شاہ بادشاہ ہوا۔ اسکے بعد حالات خراب ہونے کی وجہ سے خسرو شاہ حالات مکدر ہو گئے تو اراکین جرگہ نے ملک غیاث الدین خاں کو تخت پر

بٹھایا۔ اس کا نام ملک غازی الدین تھا اور قبیلہ تغلق بن کاکڑ بن غرغشت سے تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا محمد تغلق تخت پر بیٹھا اسکے بعد اس کا برادر زادہ یعنی بھتیجا سلطان فیروز باربک تخت نشین ہوا۔ تقریباً ۳۹ سال حکومت کر کے فوت ہوا۔ اسکے بعد غیاث الدین بن فتح خاں بادشاہ ہوا۔ اسکے بعد امرائے دربار نے ابوبکر بن ظفر خاں بن فیروز شاہ کو تخت پر بٹھایا مگر جلد ہی محمد شاہ بن فیروز شاہ نے تخت پر قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہ بنا اسکے بعد سلطان محمد شاہ کا بیٹا سلطان ہمایوں بادشاہ ہوا۔ پھر اس کا بھائی سلطان ناصر الدین محمود شاہ بن محمد شاہ تخت پر بیٹھا۔ مگر اس کی دورِ حکومت میں تیمور شاہ نے دہلی پر قبضہ کیا اور محمد شاہ شکست کھا کر گجرات چلا گیا۔ تیمور پندرہ دن کے بعد دہلی سے واپس ہوا۔ اسکے جانے سے نظام درہم برہم ہوگیا۔ نصرت شاہ بن فتح خاں بن فیروز شاہ نے دہلی پر قبضہ کرلیا اور جونپور میں ابراہیم بادشاہ ہوا۔ چنانچہ کئی سال تک لڑائی ہوتی رہی آخر میں نصرت شاہ سے اقبال خاں لودی نے دہلی پر قبضہ کر کے چند سال بادشاہی کی لیکن ہندوستان میں خلفشار قائم تھا جس کے سبب باہر کے غیر افغان جو تیمور کے ساتھی تھے اور اپنے آپ کو سید کہتے تھے دہلی پر قابض ہوئے کچھ عرصہ بعد سلطان بہلول لودی نے اپنے افغانوں کو متحد کر کے دہلی پر قبضہ کرلیا اور بادشاہ بنا اور ہندوستان میں سابقہ امن بحال ہوگیا۔ اسکی وفات پر اس کا بیٹا سکندر بادشاہ بنا اور اسکی وفات پر اس کا بیٹا ابراہیم لودی بادشاہ بنا۔ جس کے زمانہ میں افغانوں میں بدقسمتی سے پھوٹ پڑ گئی اور سازشوں کا شکار ہو گئے باہمی خانہ جنگیوں میں مبتلا ہو گئے جس کے نتیجہ میں بابر نے ہندوستان پر حملہ کیا پانی پت کے مقام پر مقابلہ ہوا۔ اور ابراہیم لودی ۷ رجب ۹۳۲ھ بروز جمعہ صبح کے وقت شہید ہوا یوں ہندوستان پر افغانوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا جو تین سو پچاس سال تک قائم رہی تھی۔ کچھ عرصہ بعد افغانوں کو ہوش آیا اور متفق ہو کر شیر شاہ کو بادشاہ بنایا جس نے ہمایوں سے حکومت چھین لی اور افغانوں کی حکومت دوبارہ قائم ہوئی اس نے ایک مثالی حکومت کی۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔ اس کی وفات پر اس کے لڑکے سلیم شاہ نے حکومت کی تو اختلاف کے سبب اس کی حکومت کامیاب نہ ہو سکی اور افغانوں میں پھر پھوٹ پڑ گئی

وہ متحد نہ ہوسکے اور مغل حکمران ہمایوں کو ۱۵ سال بعد دوبارہ حکومت سنبھالنے کا موقع ملا اور افغان حکومت کا ایک بار پھر خاتمہ ہوا۔

افغان اولیاء

افغانوں کی ہندوستان پر حکومت کے دوران وقتاً فوقتاً کئی علماء مشائخ اور اولیاء کرام ہندوستان میں وارد ہوتے رہے اور اشاعت و تبلیغ کے لئے انہوں نے نمایاں کام کیا۔ جسطرح ذکر کیا جاچکا ہے کہ دہلی کے مقام پر سب سے اوّل مسجد کی بنیاد شہاب الدّین محمّد غوری نے رکھی تھی اسی طرح دینِ اسلام کی اشاعت کا کام بھی اسی دور میں ہوا۔ اور دینِ اسلام ان اولیاء کرام کی تبلیغ و اشاعت کی وجہ سے ہندوستان میں پنجاب سے لیکر بنگال تک پھیلتا چلا گیا یہ حضرات تقریباً سبھی افغان تھے۔ اِدارہ اخبارِ وطن لاہور نے اس دور کے تمام علماء و مشائخ اور اولیائے کرام کے ان کارناموں کو کتابی شکل میں "افغان اولیاء" کے نام سے دو جلدوں میں شائع کیا تھا۔ ان کی زیادہ تر زیارتیں لاہور، ملتان اور دہلی میں اور باقی ہندوستان کے کونہ کونہ میں نیز بنگال میں کوئی جگہ ان سے خالی نہیں۔ مثال کے طور پر دو ایک کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔

شیخ فریدالدّین گنج شکر کا جدّ اعلیٰ فرخ شاہ غوری کابل کے حاکم تھے اسکے پوتے شیخ کمال الدّین بن سلیمان سلطان شہاب الدّین غوری کے عہد میں کابل سے ملتان آئے اور بادشاہ نے قصبہ کھوتوال جو ملتان کے قریب ہے عنایت کیا اور کمال الدّین بن سلیمان نے وہاں سکونت اختیار کی۔ اور فریدالدّین یہیں پیدا ہوئے جن کا شجرۂ نسب یوں ہے فریدالدّین بن کمال الدّین بن سلیمان بن فرخ شاہ غوری پاک پٹن میں زیارت ہے وہ ان کی وجہ سے پاک پٹن مشہور ہوا۔

مجدّد الف ثانی۔ شیخ سرہندی کابل الاصل تھے جنکا اصلی نام شیخ احمد تھا۔ کابل میں پیدا ہوئے دینی تعلیم انتہائی درجہ تک حاصل کی۔ اور ہندوستان آکر سرہند میں سکونت اختیار

کی۔ مریدوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ تعلیم و تدریس کے علاوہ دینِ اسلام کی تبلیغ میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے یہیں وفات پائی اور دفن ہوئے ان دو حضرات کی زیارتوں پر زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے اور اظہر من الشّمس مزید کسی تعارف کے محتاج نہیں ہے۔ (از تذکرہ پٹھانوں کی اصلیت اور ان کی تاریخ۔ بحوالہ زبدۃ الاخبار صفحہ ۱۴ و ۱۷۳۔ مؤلفہ ابو محمّد حسن شعری)

بختیار کاکیؒ۔ آپ کا نام قطب الدّین سڑبنی افغان بن احمد موسیٰ ساکن اوچ علاقہ خراسان پیدائش ۵۷۰ھ وفات ۶۳۴ھ ہے۔ آپ مذکورہ بالا شیخ فریدالدّین کے پیر و مرشد تھے بادشاہ التمش کے زمانہ میں دہلی میں رہے تمام عمر دینِ اسلام کی تبلیغ کے لئے وقف کردی تھی۔ اور دہلی میں ہی وفات پاکر مدفون ہوئے۔

انکی نمازِ جنازہ کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے آپ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازہ کی نماز وہ پڑھائے جو حرام سے ہمیشہ بچا رہا ہو۔ جس نے فرض نماز باجماعت پڑھی ہو اور اس سے پہلی تکبیر کبھی نہ چھوٹی ہو اور بھی ہر قسم کے برے اعمال و بدفعلی سے پاک ہو۔ چنانچہ سلطان التمش ان شرائط پر پورے اترے اور انہوں نے نمازِ جنازہ پڑھائی (بحوالہ تاریخ ابراہیم بٹنی) اس سے افغان سلاطین دہلی کے اعمال اور دین داری کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

افغان بنی اسرائیل ہیں

پٹھانوں کو بنی اسرائیل کا ایک حصّہ ہونے کی روایت بوط انداز میں خواجہ نعمت اللہ کی کتاب مخزنِ افغانی سے شروع ہوتی ہے۔ پچھلے ساڑھے تین سو سال میں یہ روایت اتنی مقبول ہوئی کہ پشتون قوم کے ہر گوشہ میں اس کے گہرے اثرات مرتسم ہوگئے۔ اس کے علاوہ کئی غیر پشتون حضرات نے بھی اس کی حمایت کی ہے یا اس کے مماثل نظریات قائم کئے۔ مثلاً قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں" یہ ثابت

کرنے کی کوشش کی ہے حضرت عیسیٰؑ سرحد اور مری سے ہوتے ہوئے کشمیر پہنچے تھے۔ اور یہ کہ ان علاقوں میں رہنے والے یہودی سے تعلق رکھتے ہیں۔ خواجہ نذیر احمد بار ایٹ لا نے Jesus in Hevens in earth میں (اس کتاب پر پابندی عائد ہے) اسی خیال کی پُرزور تردید کی ہے نسب نامہ افاغنہ نے بھی پٹھانوں کو یہودی نسل سے بتایا ہے علاوہ ازیں تاریخ سلاطین سوریہ۔ تذکرۃ الملوک۔ آئین اکبری۔ مراۃ الافاغنہ۔ تاریخ شاہان صفویہ ایران۔ شاہجہان نامہ اور تاریخ احمد شاہی وغیرہ میں بھی افغانوں کو یہودی النسل بیان کیا گیا ہے۔ انیسویں صدی کے متعدد مورخین جن میں کئی انگریز بھی شامل ہیں۔ پٹھانوں کو بنی اسرائیل کا حصہ ظاہر کرتے ہیں ان کی نظریات کی اہم بنیاد یہ تھیں کہ جو کچھ تاریخی واقعات سماجی تفصیلات یا روایات ملتی ہیں وہ سب اسی جانب اشارہ کرتی ہیں تاریخ الافغان کے مترجم علامہ سید عبدالقدوس ہاشمی نے اس نظریہ کی پرزور حمایت کی ہے اور اسکے مخالفین پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس دعویٰ سے یہودی علماء کو بہت پریشانی ہوئی کیونکہ وہ اپنے علاوہ کسی کو بنی اسرائیل نہیں سمجھتے تھے اسلئے انہوں نے افغانون کو ایرانی ثابت کرنے میں پورا زور لگا دیا۔

افغان کے بنی اسرائیل ہونے کی روایت کی تفصیلات میں کہیں کہیں فروعی اختلافات نظر آتے ہیں۔ لیکن بنیادی واقعات کا خاکہ آج تک کم و بیش وہی ہے جیسے مخزن افغانی میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

تقریباً سات سو سال قبل مسیح میں بابل کے حکمران بخت نصر نے شام پر حملہ کیا۔ اور بڑی تباہی مچائی بنی اسرائیل کا قتل عام کیا گیا۔ کچھ لوگ جو وہاں سے جان بچانے میں کامیاب ہوئے ان کا ایک حصہ حجاز میں پناہ گزین ہوا اور بقیہ افراد نے کوہستان غور، فیروزکوہ اور خراسان کا رخ کیا۔ یہاں پہلے یہ پشتون یعنی آزاد کہلائے پھر افغان بن اولیا کی نسبت سے افغان کے نام سے موسوم ہوئے۔ یہاں ان کے علاوہ اور بھی اقوام سکونت پذیر تھیں جن کے ساتھ مل جل کر زندگی گذارنے کے باعث ان کی عبرانی زبان کی شکل بدل گئی اور اسے پشتون کا نام دیا گیا۔

- ایک مشہور یونانی مورخ ہیرودوٹیس اس قوم کو پکٹوٹس کے نام سے یاد کرتا ہے
- دوسرے یونانی مورخ نے ذکر کیا ہے کہ یہ قوم پکت یا پکتن کہلاتی تھی یہی لفظ پختون کی بنیاد ہے۔
- چندرگپت موریہ کے زمانہ میں انہیں پختوا کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔
- بعض ماہر لسانیات کہتے ہیں کہ آریاؤں کا ایک قبیلہ پکھت بخت بنگیا اور بعد میں پختون ہو گیا۔
- پشتون عبرانی یا سریانی لفظ ہے جس کے اصطلاحی معنی آزاد شدہ کے ہیں جب یہ قوم آزاد ہو کر کوہستان غور میں آباد ہوئی تو انہوں نے اپنے آپ کو چھپانے کے لئے بنی اسرائیل کی جگہ پشتون کہلانا شروع کیا۔ لہٰذا پشتون اسی کا بدلا ہوا لفظ ہے۔
- لفظ پشتون کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ملک غور میں پشت کے مقام پر اس قوم کے مورث اعلیٰ قیس عبدالرشید کی سکونت تھی اسی وجہ سے یہ قوم پشتون کے نام سے مشہور ہوئی۔
- ایک اور روایت کے مطابق چونکہ یہ لوگ پہاڑوں میں رہتے تھے اسی لئے پشتون کہلانے لگے۔ وجہ یہ ہے کہ پشتہ پہاڑی کو کہتے ہیں۔
- ۸۰ء میں رومیوں نے یروشلم کو فتح کر کے اسے تباہ و برباد کیا تو جلاوطن ہونے والے قبائل میں بنی اسرائیل تھے۔ "بنی بخت" نامی ایک معزز قبیلہ بھی تھا بعد میں جب انہیں دوسرے جلاوطنوں کے ساتھ مشرقی ملکوں میں بسایا گیا تو سارے جلاوطن بنی اسرائیل کو "بنی بخت" کے نام سے یاد کیا گیا اور پختون کہلائے کچھ دنوں بعد وہ سب اسی نام کے تحت اپنا اور اپنی ذیلی شاخوں کا ذکر کرنے لگے۔

ایک اندازے کے مطابق ۱۹۴۰ء میں سرحد کے باہر برصغیر کے مختلف مقامات مثلاً پنجاب، راجپوتانہ۔ کشمیر، بمبئی۔ بڑودہ۔ مدراس۔ یو،پی۔ سی،پی۔ بہار۔ بنگال۔ اڑیسہ و آسام نیز برما و دنیا کے دوسرے ممالک جیسے ہانگ کانگ۔ سنگاپور۔ تھائی لینڈ۔ چین و انگلستان وغیرہ میں تقریباً ۱۵ر لاکھ پشتون آباد تھے۔ ذیل میں ۱۹۴۷ء سے پہلے کے قابل ذکر مقامات پر پشتون آبادیوں کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

پنجاب میں اسوقت تقریباً ساڑھے تین لاکھ قبائلی پشتون رہتے تھے جن کا تعلق متعدد افغان قبائلی سے تھا انکی اہم آبادیاں ملتان۔ لاہور۔ سیانوالی۔ سیالکوٹ۔ لدھیانہ۔ جالندھر۔ گورداس پور۔ ہوشیار پور۔ اور اٹک میں تھیں۔ لیکن ان کی کچھ نہ کچھ تعداد اس صوبہ کے ہر حصّہ میں پائی جاتی تھی۔

یو،پی میں ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق یو،پی اور اس کی ریاستوں میں پانچ لاکھ اسّی ہزار (صرف مرد آبادی) پشتون آباد تھے۔ ان میں رام پور کے تقریباً پانچ ہزار ادرکزئی بھی شامل ہیں جو ان پٹھانوں کی اولاد بتائے جاتے ہیں جنہیں روہیلہ سردار فیض اللہ والی رام پور کے ساتھ ۱۷۷۴ء میں وہاں آباد ہونے کی اجازت دی گئی تھی۔

میرٹھ ڈویژن میں ان کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ تھی ان کی اکثریت سہارنپور کے جنوب اور مشرق میں اور مظفر نگر کے مغربی پرگنوں میں آباد تھی۔ میرٹھ کے قریب سردھنہ باغپت، غازی آباد اور ہاپوڑان کے اہم مراکز تھے۔ جبکہ میرٹھ خاص اور اس کے مشرق میں بھی چند پٹھانوں کی بستیاں تھیں۔ جن میں شاہجہانپور ایک پرانی بستی رہی ہے جسے جناب دیوان عباس خاں نے ۱۶۳۲ء میں آباد کیا تھا (دور شاہجہانی) اس دور شاہجہانی میں کئی شیرانی پٹھان بلند شہر اور علی گڑھ میں آباد ہو گئے تھے صوبہ اودھ کے کئی اضلاع میں کئی آبادیاں گیارھویں صدی عیسوی میں قائم ہونے لگی تھیں۔ ہردوئی میں سید سالار مسعود کی فوج کے کئی پٹھان آباد ہو گئے تھے۔ ہردوئی میں غوریوں کی بھی ایک بستی تھی ۱۹۵۰ء میں لکھنؤ میں بھی پٹھان آباد ہو گئے تھے۔ اسی طرح اٹھارہویں صدی میں پرتاب گڈھ، بہرائچ، گونڈہ فرخ آباد، جو بنگش پٹھانوں کا پایۂ تخت رہا ہے کئی پٹھان بستیوں کا مرکز بن گیا تھا۔ فرخ آباد میں ۱۹۳۱ء میں پٹھانوں کی آبادی بیس ہزار تھی۔ صوبہ اودھ میں ۱۹۳۱ء میں پٹھانوں کی آبادی ایک لاکھ اسّی ہزار تھی۔

شیر شاہ سوری کے عہد حکومت میں افغانوں کی تعداد سرحد سے آکر ہندوستان کے مختلف مقامات پر آباد ہو گئی تھیں ان کی نوآبادیاں سرہند، آرہ، سہسرام، بنارس مرزاپور، غازی پور، بکسر، چنار وغیرہ کئی علاقوں میں آباد ہو گئی تھیں۔ بلند شہر میں

۹۶ بستیاں پٹھانوں کی آباد تھیں خورجہ میں ان کی تعداد مانی ہوئی تھی۔ فتح پور میں بھی اس کے کئی قبائل آباد ہیں

۱۹۴۰ء میں تین لاکھ سے زیادہ پٹھان بنگال و بہار میں آباد تھے ان کے خاص مرکز پٹنہ، بردوان، اور ڈھاکہ تھے کلکتہ میں تقریباً ۱۵ ہزار افغان رہتے تھے۔

۱۹۴۰ء میں ہی راجپوتانہ میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ پٹھان آباد تھے راجپوتانہ میں ان کی ایک ریاست ٹونک تھی جس کے بانی امیر خان تھے۔ یہاں جہانگیر کے دور میں اس کے حکم سے کئی آفریدی خاندان آباد ہو گئے تھے۔

تقسیم ہند سے قبل پٹھان تقریباً وسط ہند کے ہر علاقہ میں پائے جاتے تھے۔ لیکن اکثریت گوالیار، بھوپال اور مالوہ میں تھی۔ بھوپال میں پٹھانوں کی ریاست تھی۔ اس کے امیر و بانی دوست محمد خان تھے۔ ۱۹۳۰ء میں گوالیار میں ۵۸ ہزار، بھوپال میں ۳۴ ہزار اور مالوہ میں تقریباً دس ہزار افغان آباد تھے۔

ریاست حیدر آباد میں ۱۹۴۷ء سے پہلے تقریباً دو لاکھ پٹھان آباد تھے ۱۳۱۱ء میں جب دیوگڈھی کے راجہ کو تخت سے اتارا گیا اور اس کے پورے علاقہ پر پٹھانوں کا قبضہ ہوا تو پٹھان اس کے پورے علاقہ میں آباد ہو گئے۔

بمبئی اور بڑودہ میں ان کی تعداد، بمبئی میں ایک لاکھ چھبّیس ہزار اور بڑودہ میں ۱۶ ہزار تھی۔ مدراس شہر میں اور صوبہ بھر میں ۱۹۳۱ء میں پچاس ہزار کے لگ بھگ تھی ریاست میسور میں گیارہ ہزار۔ آسام میں سات ہزار۔ کشمیر میں انیس ہزار اور برما میں پٹھانوں کی آبادی ۱۹۳۱ء میں تقریباً ۴½ ہزار تھی۔ ان سب کا تعلق بنی اسرائیل سے رہا ہے اور یہ سب پختون، پشتون، پختون پٹھان تھے۔ پشتون کا شجرہ دیکھیے۔

شجرہ قوم پختون یا پشتون یا پقتون

افغان

مستغفنہ

خلجی سلیمانی صواتی پٹھان

وہ قومیں جنہوں نے معاشرت افغانی اختیار کرلی مگر کسی قوم سے توصل اختیار نہیں کیا۔

کیانی بلوچ فارسی وان بدخشال اندریانی شغری چترالی شنشانی تاجک وغیرہ بہت سی قومیں ہیں۔

سڑبن بٹنی غورغشتی

تیراہی کرڑ اڑ تناولی اویس سلطان زریگان فیران

وصلی

شرجنون خرشبون

شیرانی تربن

غوری غزنوی شعلینی فلج خیل قرملی فیروزہ کوسی ملغ قطانی

وصلی

ذفتر کاکڑ

اسمٰعیل حسینی بنی صفیہ سلیمان خیل

ابی امیہ ولید ہشام گنہ حمنہ کاسی

حضرت ام سلمہ بنی عبداللہ ام المومنین حضرت خالد عمرو عرف ابوجہل، عاص مقتول بدر ام حول ام عمر

خطاب بنی عدی قریشی

مبارک خیل سارہ زوجہ ملک بطان عبداللہ بنی عبدالرحمن عرف خالدی افغان بنی مہاجر

عمرؓ

عبدالروہ

عکرمہ حضرت حفصہؓ ام المومنین

اراکی ولان

خشی غوریا

عمریا یوسف زئی گیگیانی ترکلانی دولت یار خلیل

ولی بابا قندھاری

مقدار

خذر عثمان آذر مہمند داؤد زئی

منور زئی

اتمان زئی

۱۹۴۶ء کے مسلم کش واقعات

۱۹۴۶ء کے ماہ نومبر میں حسب سابق گنگا اشنان کا میلہ گڈھ مکتیشور میں ہوا۔ گڈھ مکتیشور دریائے گنگا کے غربی کنارے پر آباد ہے یہ ہندو صاحبان کا تیرتھ استھان ہے ہر ماہ یہاں گنگا پر لوگ اشنان کے لئے پورن ماسی اور اماوس پر اشنان کرنے آتے ہیں اور ماہ کارتک میں ایک بڑا میلہ گنگا اشنان کے نام سے منعقد ہوتا ہے ۱۹۴۶ء ماہ نومبر کا مہینہ جہاں گڈھ مکتیشور کے لئے تباہی بربادی قتل و غارت گری کا مہینہ تھا۔ وہیں اسی بستی شاہجہانپور کے لئے بھی پریشانیوں نامساعد حالات کا مہینہ ثابت ہوا۔ بستی کے عوام کو میلہ کے یاتریوں اور اس کے بعد پولس کی زیادتیوں سے بہت پریشانیاں اٹھانی پڑیں۔

گڈھ مکتیشور کا قتل عام

گڈھ مکتیشور ہندو مسلمان کی ملی جلی آبادی ہے۔ گنگا کے مغرب میں آباد ہے گنگا کے مشرق میں پہلے ضلع مرادآباد اور اب جوتی با پھولے نگر کا علاقہ ہے۔ اس آبادی سے دہلی، میرٹھ، مرادآباد، سنبھل حسن پور، میرٹھ کو بذریعہ بس اور دہلی، میرٹھ، مرادآباد سے بذریعہ ریل بھی سفر کیا جاسکتا ہے۔ گڈھ مکتیشور سے شاہجہانپور تقریباً ۱۶ر میل اور گڈھ مکتیشور سے میرٹھ تقریباً ۴۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ گڈھ مکتیشور میں گنگا کے کنارے ہر سال ماہ کارتک میں گنگا اشنان کا میلہ لگتا ہے۔ جس میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں ہندو اصحاب اشنان کرتے ہیں۔

۱۹۴۶ء میں صوبہ بہار کے قصبہ نواکھالی میں ہندو مسلم فسادات شروع ہو چکے تھے۔ جس کی وجہ سے پورے ملک میں فضا مکدر تھی۔ گنگا اشنان پر آنیوالے ہندو گڈھ مکتیشور کے پُرامن قصبہ کو نواکھالی بنانے کی پوری تیاری کر چکے تھے۔ خفیہ پیغام رسانیاں جاری تھیں اور گڈھ مکتیشور کے مسلمانان کے مکانات پر نشانیاں لگادی گئی تھیں تاکہ مسلم گھرانوں کو مکمل طور تباہ کیا جاسکے اور ہندو گھرانے اس کی زد میں بالکل نہ آئیں مسلمانوں

نے اپنے گھروں پر وہ نشانات دیکھکر نہیں معلوم کیا تاثر لیا لیکن بعد کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انہوں نے ان نشانات کا مطلب سمجھ بھی لیا تھا تب بھی وہ اپنی حفاظت نہ کر سکے۔

جوں جوں گنگا اشنان کا دن قریب آرہا تھا ہندوؤں کے قافلہ میرٹھ گڈھ روڈ پر گنگا کی جانب رواں تھے چونکہ امن کی فضا نواکھالی کے سانحہ کے بعد مسموم اور پرتشدد ہو چکی تھی اسلئے مسلمانوں کی بستیوں میں خاص طور پر رات اور پہروں کا انتظام شروع ہو چکا تھا

شاہجہانپور پٹھانوں کی ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ جو اپنے آم کے باغات کے لئے اپنے بسنے والوں کے دم خم اور فنونِ حربی سے واقفیت کی بناء پر اطراف میں مشہور رہی ہے۔ یہاں کے پٹھان مرہٹہ دور میں حملہ آور مرہٹوں کو پسپا کر چکے ہیں اور جنگ آزادی میں اپنی خدمات کا صلہ شاہی انعامات کی صورت میں حاصل کر چکے ہیں۔ اس بستی کے مسلمانوں نے جہاں اپنی بستی کی حفاظت کی وہیں قریب کی مسلم آبادی کو بھی تحفظ فراہم کیا اور گڈھ مکتیشور کی مسلم آبادی کو بچانے وہاں سے نکال کر محفوظ مقامات پر پہنچانے کی کوشش کی۔ قتل عام اتنا منظم تھا کہ گنتی کے چند خوش قسمت ہی اپنی جان بچا سکے ہوں قتل عام شروع ہونے کے قبل ہی گڈھ مکتیشور کے بعد شاہجہانپور کو تباہ و برباد کرنے کا منصوبہ طے پا چکا تھا۔ چونکہ اس بستی کے بعد اور کوئی آبادی مزاحمت کے قابل نہ رہے گی اور راستہ کی تمام مسلم آبادیوں کو تباہ کرنا مشکل نہ ہوگا۔ میلہ والے اپنے منصوبہ پر اپنی طاقت کی وجہ سے اتنے نازاں تھے کہ انہیں مسلمانوں نے مٹھی بھر ہونے کے باوجود بڑے لشکروں کے منہ موڑے تھے اور نہ اس ذاتِ پاک کا خیال رہا جو علیم و بصیر ہے جو عزت و ذلت دیتی ہے اور جسے مسلمان اللہ کہتے ہیں۔

گڈھ مکتیشور کا قتل عام ۶ر نومبر ۱۹۴۶ء کو شروع ہوا تین دن زور و شور سے قتل و غارت گری جاری رہی گڈھ مکتیشور کے کنویں اور نالے مسلمانوں کی لاشوں سے بھر گئے۔ کتے اور کوے جیل الانسانوں کا گوشت کھا کر بیزار ہو گئے۔ حتیٰ کہ قتل کرنے کے لئے کوئی باقی نہ بچا تو ۹ر نومبر ۱۹۴۶ء کی آخری شب میں اشنان

سے فارغ ہوکر اپنے اپنے علاقوں کی طرف لوٹنا شروع کیا۔ چونکہ شاہجہانپور کی بستی سے ہوکر ان کا راستہ گذرتا تھا اور یہ بستی بھی ان کے منصوبہ کا بڑا حصہ تھی اور ان کے لئے نہایت ناپسندیدہ تھی اسلئے خاص دستے ترتیب دیئے گئے جن کا کام مستورات کی حفاظت کرنا اور راستہ میں آنے والی ہر مسلمان بستی کا خاتمہ کرنا تھا۔ ترتیب اس طرح تھی کہ بچے عورتیں اور بوڑھے بیل گاڑیوں میں اور مرد ان کے دائیں بائیں ان کی حفاظت کے لئے چل رہے تھے۔ سورماؤں کا ایک دستہ بیل گاڑیوں کے آگے تھا جو تلواروں، برچھوں اور دیگر حربی آلات سے مسلح تھا یہ دستہ میلے سے لوٹنے والے تمام ہندوؤں کی قیادت کر رہا تھا۔ اور اپنے نعروں میں شاہجہانپور کو مٹانے کے الفاظ ادا کر رہا تھا۔ اور ان کے پیچھے آنیوالے اپنے جواب میں سورماؤں کی ہمت افزائی کر رہے تھے۔ ۹ نومبر ۱۹۴۶ء کی صبح ۹ بجے کا وقت تھا۔ کہ بستی والوں کو اس قافلہ کی آمد کی اطلاع ملی کہ میلہ والے قریب آگئے ہیں اور اپنے آپ کو ترتیب دیا ہوا ہے اس وقت بستی میں داخل ہونے والے ہر راستہ پر تقریباً آٹھ لڑکے پہرہ دے رہے تھے باقی مرد یا تو اپنے کاموں پر جاچکے تھے یا اپنے گھروں میں تھے معرکہ کی ابتدا ان آٹھ افراد کے ساتھ ہوئی جنہوں نے ان سورماؤں کو روکا۔ اور جوں جوں بستی کے مردوں کو اطلاع ملتی رہی موقع پر پہنچتے رہے۔ اور حملہ آوروں کے اس شدید حملہ کو روکا اور حملہ آوروں کو پسپا کر دیا۔ اور سورماؤں کو ٹھکانے لگا دیا۔ اسوقت کا منظر حکمرانوں اور بادشاہوں کی ایک چھوٹی سی جنگ کا نمونہ تھا اس کی شدت کا انہی لوگوں کو علم ہے جو اس میں شریک تھے اس میں اس ہراول دستہ کے سورماؤں کا پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں گئے اندازہ کے مطابق کارزار میں موقع پر کام آگئے۔ اور باقی بچنے والے گڑھ مکتیشور کی طرف بدحواس ہوکر بھاگے اس بھگڈر میں بہت بیل گاڑیوں کے نیچے دب کر مارے گئے۔ عینی شاہدین کے بقول بھاگنے والے اتنے خوفزدہ تھے کہ گاڑیاں گیارہ میل تک دوڑتی رہیں اور لوگ مرتے رہے حتیٰ کہ گاڑیاں پھر واپس پہنچ کر گنگا میں گنگا کے دوسری طرف پناہ لینے کے لئے گھس گئیں اور اس افراتفری

میں کتنا جانی و مالی نقصان ہوا۔ واللہ اعلم۔

اس قیامتِ صغریٰ کے بعد میلہ والوں نے اپنے گھروں کو جانے کے لئے دوسرے راستے اختیار کئے پتہ چلا کہ ان راستوں پر بھی ان پر قیامت گذری۔ اسکے بعد شاہجہانپور کو فوج اور پولیس نے گھیرے میں لے لیا اور اپنی حفاظت میں باقی میلہ کو سڑک سے گذارا۔ دن کے اجالے میں یہ لوگ آرام سے گذرتے گئے۔ مگر رات میں کئی جگہ ان پر پھر وہی آفت گذری اور جو مسلمانوں کو مٹانے کا منصوبہ بنا کر نکلے تھے خود مٹتے گئے۔ اسطرح بستی سے میلہ کا آخری آدمی بھی گزر گیا اور اس کے بعد بستی میں گرفتاریاں شروع ہوئیں۔ قانونی اسلحہ واپس لے لیا گیا جو گرفتار ہوئے انہیں پولیس کی زیادتیاں سہنی پڑیں۔ اس قتل و غارت گری گڑھ مکتیشور پر اور شاہجہانپور کے سانحہ پر اخبارات نے جو کچھ لکھا وہ ان کی فائلوں میں ہوگا مگر جو کچھ اہلِ شاہجہانپور پر گذری وہ ان کو آج تک یاد ہے۔ اللہ اس بستی اور اس بستی والوں کو امان میں رکھے۔ آمین۔

خواجہ افتخار نے "جب امرتسر جل رہا تھا" لکھکر امرتسر کے جیالوں کے کارناموں کو محفوظ کر دیا تھا۔ اب گڑھ مکتیشور اور شاہجہانپور کے جیالوں کے کارناموں پر نظر ڈالیں۔ میلہ کے پولیس اور فوج کی حفاظت میں گذر جانے کے بعد چونکہ گاؤں میں کافی تعداد میں پولیس فورس مع اعلیٰ افسران کے آچکا تھا اور ملٹری بھی زیادہ تعداد میں آچکی تھی گاؤں میں گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوا پولیس اور ملٹری ساتھ ساتھ گاؤں میں گھومتی رہی اور گرفتاریاں کرتی رہی۔ گرفتار شدگان میں ۷۶ آدمی تھے نام بنام غور کریں۔

۱۔ رحمت قصاب ۲۔ شمشو قصاب ۳۔ اللہ مہر قصاب ۴۔ مہربان قصاب ۵۔ حکیم اللہ قصاب ۶۔ نظیر احمد خان پٹھان ۷۔ اعجاز احمد خان پٹھان ۸۔ محمد احسن خان پٹھان ۹۔ عبدالحکیم خان پٹھان ۱۰۔ عبداللہ خان پٹھان ۱۱۔ تبو دھوبی ۱۲۔ رمضان جولاہا۔ ۱۳۔ نصراللہ خان پٹھان ۱۴۔ حبیب اللہ خان پٹھان ۱۵۔ عبداللطیف خان پٹھان ۱۶۔ زاہد خان پٹھان ۱۷۔ مشتاق احمد خان پٹھان ۱۸۔ آفاق احمد خان پٹھان ۱۹۔ شرافت اللہ خان پٹھان

۲۰- مسعود احمد خان پٹھان ۲۱- اقبال احمد خان پٹھان ۲۲- خلیل الرحمٰن خان پٹھان ۲۳- زکریا رائے بھاٹ ۲۴- لالہ بتلی ۲۵- احمد علی خان پٹھان ۲۶- قادر داد خان پٹھان ۲۷- مجید رائے بھاٹ ۲۸- طارق احمد خان پٹھان ۲۹- جھنڈا رائے بھاٹ ۳۰- محمد وسیع رائے بھاٹ ۳۱- شادی رنگریز ۳۲- امام الدین شیخ ۳۳- عبدالباری خان پٹھان ۳۴- شمس الدین شیخ ۳۵- اسمٰعیل بیوپاری ۳۶- محمد رضی بھاٹ ۳۷- حنیف رنگریز ۳۸- اسمٰعیل شیخ ۳۹- اللہ دیا شیخ ۴۰- ممتاز خان پٹھان ۴۱- عبدالواحد خان پٹھان ۴۲- جمعہ بیوپاری ۴۳- محمد حسن بہشتی ۴۴- ولایت اللہ راسی ۴۵- انوار احمد پٹھان ۴۶- ابرار احمد خان پٹھان ۴۷- اشفاق احمد پٹھان ۴۸- لقمان خان پٹھان ۴۹- سلیمان پٹھان ۵۰- حمزہ خان پٹھان ۵۱- محمود خان پٹھان ۵۲- شہاب الدین شیخ ۵۳- اعجاز احمد خان پٹھان ۵۴- مختار احمد خان پٹھان ۵۵- غفورا مہیسرہ ۵۶- کرم الٰہی خان پٹھان۔ ۵۷- اقبال احمد خان پٹھان ۵۸- بندو شیخ ۵۹- عرفان احمد پٹھان ۶۰- اشراق احمد خان پٹھان ۶۱- رمضانی رنگریز ۶۲- شفیق احمد رنگریز ۶۳- علی حسن بہشتی ۶۴- مولی بخش بڑھئی ۶۵- اسلام احمد خان پٹھان ۶۶- عبدالصبور خان پٹھان ۶۷- کالے لوہار ۶۸- پیر بخش لوہار ۶۹- مقصود احمد خان پٹھان ۷۰- حبیب الرحمٰن خان پٹھان ۷۱- خلیل الرحمٰن خان پٹھان ۷۲- کلن خان پٹھان ۷۳- اکرام اللہ خان پٹھان ۷۴- عبدالسعید خان پٹھان ۷۵- اجمل خان پٹھان ۷۶- محمد عثمان خان پٹھان۔

- یہ ملزمان کی حیثیت سے گرفتار کرکے میرٹھ جیل بھیج دیئے گئے۔
- اِن تمام ملزمان کو ۹ر نومبر ۱۹۴۶ء کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا۔ گرفتاریوں اور خانہ تلاشی کا سلسلہ کئی دن تک چلا اور ملزمان جیل بھیجے جاتے رہے۔
- ۲۳ر دسمبر ۱۹۴۶ء کو مقدمہ مسٹر ایس، سی، مسرا فرسٹ کلاس مجسٹریٹ میرٹھ کی عدالت میں پیش ہوا اور ملزمان پر مندرجہ ذیل چارج لگایا گیا۔
- دفعہ ۳۲ جو سیکشن ۱۴۹- ۳۹۵- ۳۲۳- ۳۲۴- اور ۳۲۵ کے ساتھ عاید کیا گیا اور دفعہ ۳۲۵ جو سیکشن ۱۴۸ر اور ۱۴۹ر آئی، پی، سی کے ساتھ دفعہ

۴۳۵ر سیکشن ۱۴۹ر۳۶۶ دفعہ ۱۴۹ر کے ساتھ اور اسی کے ساتھ دوسرے کیس میں دفعہ ۳۰۲ر سیکشن ۱۴۹ر سیکشن ۳۹۵ر آئی پی سی کے ساتھ اور دفعہ ۳۹۶ر آئی پی، سی، سیکشن ۱۴۹ر۴۲۹ر آئی، پی، سی، کے ساتھ لگائی گئی تھیں لہٰذا مقدمہ سیشن سپرد کیا گیا چونکہ مسٹر ایس۔ سی۔ مسرا فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کے دائرۂ اختیار میں مقدمہ کی سماعت نہ تھی۔

سیشن ججی میں مقدمہ پیش ہوا کارروائی مقدمہ شروع ہوئی گواہان کے بیانات ہوئے اور ملزمان کی طرف سے صفائی پیش کی گئی۔ وکلاء فریقین میں بحث ہوئی اسکے بعد حکم کی تاریخ لگی اور حکم کے دن مقدمہ سزایاب ہوا۔ اور ملزمان جو میرٹھ جیل میں تھے سب کے سب سینٹرل جیل فتح گڑھ ضلع فرخ آباد بھیج دیئے گئے۔ ادھر گاؤں کے پیروکاران مقدمہ نے الٰہ آباد ہائی کورٹ میں اپیل کی تیاری کی۔ اور اپیل دائر کردی گئی۔ اپیل پر ہائی کورٹ الٰہ آباد میں بحث ہوئی اور مقدمہ کے سب ۷۶ر ملزمان باعزت طور پر بری ہوئے۔

اس واقعہ سابق پر ممبر کانگریس جناب مولانا اسد اللہ خاں میرٹھ کا مضمون ملاحظہ کریں۔

حضرت مولانا اسد اللہ خانصاحب

سابق صدر جمعیۃ علماء ضلع میرٹھ و سابق ممبر صوبہ کانگریس یو پی

کا

شاہجہانپور ضلع میرٹھ کے افسوسناک سانحہ پر حقیقت افروز بیان

میلہ گڑھ مکتیشور کے خونی ڈرامہ کے سلسلہ میں قصبہ شاہجہانپور میں پیش آنے والے واقعات کو دانستہ یا غیر دانستہ طور پر نہایت بڑھا چڑھا کر بیان کیا

جارہا ہے جس کا مقصد بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ میرٹھ ضلع کی ہندو آبادی کے جذبات کو مشتعل کر کے شاہجہانپور اور ڈاسنہ کے مسلمانوں سے انتقام لیا جائے چنانچہ اس سلسلہ میں متعدد مقامات پر انتقامی پنچایتیں منعقد ہوچکی ہیں جن میں سینکڑوں ہندو دیہات کے نمائندہ شریک ہوئے جن میں مسلمانوں کے نیست و نابود کرنے اور تبدیلی مذہب کے لئے مجبور کرنے کی سازشیں ہوئیں اور پھر ان پنچایتوں کو امن کی پنچایت قرار دیا گیا۔

میں نے شاہجہانپور اور ڈاسنہ کے حالات کی پوری پوری حقیقت معلوم کی ہے۔ لیکن دونوں مقامات پر ابتدا میلے کے ان فاتحین یاتریوں کے ہاتھوں ہوئی۔ جو میلے اور قصبہ گڈھ مکتیشور کے تقریبًا ایک ہزار مسلمانوں کو تہِ تیغ اور ان کے مال و متاع کو نذرِ آتش کرنے کے بعد واپس ہو رہے تھے۔

چونکہ وہ حکومت کے ہر قانون سے آزاد ہو ہی چکے تھے۔ خون ان کی گردنوں پر سوار تھا۔ ان کے خون آشام، بلّم، و برچھے ابھی اور خون کے پیاسے تھے۔ جب وہ لشکر فاتح میلہ گڈھ مکتیشور سے پوتر ہو کر لوٹا اور گڈھ کے چوراہے پر آیا۔ تو وہاں اس نے چوپلہ کی مسجد کو شہید کیا۔ اور مسلم دکانوں کو جلایا اور وہاں سے اس کے دو حصّہ ہو گئے ایک حصّہ دہلی کی سمت جانے کے لئے ہاپوڑ اور غازی آباد کی سڑک پر چلدیا اور وہاں سے تھوڑی دور چل کر مسلمانوں کی دو موٹر لاریوں کو خاکستر کردیا اور ان دونوں کے ڈرائیوروں کو اور کلینروں کو قتل کر کے آگ لگادی۔ اور اسکے بعد قتل و غارت گری کرتا ہوا آگے چلدیا اور دوسرا گروہ میرٹھ کی طرف جانے کے واسطے شاہجہانپور والی سڑک پر چلدیا اور جب ویروں کا وہ دل نانپور آیا تو انہوں نے نانپور کو شاہجہانپور سمجھ کر اپنے ویروں کو حکم دیا کہ لے لو یہی شاہجہانپور ہے یہاں کوئی مسلمان اور کوئی مکان نہ بچنے پائے۔ اتنے میں فورًا نانپور کے ہندو آگے بڑھے اور ان کو بتایا کہ یہ شاہجہانپور نہیں نانپور ہے شاہجہانپور اس سے آگے ہے وہ مقدّس یاتری نانپور کے مسلمانوں کا بھی قتل عام کرنا چاہتے تھے

لیکن نانپور کے ہندوؤں نے یہ کہکر بچایا کہ یہاں کوئی مسلمان نہیں ہے۔ اور جو تھے وہ تمہاری خبر سُن کر یہاں سے بھاگ گئے۔ ان کے علاوہ یہاں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی جنرل سکریٹری محترمہ مس مردولا سارا بائی تشریف لے آئیں۔ یہ یاتری ان پر بھی حملہ آور ہوئے مگر دوسرے لوگوں نے بڑی مشکل سے ان کو بچایا اور کہا کہ یہ تو کانگریس کی جنرل سکریٹری ہیں۔

غرضیکہ وہاں کے ہندوؤں نے بمشکل تمام اس خونخوار قافلہ کو شاہجہانپور کی طرف رخصت کیا۔ شاہجہانپور کی آبادی تقریبًا پانچ ہزار ہے جسمیں نصف سے زیادہ مسلم اور نصف سے کم غیر مسلم آبادی ہے اور شاہجہانپور اور نانپور کے درمیان صرف ایک میل کا فاصلہ ہے لیکن شاہجہانپور کا رقبہ نانپور سے نکلتے ہی شروع ہو جاتا ہے نانپور سے باہر نکل کر یہ لشکر شاہجہانپور کی مورچہ بندی کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اور اس کا ایک حصّہ سڑک کی دونوں جانب دُور تک کھیتوں میں پھیل گیا۔ اور اول اس نے ایک مسلمان بڑھئی کے مکان کو آگ لگائی اور قبرستان کی قبروں اور اس کی مسجد کو نقصان پہنچایا۔ اور پھر کھیتوں میں آگ لگاتا ہوا اور اکّے دکّے مسلمان کو قتل کرتا ہوا شاہجہانپور کی طرف بڑھا اور دوسرا گروہ گاڑیوں کے دائیں بائیں سڑک پر چلنے لگا۔ اس گروہ کے رہنما دو لمبے چوڑے آدمی تھے جن میں سے غالبًا ایک سکھ تھا اور دوسرا کوئی مہنت۔ یا سادھو تھا جو ضرورت سے زیادہ بھاری بھرکم تھا دونوں کے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں اور وہ ان کو گھماتے چلے آرہے تھے۔ اسی شان سے جب یہ گروہ شاہجہانپور کی آبادی کے سامنے آیا تب اس کی فاتحانہ قوتوں میں جوش و جلال کی اسپرٹ حد سے گذر گئی ان دونوں کمانڈروں نے اپنے ویروں کو للکار کر کہا لے لو ویرو یہی وہ شاہجہانپور ہے جسکا ذکر میلہ میں تھا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادو اور یہ کہکر وہ سارے کا سارا لشکر ان چند مسلمان لڑکوں پر ٹوٹ پڑا جو سڑک کے ایک کنارے آبادی کے قریب محض تماشائی کی حیثیت سے کھڑے تھے جب قصبہ کے مسلمانوں نے شور و غل کی یہ آوازیں سُنیں تو وہ سمجھ گئے کہ قصبہ پر حملہ ہو گیا۔ اس وقت نوجوانوں

کی ایک پارٹی نے اپنے جان ومال اور قصبہ کی حفاظت کے لئے آگے بڑھے اور اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر اس طاغوتی لشکر کے سامنے آگئے اور انہوں نے نہ صرف اپنے بچوں کو موت کے منہ سے بچایا بلکہ انہوں نے اس قصبہ کے سینکڑوں باشندگان اور ان کے جان ومال کو تباہی اور بربادی سے بچایا اور ساتھ ہی راستہ کے دیگر مسلم گاؤں کٹھور وغیرہ ان کی زد سے بچ گئے اور چند ہی منٹ میں قصبہ پر سے مصیبت کے بادل چھٹ گئے اور اس حادثہ میں ۴ مسلمان اور ۲۵ ہندو ویروں نے سفر آخرت اختیار کیا بقیہ لشکر نے جب یہ دیکھا کہ یہاں تو معاملہ میلے اور گڈھ سے مختلف ہے تو وہ اسٹینڈ پیروں لوٹ گئے اور پھر ملٹری کی حفاظت سے نہایت خاموشی سے گذر گئے۔

یہ حقائق صاف بتا رہے ہیں کہ قصبہ گڈھ کے بعد شاہجہانپور کی صدیوں پرانی تاریخ اور اس کی تہذیب کو فنا کرنے کی مکمل سازش ہو چکی تھی اور یہ محض خدا کی قدرت تھی کہ اتنی بڑی سازش کو تھوڑے نوجوانوں نے اپنی دلیری اور بندوق کے ایک یادو فائر کی دہشت سے ختم کر دیا۔

شاہجہانپور کے حادثہ کی یہ حقیقت ہے لیکن حق وانسانیت سے دور رہنے والے حیوانیت اور بربریت کی حمایت کرنے والے اس حقیقت کو جس قدر چاہیں مبالغہ آمیزی اور افسانہ طرازی سے بیان کریں۔ ان کو روکنے والا کون ہے باوجود اس کے کہ شاہجہانپور کے تمام اسلحہ حکومت نے لے لئے اور ۷۶ مسلمانوں کو قید کر کے جیل خانہ میں بند کر دیا۔ مگر پھر بھی لوگوں کے دلوں میں انتقام کی آگ بھڑک رہی ہے۔ مگر دوسری طرف ایک ہزار مسلمانوں کو قتل وغارت اور ان کے مال ومتاع کو برباد کرنے والوں کو جبکہ وہ حکومت کی پولیس اور فوج کے زیر سایہ وحشیانہ کھیل کھیل رہے تھے ان کو اس فعل سے روکنے کے لئے نہ کوئی فائر کیا گیا اور نہ ہی ان کو گرفتار کیا گیا۔ ان مقدس یاتریوں نے نہایت بیباکی کے ساتھ تین روز متواتر یہ اہم ترین خونی ڈرامہ کھیلا مگر چند کانگریسی ہندوؤں یا غیر کانگریسی ہندوؤں کے لب کی مہر سکوت نہ ٹوٹی۔ لیکن ہاپوڑ کے دولاکھ کے جرمانہ سے میرٹھ میں ہلچل مچ گئی اور اس کے خلاف اظہار نفرت کیا جانے لگا اور

جرمانہ کی عدم ادائیگی کی سفارش کے لئے تجاویز پاس ہونے لگیں اور کانگریس کی جانب سے تحقیقاتی کمیٹیاں بننے لگیں۔

گویا اس طرح نہ صرف عام ہندو بلکہ کانگریسی ہندو بھی ہاپوڑ کے امن وامان کو منظم طور پر تباہ اور مسلمانوں کے جان ومال کو برباد کرنے والوں کی کھل کر حمایت کرنے کے واسطے کانگریس کے پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے اس تمام کارروائی کا مقصد صاف یہ ہوا کہ میلہ گنگا اشنان قصبہ گڈھ ہرسان، اندر گڈھی وتھبوا اور ہاپوڑ وغیرہ مقامات پر ہندوؤں نے جو بے دریغ قتل عام وغارت گری کی وہ سب درست اور ٹھیک، اسلئے کہ اس کے کرنے والے ہندو ویر تھے اور شاہجہانپور میں اہل قصبہ نے اپنی عزت وناموس اور اپنی جان ومال کے لئے بطور استحقاق حفاظت خود اختیاری مقابلہ کیا اور گڈھ مکتیشور، ہرسادن واندر گڈھی وغیرہ کی تاریک ترین تاریخ کو دہرانے کا موقع نہ دیا وہ سب کے سب مجرم اور قابل گردن زدنی۔ اسلئے کہ وہ سب مسلمان ہیں ان کی بندوقیں بھی ضبط کر لی جائیں ان پر جرمانے کرائے جائیں ان سب کو قید خانوں میں بند کر دیا جائے اور ہندوؤں کو موقع دیا جائے کہ وہ گنگا اور جمنا کے درمیان رہنے والے ویروں کو جمع کر کے لائیں اور شاہجہانپور و ڈاسنہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اور ان کے اہل وعیال کو قتل کر دیں اور مال غنیمت سمجھیں۔

میں اپنے کانگریسی ہندو دوستوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج ست واہنسا اور انصاف کا راگ گانے والے کہاں ہیں۔ ہتیاچار اور بے انصافی کا ماتم کرنے والے کون سے لوک میں جا چھپے ہیں۔ کیا عارضی حکومت کے ہی نشہ نے دماغی توازن اس درجہ کھو دیا کہ کل حکومت کی جو چیزیں بری لگتی تھیں وہ سب آج ہی اچھی لگنے لگیں۔

ہماری دلی خواہش ہے کہ ابھی آپ حضرات حق وانصاف کا خون نہ بہائیں اپنے دماغی توازن کو قائم رکھیں اور جہاز آزادی میں اندر ہی اندر تارپیڈو نہ ماریں ساحل مراد پر پہنچنے کے بعد ہم آپکی حسب خواہش فیصلہ کریں گے۔ اسلئے براہ کرم ابھی اپنے ویروں کو کسی محفوظ مقام یا کسی اناتھ آشرم میں باندھے رکھیں تاکہ ملک

کی زہریلی فضا جلد از جلد صاف ہو جائے۔

محمد اسد اللہ خان غفر لہٗ
سابق صدر جمعیۃ علماء ضلع میرٹھ و سابق ممبر صوبہ کانگریس میرٹھ

ذکر جناب دیوان عباس خان صاحب

نقل از تحریر: ڈاکٹر عبد الہادی خان مرحوم

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خان قوم بتان دلازاک لیسین خیل علاقہ مانائی موضع سرخ ملک افغانستان کے قدیمی باشندہ تھے یہ بزرگ آخری عہد شہنشاہ اکبر میں بعہدہ کرنیل فوج میں ملازم تھے اور فوراً جنگ دکن پر روانہ ہوئے اثنائے راہ میں واقعہ یہ پیش آیا کہ جودھ پور کے راجہ کی لڑکی کسی دکھن کے راجہ سے بیاہی گئی تھی راجہ کی عمر اس وقت آٹھ سال اور رانی جودھا بائی ۱۸ رسال کی تھیں۔ ڈولہ پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا۔ کرنیل عباس خان نے بھی ڈاکوؤں سے مقابلہ کیا۔ ڈاکوؤں کا سردار کرنیل صاحب کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ان کا سامان بحفاظت سرکاری خزانہ میں جمع کرایا گیا۔ اور بخیریت تمام رانی جودھا بائی شوہر کے یہاں پہنچائی گئیں۔ دربارِ اکبری سے تمغے اور سردار ڈاکو کا سبز گھوڑا بطور انعام کرنیل صاحب عباس خان کو ملا۔ اور اختتام مہم ۵ رسال کے بعد جب لشکر عباس خاں حربی مراحل طے کر کے اسی قلعہ ریاست کے قریب آیا تو قلعہ سے ایک جلوس ڈھول باجے کے ساتھ گذرتا ہوا ملا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ فرماں روائے ریاست بعمر ۱۳ رسال مر گئے۔ رانی ستی ہونے جا رہی ہے اسوقت یہ قانون تھا کہ عورت اگر بخوشی ہو تو اجازت تھی ورنہ جزیہ میں سرکاری قانون کے خلاف جرم تھا کرنیل عباس خان نے دریافت کیا کہ آپ بخوشی ستی ہوتی ہیں؟

رانی نے جواب میں کہا آپ میرے محسن ہیں ڈاکوؤں سے آپ کے طفیل رہائی نصیب ہوئی راجہ صاحب بعمر ۱۳ رسال مر گئے۔ مذہب کے مطابق میرے جسم سے راکھ سے برہمن میرے طلائی و جوہری زیورات کے مالک ہیں۔ اصرار پر انہوں نے یہی جواب دیا کرنیل صاحب نے فرمایا کہ اگر تم بخوشی ستی نہیں ہونا چاہتیں تو یہ وقت غنیمت ہے آؤ میں تمہاری جان بچاؤں چنانچہ رانی نے اپنا ہاتھ دراز کیا کرنیل صاحب نے تلوار نکال لی اور اس کو اپنے گھوڑے پر لے لیا (میں نے یہ تصویر اپنی نظر سے دیکھی ہے)۔ رانی پیٹھ سے لپٹ گئی اور انہوں نے گھوڑے کی باگ اٹھا کر اپنے لشکر میں دم لیا۔ اور کوچ در کوچ دہلی آئے۔ راجہ صاحب کے یہاں دربارِ اکبری سے باہتمام روانہ کی گئیں اور شاہ جہانگیر سے باقاعدہ شادی ہوئی ان کے بطن سے شاہ جہاں پیدا ہوئے کرنیل صاحب دیوان ہوئے اور ابتدائے عہدِ شاہجہانی میں بعد حصولِ بخشش شاہجہانپور میں آکر اقامت پذیر ہوئے اور جب شہزادہ اورنگ زیب اور شاہجہاں کی جنگ ہوئی تو دریائے چبل میں غرق ہوئے اس وقت ان کی نعش اورنگ زیب نے بلکہ دارا شکوہ نے نکلوا کر شاہجہانپور روانہ کی اور شاہجہانپور گنبد میں دفن ہوئی اور ان کی جگہ انکے فرزند دوات خاں ملازم یہیں ہوئے۔ عباس خاں کے بیٹے دولت خاں سے شاہجہانپور آباد ہوا۔ عباس خان کے چار بیٹے تھے۔ دولت خان۔ جنید خان۔ محمد خان۔ محمود خاں دولت خان سے شاہجہانپور آباد ہوا۔ تمام زمینداران شاہجہانپور انہیں کی اولاد سے ہیں۔ جنید خان سے موضع نانپور کے افغانان ہیں۔ ہر دو میں رشتہ قرابت ہوتی ہے محمد خان صاحب صوبۂ بہار میں دیوان بن کر گئے۔ ان کی اولاد بہار اڑیسہ میں ہے ان کے بیٹے خان عبد اللہ خان کی شادی مسماۃ مکھو بی بی دختر دولت خان سے ہوئی۔ مکھو بی بی رحیم خان و ناہر خان اور رحمت خان کی ہمشیرہ تھیں۔ عبد اللہ خان دیوان ہو کر الٰہ آباد چلے آئے ان کی اولاد کے متعلق صحیح طور پر معلوم نہیں ہوا کہ کہاں ہیں (محلہ دربار میں دلازاک ہیں) چوتھے محمود خاں تھے یہ اپنے چچا سید محمد خان کے یہاں منگے تھے جنکی خواہش تھی کہ شادی دولت خان سے ہو۔ اسپر وہ ناراض ہو کر بڑا شاہجہانپور

چلے گئے تھے کچھ عرصہ کے بعد ان کے پوتے قادر داد خان شاہجہانپور میں آئے ان کی اولاد شاہجہانپور میں ہے باہم رشتۂ قرابت بھی ہے مگر مثل اولاد محمد خان کے وہ بھی زمیندار نہیں۔

مجھے اس تحریر پر زیادہ اختلاف ہے کئی جگہ حقیقت و واقعات کے خلاف مضمون ہے چونکہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کی تحریر کی نقل ہے اسلئے ہو بہو لکھا گیا ہے اور وجہ باوجود اختلاف کے ستی کا واقعہ جو اصل ہے بیان کرنا مقصود تھا مگر حقائق یہ نہیں جو اس تحریر میں بیان کئے گئے ہیں اصلیت Tales of indian Ceralory از Mecalled Mecmilon کی کتاب The star of India کے اقتباس سے ملاحظہ کریں میکالڈ میکمیلن انگریز مورّخ لکھتا ہے ——— تقریباً تین سو سال پہلے مغلوں کا ایک لشکر جو دو سو جوانوں پر مشتمل تھا۔ راجپوتانہ کی سرحد پر اکبر کی فوج میں شامل ہونے کے لئے گذر رہا تھا جو گجرات کی فتح کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ ان کے چمکدار اسلحہ اور لباس وغیرہ سورج کے غروب ہونے کے وقت سورج کی شعاعوں میں چمک رہے تھے وہ دوہری تلواروں، ڈھالوں اور نیزوں نیز عمدہ وردی میں ملبوس تھے۔

تمام فوج شاندار طریقہ پر مسلح کی گئی تھی ان کے لباس اور اسلحہ کو دیکھنے سے لگتا تھا کہ لشکر ابھی اپنے قیام گاہ سے بہت دُور نہیں گیا ہے اور اصلیت یہ تھی کہ عبّاس خان ایک مغل سردار کا وارث تھا اور لشکر کی ترتیب سے واقف تھا۔ جس نے ابھی دوپہر بعد جنگ کے لئے کوچ کیا تھا۔

عبّاس ایک خوبصورت دراز قد پر وقار نوجوان تھا۔ جو جوش بھرے خیالات میں مگن ایک شہزادہ معلوم ہو رہا تھا ابھی تھوڑا سا ہی سفر طے کیا تھا کہ مختلف حالات سامنے آرہے تھے۔ اور عبّاس خاں کے لشکر کو پیش آرہے تھے۔ دوسرا ایک مجمع ایک پرسکون ماحول میں ایک ہندو دُلہن کو اسکی سسرال لئے جا رہا تھا۔ وہ ایک آراستہ ڈولی میں بحفاظت راہگیروں و دیگر لوگوں کی نظروں سے بچا کر لے جائی جا رہی تھی نہ صرف نظروں بلکہ صاف ہوا اور قدرتی مناظر سے بھی بے بہرہ اس کے نئے

مورث اعلیٰ دیوان عباس خاں
تلسی بائی کو ستی سے بچاتے ہوئے

گھر لے جایا جا رہا تھا۔

سورج چھپنے کے بعد جیسے ہی یہ قافلہ دریائے روہنی کے کنارے گذر رہا تھا جہاں ہندوؤں کا ایک مرگھٹ تھا۔ ایک ڈاکوؤں کا گروہ اس پر ٹوٹ پڑا۔ اور ایک مصیبت ان راجپوتوں پر آپڑی جو اس نئی دلہن کی حفاظت کیلئے محافظ کی حیثیت سے ڈولی کے ساتھ تھے ڈاکوؤں نے ڈولی پر قبضہ کرلیا ان گستاخوں نے ڈولی کو کھولا اور اس لڑکی کو باہر نکال لیا۔

تلسی بائی نے ان وحشیوں کو غور سے دیکھا اور اس خطرہ کو محسوس کیا جس نے اسکو گھیر لیا تھا وہ نوعمر لڑکی جس کی عمر صرف پندرہ سال تھی اور جس نے اپنے گھر میں بہت آرام و آسائش سے غیر معمولی توجہ میں پرورش پائی تھی پریشانیوں اور خطروں سے محفوظ رہی تھی اس وقت خوف سے کانپ رہی تھی کہ جو قزاقوں کے نرغے میں اس کو نظر آرہا تھا اور جسکو اس نے ان کہانیوں کی کڑی سمجھا جو اس نے بد روحوں کے سلسلے میں سن رکھی تھیں اور خیال کیا کہ یہ اس کی اصلیت ہے۔

اگر اس کی خوبصورتی ان کو لبھا سکتی تو ان وحشیوں کو لبھانے کے لئے اس کی حیثیت کافی تھی کہ ان کو رحم آجائے لیکن انہوں نے اس کو سختی سے اپنے زیورات اتار کر ان کو دینے کو کہا کہ جن سے اس کو آراستہ کیا تھا شدید خوف کی وجہ سے وہ کانپ گئی کہ نافرمانی کرے اس نے اپنی کانپتی انگلیوں سے ان تمام زیورات کو اتارنے کی کوشش کی جو اس کی ناک، کانوں، گلے اور سونے کے کڑے جو اس کے ہاتھوں ٹخنوں اور کلائیوں میں تھے۔

اسی اثناء کہ ناپاک ہاتھ جو اسے نہ صرف زیورات بلکہ قیمتی لباس جو اس نے پہنا ہوا تھا اسے بھی محروم کرنا چاہتے تھے کہ عباس خان اور ان کے ساتھی نمودار ہوئے ڈاکوؤں کو مقابلہ کرنا ان بیس آدمیوں سے ممکن نہ تھا جو مغل لشکر کے تھے۔

تلسی بائی مایوسی کی حالت میں زمین پر بیٹھی رہی اور بمشکل جان سکی کہ وہ ان قزاقوں سے بچالی گئی ہے جنہوں نے اسے گھیرا ہوا تھا اس کا چہرہ چمک اٹھا

جب اسے معلوم ہوا کہ بچانے والا آپہنچا ہے یہ یقیناً منجانب اللہ ہے اس نے کبھی ایسا خوبصورت اور نوجوان نہیں دیکھا تھا جیسا یہ نوجوان سپاہی تھا اور نہ ہی اس نے کبھی ایسی خوبصورت چیز دیکھی تھی جیسی تلسی بائی جوان قزاقوں کی ہدایت پر وہاں بیٹھی تھی اور اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

اس نے اپنے طور پر اس کو پیار کیا اور اس کو احتیاط سے اس کی ڈولی میں بٹھایا اور برے خیالات اس کے دل میں آئے کہ وہ اس کو اس کے باپ کے بجائے خود لے جائے لیکن فوراً اسے اپنے فرائض یاد آئے جو اس کے شہنشاہ کے تھے جس کا وہ نوکر تھا ـــــ اور سپاہی تھا اور اس بیچاری مجبوراً آنسو بہاتی ہوئی لڑکی کی تیزی سے ہونے والی دماغی الجھنوں کے بعد تلسی بائی کو اس کے محافظوں کے پاس لایا جہاں وہ چھپے ہوئے تھے اور اس نے اپنی ذمیداری کا احساس کیا جو اسکے دل کی آواز تھی۔

عباس خان نے تلسی بائی کے حفاظتی دستہ پر نظر رکھی جب تک وہ اپنی سسرال میں پہنچی وہ اسکے ساتھ رہا حالانکہ وہ اسے پھر نہ دیکھ پایا۔ لیکن وہ عباس خان کو اپنی ڈولی کے پردوں سے دیکھتی رہی۔

آخر کار وہ اس جگہ پہنچے جہاں سے انہیں ہمیشہ کے لئے جدا ہونا تھا۔ عباس خان نے رنجیدہ لہجہ میں رخصت کہا اس نے خلاف قاعدہ اپنی ڈولی کا پردہ ہٹایا۔ اور اپنے محافظ کے ہاتھ میں ایک ہیرے کی انگوٹھی پہنائی۔ ان کی آنکھیں آخری بار ملیں جن میں گہرا انداز تھا اور پیار کے ساتھ مایوسی تھی۔ یقیناً اسے اس حرکت کیلئے ڈانٹ ڈپٹ کی گئی ہوگی لیکن یہ ڈانٹ ڈپٹ اس کے دل سے اس کے نوجوان رہائی دہندہ کو نہ نکال سکی کہ اس کی شادی اس سے ہوئی ہوتی اور وہ ایک اچھی بیوی اور ایک اچھی ماں اس ہندو گھرانے کی ہوتی لیکن اب اسکی خوبصورت اور پیاری یادگار صرف اور صرف وہ اجنبی تھا اور عباس خان بھی نہیں بھلا پائیں گے کہ اس کا پیار جنگ وجدل میں تلسی بائی رہی وہ اکثر اس پاک وصاف ہندو لڑکی کے بارے میں سوچا کرتا تھا جسے اس نے ڈاکوؤں سے بچایا تھا۔

ایک سال گذر چکا تھا اور عباس خان اسی راستے سے ایک بار پھر دریائے روہنی کے کنارے سے گذر رہے تھے وہ ایک عرب نسل کے بہترین گھوڑے پر سوار تھے جو انہوں نے ایک بڑی جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد اپنے لئے پسند کیا تھا۔ ان کے اسلحہ اور ہیلمٹ آج بھی پہلے کی طرح چمک رہے تھے لیکن ان پر بہت سے نشانات تلواروں اور نیزوں کے تھے جو اس گذرے ہوئے سال میں جنگ میں آئے تھے اور اس بہادر نوجوان نے جنگ میں کھائے تھے۔

جنگ اب ختم ہو چکی تھی اور عباس خان اپنے قدیمی گھر کو لوٹ رہے تھے۔ ان کے باپ ان کی عدم موجودگی میں فوت ہو چکے تھے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کس قدر رنجیدہ ہوں گے جیسے ہی انہیں اس تنہائی کا خیال آیا اور اپنے گھر کا بھی ساتھ ہی اس پاکیزہ چیز کا بھی جو انہوں نے اسی جگہ دیکھی تھی اور ہمیشہ کے لئے بھلا دیا تھا ان کے دل میں خیالات آئے کہ وہ اس دنیا میں اپنی پیاری یادوں کے ساتھ زندہ رہتے۔

اپنی غمگیں آنکھوں سے انہوں نے ایک ہندو قافلہ کو ایک ہندو ارتھی (میت) کے ساتھ دیکھا جو مردہ جلانے والے گھاٹ کی طرف جا رہا تھا۔ ایک بڑی جماعت دوستوں رشتہ داروں کی اس کے ساتھ تھی جو ایک لڑکے کی ارتھی لے جا رہے تھے ایک پجاری جو اس قافلہ کے آگے تیزی سے جا رہا تھا اور ایک مٹی کے گھڑے میں آگ لئے ہوئے تھا جو چتا میں آگ لگانے کے لئے تھی اس قافلہ میں دو گھوڑے تھے ایک ڈھول والے کے ساتھ اور دوسرے پر ایک سوار تھا جو لپٹا ہوا جھنڈا لئے ہوئے تھا۔

جیسے ہی یہ مجمع شمسان گھاٹ پہنچا بات صاف ہو گئی کہ ستی کی رسم ہونے والی ہے۔ ایک عورت ارتھی کے پاس کھڑی تھی جو یقیناً مرنے والے کی بیوی تھی اور انتظار کر رہی تھی اس ارتھی کے ساتھ جلائے جانے کا۔ شہنشاہ اکبر اس بیہودہ رسم کا سخت مخالف تھا اور اس نے وہ سب کیا جو اس بیہودہ رسم سے بچانے کے لئے کیا جا سکتا تھا اور حکم دے رکھا تھا کہ کوئی بھی بیوی اس طرح قربان نہیں کی جائے گی۔ جب تک اس کی خود خواہش نہ ہو۔

عباس خان کو فوراً احساس ہوا کہ اس جگہ شہنشاہ کے حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اسلئے وہ آہستہ خرامی سے ارتھی کے پاس گیا جہاں برہمنوں نے اس کو مبارک باد دی۔ اس کے جذبات بیان سے باہر تھے جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ عورت جو جلائی جانے والی ہے تلسی بائی ہے۔ تلسی بائی کا شوہر ایک گیارہ سالہ لڑکا تھا اور وہ اس پر مہربان تھی اسلئے کہ وہ اس کو اتنا پیار کرتا تھا کہ اپنی بہنوں کو بھی نہیں اور اپنی دوائیں کسی اور سے نہیں پیتا تھا۔ آخر کار بخار نے اس پر قابو پا لیا۔ اور وہ مر گیا۔

نوجوان بیوہ کو اپنی زندگی کی کوئی امید باقی نہ تھی مذہبی قواعد اسے دوسری شادی کرنے سے روکتے تھے اگر وہ ایسا کرنا چاہے۔ برہمنوں نے اس سے کہا کہ اپنے شوہر کے لئے مرنے سے انکار کرنا کتنا غلط ہوگا۔ اسلئے وہ ان کی مرضی پر رضامند ہو گئی اتنی جلدی مرنے کا احساس اور تکلیف اسے اس ناخوشگوار زندگی کی وجہ سے ہوا۔ اس لئے اس نے اپنی قربانی دینے کی اجازت دے دی اور اس سخت موت کے لئے تیار ہو گئی جو ایک ہندو عورت اپنے شوہر کے لئے کرتی ہے اور آخری بار اپنے زیورات پہنے ہوئے اس جگہ کھڑی ہو گئی جہاں وہ لالچی پجاری اس کے مرنے کے بعد اس کی راکھ سے زیورات نکالنا چاہتے تھے۔ جیسے ہی عباس خان نے ان کو دیکھا وہ بے جان پتھر کی مورتی نظر آئی لیکن جب اس نے انہیں دیکھا جنکو دوبارہ دیکھنے کی امید نہ تھی اس کی رگوں میں پھر خون دوڑنے لگا۔ اور چہرہ سے اظہار ہوا۔ اور اس کی چھاتی میں امید جاگی اور احساس ہوا کہ وہ اس جواں عمری میں رنجیدہ تھی اور کبھی سورج کی خوشگوار روشنی نہ دیکھ پاتی۔

عباس خان اس کی طرف بڑھے اور اس کی بدقسمتی اور وہاں کے نظم و نسق پر غور کیا اس کی لاچاری اور ایک سال قبل کی ملاقات کا خیال آیا جس ایک سال نے ایک خوبصورت جاذب نظر لڑکی کو ایک خوبصورت عورت میں بدل دیا تھا وہ حالات کو فوراً سمجھ گئے اور گھوڑے پر چڑھے ہوئے خاص پجاری کے پاس پہنچے اور اسے یاد دلایا کہ شہنشاہ کا قانون ستی ہونے کو روکتا ہے جب تک کہ ستی ہونے والی خود

اسکے لئے تیار نہ ہو۔ آپ خود معلوم کرلیں برہمن نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ ایک بیاری ہونے کی حیثیت سے کہ وہ اپنے شوہر کی لاش کے ساتھ جلے۔

عباس خان نوجوان بیوہ کی طرف آئے اور کہا شہنشاہ اجازت نہیں دیتا۔ ایسی قربانی کی جب تک اس کی اپنی خواہش نہ ہو مجھے بتاؤ کہ یہ تمہاری آزادانہ رائے ہے کہ تم مرنا چاہتی ہو۔ ان الفاظ سے اس پریشان حال لڑکی کی زندہ رہنے کی خواہش اور بڑھی اور اپنے ہاتھ نوجوان سپاہی کی طرف بڑھا کر چلائی۔ میرے آقا تم نے ایک بار مجھے پہلے بھی بچایا آہ......! اب بھی بچاؤ اگر بچا سکتے ہو لیکن نہیں میری مدد کرنے کی کوشش نہ کرو یہ اس سے ناراض ہوں گے اور تم کو میرے سامنے ہلاک کردیں گے اور تم ان کو باز رکھو تو اس جگہ سے جلد از جلد دور ہو جاؤ۔ مجھے اپنی قسمت پر چھوڑ دو۔

تلسی بائی کی مدد کی درخواست سنکر برہمنوں نے اپنے آپ کو چتا کی لکڑی سے مسلح کرلیا اور طے کرلیا کہ اگر اجنبی نے مداخلت کی تو وہ اس پر حملہ کردیں گے یہ دیکھ کر عباس خان نے اپنا گھوڑا تلسی بائی کے نزدیک تر کردیا اور کہا کہ اگر میں گھوڑے پر سے اترا تو ہم دونوں مارے جائیں گے۔ میرے رکاب میں پیر رکھو اور اچک جاؤ۔ میرے داہنے ہاتھ کی طرف میرے پیچھے تم محفوظ رہو گی۔ بہادر راجپوت لڑکی نے ایسا ہی کیا جیسا کہا گیا تھا۔ اور عباس خان کے لمبے مضبوط ہاتھوں سے مدد حاصل کی۔ اور گھوڑے کی کمر پر سوار ہو گئی۔ عباس نے اپنے گھوڑے کا منہ وقت ضائع کئے بغیر ناراض مجمع کو چیرتے ہوئے اپنے پڑاؤ کی طرف موڑ دیا۔

جب وہ اس طرح اس جلنے کی جگہ سے بچ گئے تو ایک نیا خطرہ ان کا انتظار کر رہا تھا دو راجپوت جوان گھوڑوں پر سوار حفاظت کر رہے تھے انہوں نے قریب میں واقعہ کو دیکھا لیکن دور تھے کہ عباس خان کو روک سکتے۔ تلسی بائی کو اپنے گھوڑے پر لے جانے سے بدقسمتی سے وہ اس سڑک پر بڑھ گئے جو عباس خان کے پڑاؤ کی طرف جاتی تھی اور محافظ جوانوں کو روکنے کا ارادہ کرلیا اب دیر کرنے کا وقت نہ تھا۔ عباس خان نے تلسی بائی سے اپنا ہاتھ تلوار والے ہاتھ سے ہٹانے کے لئے اور اپنی

پیٹی کو مضبوطی سے پکڑنے کو کہا تب انہوں نے دشمنوں پر حملہ کیا جیسے ہی وہ قریب آئے ایک ہاتھ ڈھال پر پڑا۔ اور دوسرا اس کے ہیلمٹ پر وہ اسے روک نہ پائے انہوں نے دشمنو پر حملہ کرکے ان کو بھگایا وہ ان کا پیچھا کرنے سے گھبرائے۔ تھوڑی دیر میں وہ اسے اس کے باپ کے گھر لے آئے۔ جہاں کچھ عرصہ بعد وہ راجپوت لڑکی بیاہی گئی۔ تلسی بائی کا باپ آسانی سے تیار ہو گیا کیونکہ وہ اسے بچا نہیں سکا تھا اور اس کی بیٹی اس کو بہت پیاری تھی اور اس کے دل میں خواہش تھی کہ اپنی بیٹی کو اس مجبوری سے بچائے جو ہندوستانی بیواؤں پر گذرتی ہے۔ اور جو اپنے شوہر کے مرنے پر جلائی جاتی ہیں۔ عباس خان نے پہلے ہی جنگ میں اپنی بہادری اور جنگی کارناموں سے شہنشاہِ اکبر کا دل جیت لیا تھا۔ اور یقیناً اس واقعہ میں بھی جو ستی ہونے سے بچایا تھا اور ایک راجپوت بیوی سے شادی کرنے سے ان دونوں وجوہات سے انہوں نے اپنے آپ کو اکبر کی شاہی تدابیر میں شامل کرلیا اور شہنشاہِ اکبر کی ہمدردیاں حاصل کرلی تھیں جن کا کہ بہت مغل سردار کوشاں تھے اس کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے شہنشاہ کی مرضی سے بہت سے تمغات حاصل کئے اور اسی وقت ایک بڑے جنرل بنائے گئے اور زیادہ قابلِ یقین درباری۔

تذکرہ جنابِ ناھر خان نبیرہ مُورث اعلیٰ

جناب ناہر خان مورثِ اعلیٰ جناب دیوان محمد عباس خان کے پوتے اور جناب دیوان دولت خان کے بیٹے تھے۔ جناب رحمت خان اور جناب رحیم خان کے بھائی تھے مغل امراء کے دور میں جناب ناہر خان تین ہزار یک ہزار سوار کے منصب دار تھے اور شاہجہانپور سے دہلی منتقل ہو گئے تھے اور سکونت اختیار کرکے کوچہ ناہر خان آباد کیا تھا جو آج بھی کوچہ ناہر خان کے نام سے آباد ہے۔

ناہر خان کو اورنگ زیب عالمگیر شاہ ہند کی جانب سے شاہیان کا خطاب عطا ہوا
تھا جو ۱۸۵۷ء تک قائم رہا۔ اس کے بعد اورنگ زیب نے ان کو بدایوں منتقل کر دیا
۱۳۴۹ھ بمطابق ۱۹۳۰ء میں جناب محمد عبدالحکیم خاں صاحب نے ایک کتاب "جبین نیاز"
یعنی ترجمہ نماز لکھی۔ اپنی کتاب میں تعارف کے عنوان سے لکھا۔

تعارف

اَللّٰہُ لَا سِوَاہُ۔ اللہ رب العزت جل جلالہ کا ارشاد ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَجَعَلْنٰکُمْ
شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا (سورۂ حجرات) اور ہم نے بنائیں تمہاری نسلیں اور قومیں
کہ تم آپس میں تعارف پیدا کرو۔

اگر میں ارشاد رب العزت لِتَعَارَفُوْا کے تحت کچھ عرض کروں تو بے جا نہ
ہو گا۔ میرے باپ دادا بادشاہ نہ تھے میں تو فقیر زادہ ہوں میرے مورث اعلیٰ دیوان عباس
خان جنکی نسل کرلانی اور قوم دلازاک ہے شاہ جہانگیر اور شاہ جہاں بادشاہ کے درباریوں
میں تھے انہوں نے عہد شاہجہاں میں اپنی سکونت کے لئے یہ قصبہ شاہجہانپور آباد کیا
یہیں ان کا مقبرہ بھی ہے ان کے بعد ان کے بڑے بیٹے دیوان دولت خان کو ان کا
منصب ملا۔ ان کے آٹھ بیٹے تھے جن میں سے ایک لاولد گذرے اور باقی سات بیٹوں
کی اولاد کے سات خاندان شاہجہانپور میں زمینداری کی حیثیت سے آباد ہیں۔ ان
میں سے ایک خاندان اکبر شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد شہزادوں کے نام سے مشہور
ہے۔ خدا کی شان فقیر کی اولاد اور شہزادہ کہلائیں۔ اللہ اکبر (خدایا اپنی رحمت سے عقبیٰ
میں بھی سرخ رو کیجیو۔ آمین) دادا عباس خاں کے ایک بیٹے کی اولاد شاہجہانپور کے قریب
رسول آباد عرف ناپنور میں آباد ہے اور ایک بیٹے کی اولاد کا دلازاک خاندان شہر
شاہجہانپور (روہیل کھنڈ) میں ہے۔ نیز قصبہ شاہجہانپور کے بعض بزرگ بہار واڑلیہ
ہگلی وغیرہ مقامات میں حکومت کے عہدوں پر ممتاز تھے وہ وہیں رہے۔ نہیں معلوم
ان کے سلسلہ باقی ہیں یا نہیں۔ کرلانی نسل کی قوموں میں سے سوائے ملک میری
قوم کے آفریدی، خٹک دلازاک ہندوستان میں بہت جگہ ملتے ہیں۔ دیوان عباس خان

کی اولاد یعنی ہمارے جد دلازاک خاندان کے علاوہ ایک دلازاک خاندان الہ آباد
اور ایک دلازاک خاندان راجپوتانہ میں جاگیرداری کی عزت رکھتا ہے۔ لیکن دلازاک قوم
کے جسقدر خاندان ہندوستان میں ہیں ان میں سے سب سے زیادہ معظم و محترم و مکرم
و معزز خاندان تاجدار و فرماں روائے ریاست بھوپال کا ہے اللہ تعالیٰ نے اس مبارک
خاندان کے لئے اس وقت تک نہ صرف امارت و ریاست بلکہ تاجداری و فرماں روائی
کی عزت و شرافت اپنے فضل سے قائم رکھی ہے۔ مالک الملک اپنی رحمت سے ان کے
دولت و اقبال میں دن دونی رات چوگنی ترقی و برکت عطا فرمائے اس حامی اسلام
دلازاک خاندان کے سردار اور ریاست بھوپال کے فرماں روا و تاجدار کے لئے خدا
سے وہی دعا ہے جو حضرت غالب مجھ سے بہت پہلے لکھ گئے۔

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن ہزار برس

خدایا قبول فرما۔ (آمین۔

بندۂ مسکین محمدی شہزادہ محمد عبدالحکیم خاں کرلانی۔

مولانا محمد عبدالحکیم خاں صاحب مرحوم

یہیں مولانا محمد عبدالحکیم خان صاحب مرحوم کے بارے میں ذکر کر دوں۔ آپ
منشی عبدالرزاق خاں شہزادگان کے صاحبزادے تھے تقریباً ۱۸۷۰ء کے قریب پیدائش ہوئی
اور ۱۹۶۷ء میں الہ آباد میں انتقال ہوا۔ اور تدفین بھی وہیں الہ آباد میں ہوئی عمر
کا زیادہ حصہ گنج مراد آباد میں گذرا۔ جہاں ان کی دوسری شادی ہوئی تھی تقریباً ۱۹۵۶ء
میں شاہجہانپور واپسی ہوئی اور ۸۔۹ سال گزار کر الہ آباد تشریف لے گئے تھے
آپ کی دوسری شادی گنج مراد آباد میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آباد

کی پوتی سے ہوئی تھی صاحب تفسیر القرآن تھے ترجمہ نماز کی ایک کتاب "جبینِ نیاز" ۱۹۳۰ء میں شائع کی۔ بہت تصانیف تحریر فرمائیں۔

صاحب بیعت بزرگ تھے سلسلہ میں مولانا فضل الرحمان صاحب گنج مرادآبادی تھے چار بیٹیاں وارث چھوڑیں دو کی شادی خاندان میں ایک کی شادی آگرہ میں اور ایک کی شادی ہوکر پاکستان چلی گئیں اولا نرینہ نہ تھی۔

جناب منشی مولانا محمد عبدالحکیم خاں صاحب کے تعارف کے مضمون سے واضح ہوگیا کہ دادا عباس کی نسل سے کوئی خاندان دلازاک قصبہ شاہجہاںپور۔ رسول آباد ناںپور ہگلی نزد کلکتہ شہر شاہجہاںپور کے علاوہ کہیں نہیں ہے اور یہ کہ نہار خان کے تین بیٹے تھے غلام محمد خان، غلام حسین خان، اور غلام علی خان جو شاہجہاںپور کے زمیندار تھے اور اپنے والد ناہر خان کے ترکہ باغات کے مالک تھے اور یہ بات ان مہر شدہ دستاویزات سے ثابت ہے جو غلام محمد خان، غلام حسین خان اور غلام علی خان نے گروی نامہ کی حیثیت سے لکھے ہیں اور میرے پاس ہیں جنکو نقل کرکے ان کا مفہوم بھی ساتھ میں بیان کیا ہے اور ان کی نقلیں اسمیں تذکرہ کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔

اِن دستاویزات اور مولانا عبدالحکیم خان صاحب شہزادگان کے بیان کی وجہ سے کوئی ثبوت اس بات کا نہیں ملتا کہ جس سے یہ مان لیا جائے کہ الٰہ آباد میں آباد دلازاک خاندان کا تعلق شاہجہاںپور میں آباد دلازاک مورثِ اعلیٰ جنابِ دیوان عباس خان کی نسل سے ہے۔ اور فتح محمدؒ خاں ناہر خاں کی اولاد میں ہیں۔

میرے عزیز جناب محمد عمران خاں پسر جناب مولانا محمد عثمان خاں رحمانی شہزادگان نے الٰہ آباد (مانڈو) میں آباد دلازاک خاندان کے سلسلہ میں ایک شجرۂ نسب مجھے یہ کہکر دیا کہ یہ خاندان مانڈو الٰہ آباد میں ہے آباد ہے اس کے ایک بزرگ جناب محمد فیاض خان صاحب الٰہ آباد سے تبادلہ ہوکر بحیثیت رجسٹرار میرٹھ کچہری میں آگئے تھے اور اس عہدے پر فائز ہوتے ہوئے شہر میں سکونت اختیار کرلی ان کے دو بیٹے محمد نوشاد خان اور محمد ندیم خان میرٹھ کچہری میں وکالت کرتے ہیں اور ایک

کمپیوٹر انجینئر ہیں چوتھے محمد مہتاب خان کے سلسلے میں علم نہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں اس سلسلہ میں میری محمد عمران خان سے کافی بات چیت ہوئی مگر میں اس سلسلہ میں مطمئن نہیں ہو پایا کہ اس شجرہ سے بقول مولانا محمد عبدالحکیم خان صاحب اور ان دستاویزات کی تحریر کی وجہ سے مجھے تذبذب رہا ہے۔ بہرحال یہ شجرہ بھی پیش ہے۔ یہ عباس خان کی اولاد نہیں ہیں۔

مورثِ اعلیٰ جنابِ دیوان عباسؒ خان

دیوان دولت خان — محمد جنید خان — محمد خان — دلاور خان

محمد انور خان — محمد عنایت خاں — صلابت خان — راحت خان — رحمت خان — رحیم خان — ناہر خان — مرزا خان — مصری خان

محمد فتح خان

بچو خان — فرجام خان — رنمست خان

محمود خاں — رحمٰن خان — یعقوب خان — کرامت خان

انور خان — مقصود خان

مظہر خان — اصغر خاں — حیات اللہ خان — رمضان خان — مو بیدار خان — شہادت خان — فتح اللہ خان

منور خان — مے بخان — محمد یار خان — سلیم خان — رفیق خان — حبیب خان — حسن خاں

الٰہ آباد سے رجسٹرار تقرر میرٹھ ہوا ← محمد فیاض خان

محمد نوشاد خان — محمد شاداب خان — محمد ندیم خان — محمد مہتاب خان

سلیم خان — بھلا خان — خلیق احمد خان — ڈھکو خان

فتح احمد خان — سراج احمد خان — اسراج احمد خان — اظہار احمد خان — گلو خان

اختر خان — سرفراز خان — فتح یار خان — حشمت اللہ خان — ثناء اللہ خان

مجیب خان — شمیم خان — نجیب خان — ندیم خان

ریاض خان — منہاج خان — نشن خان — ارشاد خان — جاوید خان عرف گوگا خان

نوٹ: جن ناموں کے نیچے ○ نشان ہیں ان کا سلسلہ دستیاب نہیں ہے بقول محمد نوشاد خان ایڈووکیٹ کچہری میرٹھ خاندان کا ایک گھرانا شاستری نگر جے پور میں آباد ہے لیکن رابطہ قائم نہیں۔ رفیق خان عالم باغ لکھنؤ چلے گئے۔ اسلئے رابطہ قائم نہیں ہے۔

منکہ غلام محمد خان ولد ناہر خان زمیندار موضع شاہجہانپور افغان ام جوکہ موازی ہشت و پنج تھانولہ درخت انبہ از باغ پدر خود کہ بلا مشارکت آمدنی در تصرف مالکانہ خود داشتم و حق با مقر بود و سابق از ایں تحریر باغ مذکور بعوض شش رو پیہ بدست رنباز خان ولد کالیخان گروی داشتہ بودم و بار دیگر مبلغ شانزدہ روپیہ از خانشار را ہبہ بر ہمہ درختان منظور گرفتہ بودم والحال بار سویم مبلغ نوزدہ روپیہ بر ہماں درختاں باغ مذکور بطریق قرض گرفتہ جملہ مبلغ ہر سہ دفع مبلغ یکصد و یک روپیہ بر ہماں باغ قرض شدہ و مبلغ تمام و دام درہم گرفتہ در قبض و تصرف خود اوردم برایں اقرار تاکہ مبلغ تمام و دام و درم ادانکنم از ثمر باغ مسطور کہ مرا نو خود مزاحم و معترض نشدم و بطوع و رغبت خود ما بندہ ثمر باغ مذکور بہ خانشار را ہبہ نمودہ ام اگر با ماحال از ثمر باغ مزاحم شوم و یا حجت نصفی ثمر درمیان آرم باطل و دروغی باشم تاکہ مبلغ مسطور دام درم ادانکنم از ثمر باغ مذکور مزاحمت نہ رسانم کسے را مزاحم شدن ندہم و ہر دو تمسک مانزد خانشار الیہ ہستند بنا براین چند کلمہ بطریق گروی نامہ باغ نوشتہ دادہ شد۔

باقرار غلام محمد خان گواہی

مہر — محمد انیس ۲۱۵۶

گواہ شد حمایت خان

علامت دستخط غلام محمد خان

انچہ درین نوشتہ می دارید

گواہ رحمت خان ولد میر داد خان

بابت دفعہ سوئم بموجب اٹھیں تمسک تحریر پنجم شہر شعبان سنہ احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی

مفہوم: منکہ غلام محمد خاں ولد ناہر خان زمیندار موضع شاہ جہاں پور افغان ہوں جوکہ ۱۳ رتھانولہ کے بعد نولے ریختیا۔

سابق بابت تمسک اول تحریر
تاریخ ۱۹ رجمادی الاول ۱۲۸۵ھ

درخت آم کے اپنے والد کے باغ کہ بلا شرکت کسی
دوسرے کے آمدنی خرچہ اپنے میں رکھتا رہا ہوں
میں مقر حقدار ہوں اور اس تحریر کے ذریعہ سے
روپیہ ربناز خان ولد کالے خاں کے گروی رکھ دیا ہے
اور دوسری بار لعہ ر روپیہ خریدار سے کل درختوں
پر لے لیا ہے اور تیسری بار لعہ روپیہ جملہ
درختوں پر قرض لیا ہے ہر تین بار مبلغ ایک سو روپیہ
کل باغ پر قرض ہوا اور تمام رقم لے کر اپنے
خرچ میں اس اقرار کے ذریعہ لیا تاکہ اگر تمام روپیہ
میں رکھ لوں اور ادا نہ کروں تو باغ کے بہار میں
مزاحمت نہ کروں اور اعتراض نہ کروں خریدار سے
کہ میں نے ہبہ کر دیا ہے اگر میں باغ کے پھلوں
میں مزاحمت کروں اور آدھے پھلوں کا مطالبہ
کروں تو غلط اور جھوٹا ہوگا۔ جبتک تحریر کردہ رقم
ادا نہ کروں باغ کے پھلوں میں مزاحمت کا حقدار نہ
ہوں گا۔ اور کسی کو بھی مزاحمت کا حق نہیں ہے
کہ یہ دونوں دستاویزات تمسک اپنے پاس رکھیں
اسوجہ سے یہ چند کلمات بطور گروی نامہ باغ لکھ کر
دے دیا۔

رقم دوم بابت تمسک تحریر تاریخ
۲۴ رجمادی الاول ۱۲۸۶ھ

نوٹ:۔ یہ دستاویز تمسک اصل بھی میرے پاس
ہے جو صاحب دیکھنا چاہیں دیکھیں۔

مرغوب احمد خاں

منکہ غلام محمد و غلام حسین و غلام علی پسران ناہر خان
زمیندار موضع شاہجہانپور عملہ و پرگنہ ہاپوڑ ام جو کہ نوزدہ سھا
نولہ درختان انبہ با مقابلہ شصت و پنج روپیہ بدست نعمت خان
فروخت ایم و مبلغ مذکور در تخت و تصرف خود آوردہ ایم اقرار
می خانیم کہ درختانِ مذکور را استادہ دارند با بریدہ نہ نمایند
اختیار خریدار است و اگر از ۳ کس برادران کسے حجت نماید
باطل است بنا بر ایں چند کلمہ بطریق تمسک نوشتہ دادیم احتیاطً
حال بکار آید۔ تحریر فی التاریخ نہم شہر ربیع الثانی۔

محمد شاری قلم

العبد غلام علی (دستخط اردو)
العبد غلام محمد (دستخط اردو)
العبد غلام حسین (دستخط اردو)
گواہ شد حسین ولد ...
گواہ شد علی ... خان
بموجب اقرار غلام محمد
مہر گواہان نمونہ دستخط

مہر گواہی نمونہ

ترجمہ:۔ منکہ غلام محمد و غلام حسین و غلام علی پسران ناہر خان
زمیندار موضع شاہجہانپور عملہ و پرگنہ ہاپوڑ کے ہیں جو کہ ۱۹ ار
تھا نوے آم کے درختوں کے بالعوض مبلغ ۶۵ روپیہ بدست
(ہاتھ) نعمت خان کے فروخت کر دیئے۔ اور روپیہ اپنے
خرچہ میں لے لیا اور اقرار کرتے ہیں درختانِ مذکور کو کھڑے
رکھیگا (خدمت کرے گا) خراب وضائع نہیں کرے گا۔ خریدار
کو حق حاصل ہے کہ اگر تینوں میں سے کوئی بھی اعتراض کرے
غلط ہے۔ اسلئے یہ چند کلمہ تمسک کے طور پر لکھدئے کہ احتیاطاً
کام آئیں۔ تاریخ تحریر ۹ ربیع الثانی۔

(دستخط)

نوٹ:۔ اسکی اصل تحریر میرے پاس ہے کوئی صاحب دیکھنا چاہیں
بخوشی دیکھیں۔

مرغوب احمد خان

موضع شاہجہانپور
کی
چند مقتدر ہستیاں

موضع شاہجہانپور میں قریب قریب ہر خاندان میں پڑھے لکھے لوگ ہو گذرے ہیں جنکی قابلیت میں کوئی شک وشبہ نہیں کچھ لوگ ایسے بھی گذرے ہیں جو صرف اپنے ہی خاندان میں نہیں بلکہ دیگر خاندانوں میں بھی اپنے اثرات رکھتے تھے۔ اور پوری بستی کے لوگ انکی عزت واحترام کرتے تھے اور ان کا بستی میں ایک خاص مقام رہا ہے۔

ان میں سے کچھ کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں میری عمر کے لحاظ سے جن بزرگوں کو میں نے دیکھا ہے وہ سب ہستیاں قابلِ احترام رہی ہیں۔ ان میں میرے خاندان مصری خیل کے جناب الحاج محمد الہام اللہ خان، حکیم محمد اسلام اللہ خان، جناب خانصاحب محمد شیر زماں خان، جناب وجاہت اللہ خان وجناب ریاست اللہ خان، رحمت خیل کے جناب منشی عبدالکریم خان جناب حافظ عظیم داد خان، عنایت خیل کے جناب محمد فیروز مند خان وان کے تایا محمد دانشمند خان، جناب مصداق احمد خان، جناب محمد ارجمند خان جناب حکیم مولانا محمد فائق خان، سادھو خیل کے جناب کفایت اللہ خان اور شہزادگان کے جناب منشی محمد یحیٰ خان جناب حاجی عبدالحیٔ خان جناب حافظ محمد منشا خان جناب مولانا محمد عثمان خان جناب حاجی حبیب الرحمن خان، جناب مولوی داؤد خان، جناب مولانا محمد مجتبیٰ خان، جناب مولانا عبدالحکیم خان، ایسے حضرات گذرے ہیں جو اپنی جگہ اپنا مقام رکھتے تھے۔ ان حضرات میں آج کوئی بھی حیات نہیں لیکن یہ سب ایسے ہیں کہ جن کا نام آئندہ لیا جاتا رہے گا اور ان کو ہر دور میں حالات کے ساتھ یاد کیا جاتا رہے گا۔

مرغوب احمد خان خلف مشکور احمد خان
شاہجہانپور، ضلع میرٹھ

محمد الہام اللہ خاں بعہد شباب

محمد الہام اللہ خاں بعمر بزرگی

الحاج محمد الہام اللہ خان

آپ کا تعلق مصری خیل سے ہے محمد زکریا خان کے بیٹے تھے آپ نے ابتدائی تعلیم بستی کے مدرسہ میں اسکے بعد موانہ گورنمنٹ ہائی اسکول میں پائی اس زمانہ میں بورڈ کے امتحانات آگرہ جاکر دینا ہوتا تھا تعلیم سے فارغ ہوکر آپ موانہ گورنمنٹ کالج میں ٹیچر بھی رہے اور وہاں سے ملازمت چھوڑکر برٹش آرمی میں سپلائی محکمہ میں سپلائی آفیسر کی حیثیت سے ایران فرسٹ ورلڈ وار میں پوسٹنگ ہوئی اور ایران چلے گئے۔ جہاں ملٹری میں بہتر ریکارڈ کی وجہ سے تمغات حاصل کئے۔ وہاں سے واپسی پر ملازمت چھوڑ دی۔ اور میرٹھ میں آنریبل مجسٹریٹ ہو گئے پھر مجسٹریٹی سے استعفیٰ دے کر کانگریس جوائن کر لی اور پردیش کانگریس کمیٹی میں نائب صدر اور ضلع کانگریس کمیٹی میں صدر منتخب ہوئے۔ مولانا آزاد۔ جواہر لال نہرو۔ مولانا حسین احمد مدنی سے خصوصی قرابت رہی۔ ۱۹۴۳ء میں کلکٹر میرٹھ مسٹر کاٹلی نے اریسٹ کرا کر جیل بھیج دیا۔ اس نے الزام لگایا تھا اسکے بعد چودھری چرن سنگھ، کیلاش پرکاش، قاضی نجم الدین، پنڈت خوشی رام شرما، حاجی لطف علی، مولوی اسد اللہ خان کے ساتھ ایک ہی بارگ میں جیل میں رہے اسکے بعد بھی ایک بار کانگریس کے آندولن میں شرکت کی وجہ سے جیل گئے۔ آزادئ ہند کے بعد ضلع پریشد کے چیرمین رہے اور آخر میں پبلک سروس کمیشن کے نائب چیرمین اور دیگر فلاحی کمیٹیوں کے ممبر رہکر اپنے کاروبار نرسری میں لگ گئے ایک اعلیٰ قسم کی نرسری "منگی فرا نرسری" کے نام سے قائم کی اور اعلیٰ اقسام انبہ، آڑو امرود بیری، ناسپاتی، لیچی و دیگر پودے تیار کراتے اور سپلائی کرتے رہے آم کی ڈیڑھ سو سے زائد قسمیں آپ کی نرسری میں تھیں۔

۱۹۷۰ء میں آپ حج بیت اللہ شریف کیلئے تشریف لے گئے میرے والد اور آپ ماموں پھوپی کے بھائی تھے اسطرح میری والدہ کے محرم ہونے کی وجہ سے

مکان نشست محمد الہام اللہ خاں و مسجد

حکیم محمد اسلام اللہ خاں
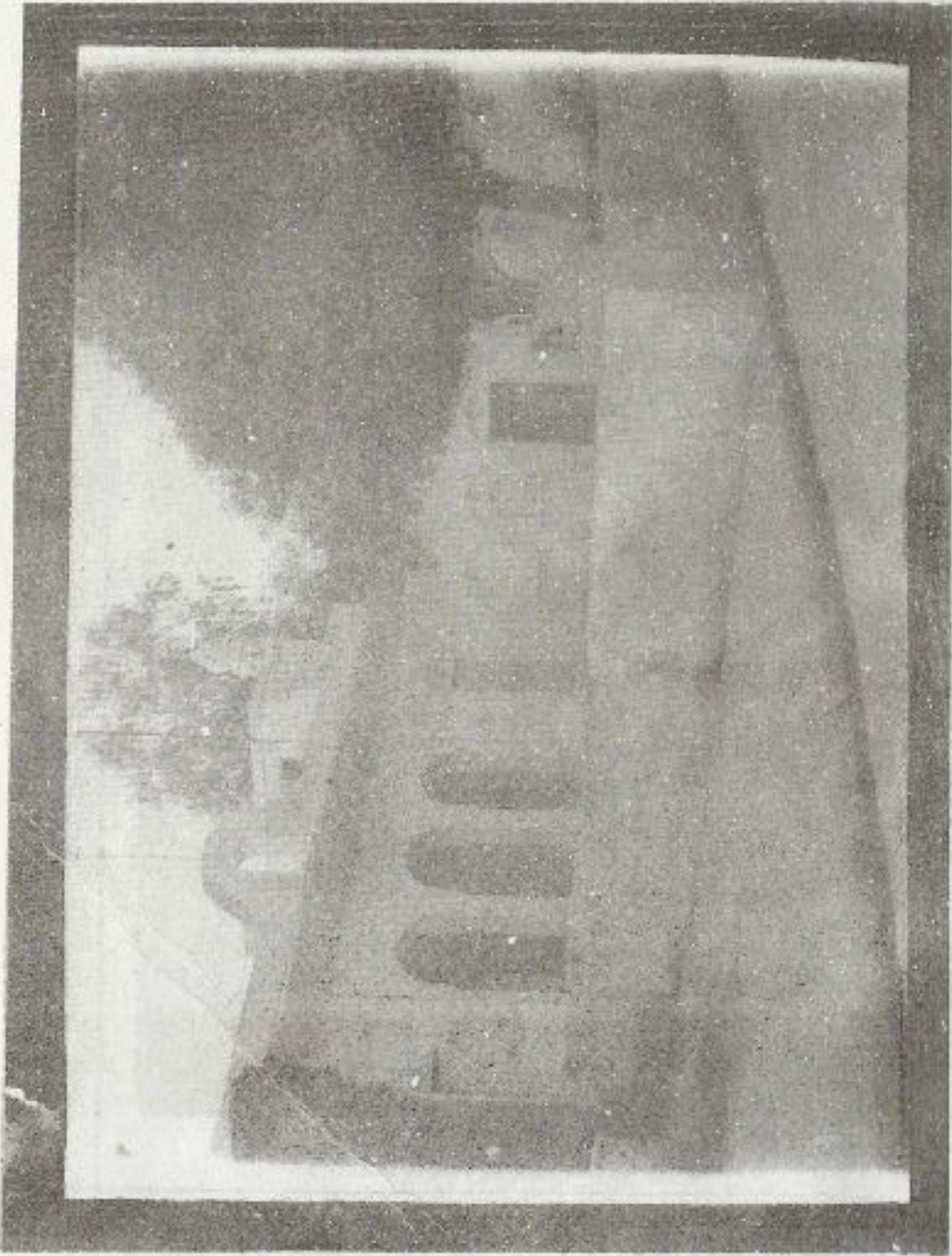
آپ کے ساتھ حج کو گئی تھیں آپ اور میری والدہ فریضۂ حج سے فارغ ہوکر بسلامت واپس آئے۔ آپ جنگ آزادی میں سرگرم رہے اس لئے ستونتر تاسینانیوں میں شمار ہوتا ہے

ایک بات اور عرض کردوں کہ ۱۹۴۶ء کے شاہجہانپور کے ہنگامے کے بعد کانگریس کے کئی لوگوں کے دباؤ کے باوجود اپنے گاؤں اپنے لوگوں کا ساتھ دیا اور ایک ذمہ دار کانگریسی کی حیثیت سے مقدمہ میں بیانات دیئے جبکہ مردولا سارا بائی جیسی کانگریسی نے آپ کو وزارت کا بھی لالچ دیا۔ دیگر کانگریسیوں نے بھی۔

ہندوستان کے آزاد ہونے کے بعد۔ یوپی میں پنچایت راج قائم ہوا تو بستی میں پہلے پردھان آپ ہی ہوئے اور اپنے پردھانی کے دور میں گاؤں میں صفائی اور روشنی کا معقول انتظام کیا جبکہ اُس دور میں بستی میں بجلی نہیں تھی بلکہ لالٹین ضروری جگہوں پر لگوا کر شام کو روشنی جلانے اور صبح کو گل کرنے کا انتظام رکھا۔ حدیہ کہ آپ کو راستہ میں گذرتے ہوئے اینٹ روڑہ راستہ میں نظر آتا تو بیت سے یا پیر سے ایک طرف کرتے ہوئے گذرتے تھے۔ ان کا مزاج انتہائی صفائی پسند تھا۔ انتہا درجہ کے مہمان نواز تھے روزآنہ ایک دو چار مہمان آپکے پاس آتے رہتے تھے خصوصیت سے آم کی فصل کے زمانہ میں یہ سلسلہ بہت بڑھ جاتا تھا۔ آپ کے پردھانی کے دور کو آج بھی یاد کیا جاتا ہے اس وقت ابتدائی پردھانی تھی۔ ذرائع آمدنی پنچایت کے پاس محدود اسکے باوجود جو بھی آمدنی تھی سب گاؤں کی ضروریات پر خرچ ہوتی تھی۔ اسکے بعد موجودہ دور میں موجودہ پردھان جناب ڈاکٹر ظفر اللہ خان نے اس سے پہلے دور کی یاد کو گاؤں میں بہت سے کام کرا کے تازہ کردی۔ صفائی کے علاوہ گاؤں میں بیشتر تعمیری کام کرائے ہیں۔ اور بھی بہت کچھ۔ جن کا ذکر آگے آئے گا۔

حج بیت اللہ شریف سے واپسی کے بعد آپ نے سکون و آرام سے زندگی گذاری اور کاروبار اپنے پوتوں کے سپرد کردیا اور پوتوں نے (مجاہد اللہ خان، جمشید عالم خان) اپنے کاروبار کو سنبھالا ہے چونکہ انکے بیٹے جناب صمد اللہ خان کا انتقال ہوچکا تھا۔ آپ نے ۱۱ر نومبر ۱۹۷۸ء میں ایک ڈیڑھ ماہ کی علالت کے بعد وفات پائی۔

جناب حکیم محمد اسلام اللہ خان

آپ کا شمار وقت کے حاذق حکیموں میں ہوتا ہے آپکی پیدائش ۱۸۹۶ء کو ہوئی آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی بستی میں پائی اور حکمت اپنے والد جناب حکیم حکیم اللہ خانصاحب کے زیر نگرانی حاصل کی اپنے وقت کے قابل حکیم تھے ۔ اپنی بستی میں مطب قائم کرکے اپنی زندگی اپنی بستی کے اور نواحی مواضعات کے لوگوں کی خدمت کرتے ہوئے گذاری اور دُور دُور تک نام پیدا کیا دُور دراز سے مایوس مریض آپ کے پاس آتے تھے اور علاج کرا کر شفایاب ہوتے تھے اگر کسی سے اختلاف بھی ہوا اور اس کا کوئی مریض آپ کے پاس لایا گیا تو اس کا علاج بہت توجہ سے کرتے تھے اور اللہ کے فضل وکرم سے مریض شفایاب ہوتا تھا جسکی مثال آج بھی بستی میں محسن اختر خان ہے اور ماشاء اللہ خوب تندرست و توانا ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ محسن اختر خان کے والد عبد الصبور خاں سے کچھ اختلاف ہو گیا جسکے نتیجہ میں نوبت مقدمہ بازی تک کی پہنچی ۔ اسی دور میں محسن اختر جو نو دس سال کی عمر میں تھے بیمار ہو گئے اور میرٹھ و دہلی تک بہت سے طبیبوں اور ڈاکٹروں کے زیر علاج رہکر لاعلاج قرار دیئے گئے ۔ کچھ لوگوں نے عبد الصبور خان کو سمجھایا کہ آپ اپنے حکیم محمد اسلام اللہ خان کا علاج کرائیں ۔ کافی تذبذب کے بعد بچے کو حکیم صاحب کے پاس لے گئے حکیم صاحب بہت خوش اخلاقی سے پیش آئے اور توجہ سے علاج شروع کیا اللہ کے فضل سے بچہ ٹھیک ہوتا گیا اور بالکل تندرست ہو گیا ۔ وہ بچہ جو ہر جگہ سے لاعلاج ہو گیا تھا اللہ کے فضل سے حکیم صاحب کے علاج سے ٹھیک ہوا آپ کی قابلیت اور اپنے پیشہ میں ماہر ہونے کی آج بھی زندہ مثال ہے ۔

حکیم صاحب مرحوم شکار کے بہت شوقین تھے لائسنسی بارہ بور بندوق آپ کے پاس تھی اور کیفیت یہ تھی کہ ایک ایک ماہ شکار میں رہتے تھے موضع اغوان پور جوشاہجہانپور سے تقریباً ۱۸ میل شمال میں ہے قیام کرکے اپنا شکار کا شوق پورا

کرتے تھے اس قیام میں اپنا فرض جو حکمت سے متعلق تھا پورا کرتے تھے اکثر ایسا بھی ہوا کہ شکار کے قیام میں زیادہ وقت صرف ہوا اور گھر سے آدمی بھیجکر آپ کو بلایا گیا ۔

حکیم صاحب کے چار بیٹے تھے گو یہ شوق چاروں کو ہی ورثہ میں ملا تھا مگر سب سے چھوٹے بیٹے جناب ساجد اسلام خان کو شوق انتہا کو پہنچ گیا تھا اور یہ کیفیت تھی کہ شکار پر پابندی اور بے حساب سختی کے باوجود ان کا شکار جاری رہا ۔

حکیم صاحب اپنے آپ میں صاحب حیثیت اور صاحب جائیداد تھے باغات سے بہت شوق تھا کافی اچھے اور اقسام کے باغات نصب کرکے پرورش کئے اور ان سے فیضیاب ہوئے اور اپنی جائیداد میں اضافہ کرکے وارثان کے لئے چھوڑی ۔

تقسیم ہند اور پاکستان کے قیام کے بعد آپ پاکستان چلے گئے تھے اور وہاں کے حالات کی ناپسندیدگی کی وجہ سے واپس چلے آئے اور واپس آنے پر سخت پریشانیوں میں مبتلا ہوئے مگر حوصلہ اور قابلیت دونوں کی وجہ سے عرصۂ دراز تک حکومتِ وقت سے شہریت حاصل کرنے کے لئے مقدمہ بازی کرتے رہے اپنے ذرائع اور خرچ کی وجہ سے حکومت اثر انداز نہ ہو سکی اپنی آخری عمر میں جدوجہد اور پریشانیوں کا مقابلہ کرتے رہے اور ۱۹۷۷ء میں وفات پائی ۔

جنابُ خانصاحب محمد شیر زماں خان

محمد شیر زماں خانصاحب بستی کے معروف لوگوں میں شمار میں آتے ہیں آپ ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے تعلیم اپنی بستی میں پائی چونکہ زمینداری کا سلسلہ تھا اسلئے حالات اچھے تھے زندگی عیش و عشرت میں گذاری قابل آدمی تھے اور حکّام رس تھے میرٹھ شہر میں خیر نگر میں پتھر والی مسجد کے قریب ایک بالائی کمرہ حاصل کرکے رہائش اختیار کی جو کہنے کو کمرہ کہلاتا تھا مگر اچھا خاصا کئی کمروں کا مکان تھا جو آج بھی انکے داماد عبد السلام صاحب

کے پاس ہے اور وہ اس میں رہائش اختیار کئے ہوئے ہیں۔

میرٹھ کے قیام میں آپ نے حکّام میں اثر ورسوخ قائم کیا اور شہر میں مسلم برادری میں کافی مقبولیت حاصل کی خصوصیت سے شہر کی گدّی برادری پر بہت اچھے اثرات قائم کئے یہ برادری میرٹھ میں بہت اثر رکھتی تھی اور خانصاحب کے اشارے پر سب کچھ کرنے کو تیار ہوتے تھے۔ آپ نے ایک موٹر گاڑی بنائی جو میرٹھ گڑھ مکتیشور چلا کرتی تھی انگریزی حکومت تھی اور اس دَور میں خانصاحب کا شہر میں طوطی بول رہا تھا حکومت نے متأثر ہو کر آپ کو "خانصاحب" کا خطاب دیا پھر آپ خانصاحب کے نام سے مشہور ہو گئے آپ بارعب پُروقار اور تندرست آدمی تھے ان کی شخصیت کا بھی سامنے والے پر زیادہ اثر پڑتا تھا شاہجہانپور کے رائٹ کیس میں آپ نے خصوصی طور حصّہ لیا۔

چونکہ شاہجہانپور میں زمیندارہ تھا سرکار زمینداران سے مالگزاری لیتی تھی اسکے باعث بستی میں تھوک وار نمبردار ہوا کرتے تھے جو گاؤں سے مالگزاری وصول کرکے تحصیل کے خزانہ میں جمع کرتے تھے اسلئے سرکار کی طرف سے آپ بھی اپنے تھوک میں نمبردار تھے غرضیکہ ایک مثالی زندگی گزار کر آپ نے ۱۹۵۸ء میں وفات پائی۔ بستی میں ایک راستہ شاہراہ خانصاحب محمد شیر زماں خان کے نام سے مشہور ہے۔

جناب وجاہت اللہ خان

آپکی پیدائش بستی شاہجہانپور میں ۱۸۹۷ء میں ہوئی آپ جناب انسپکٹر حمید اللہ خان کے صاحبزادہ تھے آپکی تعلیم علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ہوئی اس کے بعد آپ نے ڈپلومہ اُوَرسیری کینال روڑکی ضلع سہارنپور سے حاصل کیا۔ کینال ڈپارٹمنٹ بریلی میں آپ کی پہلی پوسٹنگ ہوئی اور تحصیل بنسا میں شاردا کینال پر شاردا ڈیم بنوانے میں آپ نے بڑی مستعدی سے ڈیوٹی انجام دی اور کارہائے نمایاں انجام دیئے اس ڈیم پر پتھر سن تعمیر کا لگا ہے
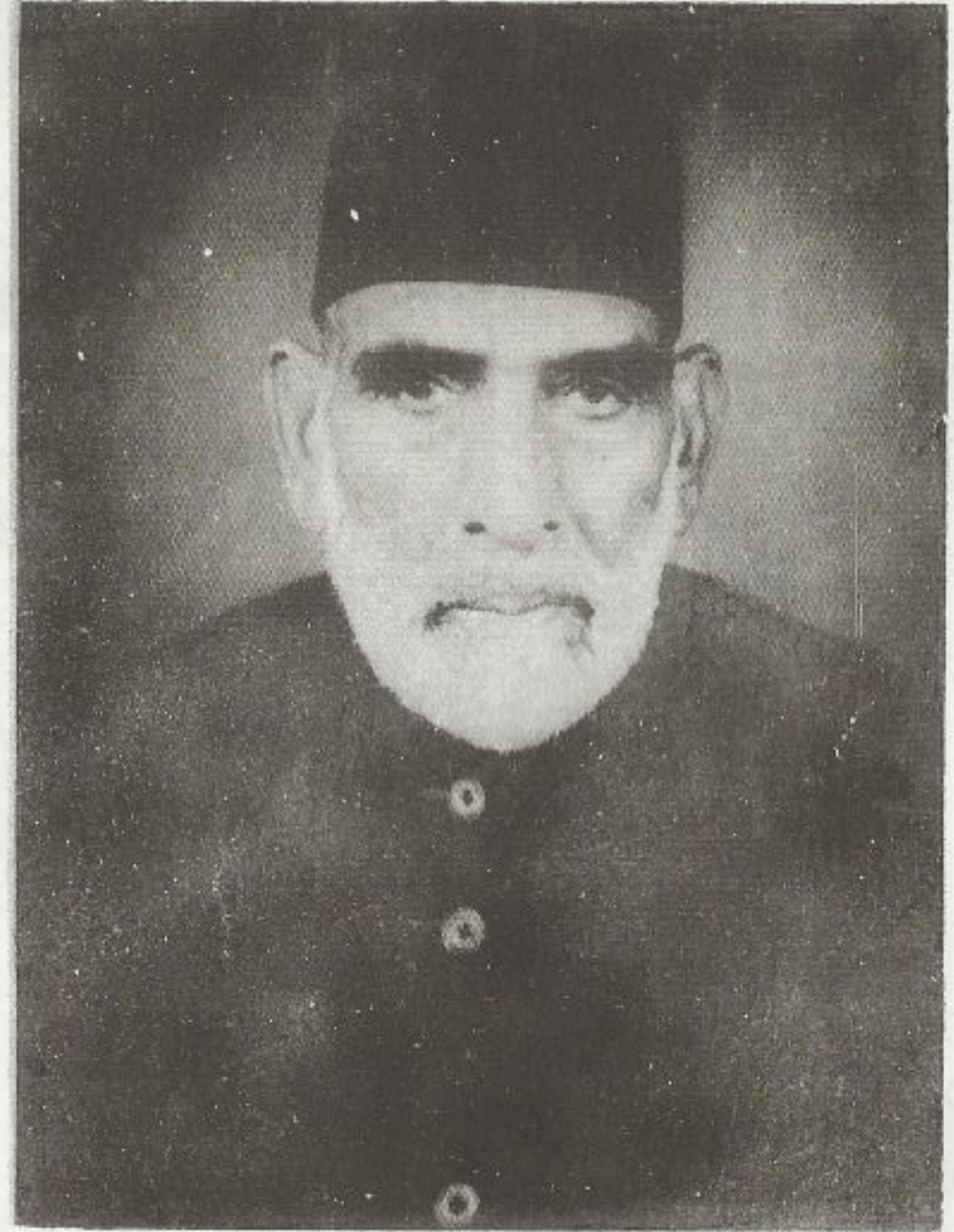
خانصاحب محمدؐ شیر زماں خاں

اس پران کا نام کندہ ہے وہاں سے ترقی کر کے ایس۔ ڈی۔ او کینال بنے سنہ ۱۹۴۰ء میں آپ ترقی کر کے ایگزیکٹیو انجینئر ہردوئی میں تعینات ہوئے وہاں سے سنہ ۱۹۴۵ء میں ایگزیکٹیو انجینئر سہارن پور کی حیثیت سے ٹرانسفر ہوا اور وہاں جوائن کیا۔

سنہ ۱۹۵۴ء میں آپ پاکستان چلے گئے اور وہاں سے اریگیشن منسٹری میں خرطوم گئے مسلسل بارہ سال وہاں رہکر اپنے چھوٹے بھائی ریاست اللہ خان کے پاس واپس کراچی پاکستان آگئے سنہ ۱۹۷۵ء میں کراچی میں انتقال ہو گیا۔

آپ کے چھوٹے بھائی جناب ریاست اللہ خان کی پیدائش سنہ ۱۹۱۱ء میں شاہجہانپور میں ہوئی۔ آپ کی تعلیم آپ کے بڑے بھائی وجاہت اللہ خان مذکور کے پاس بریلی میں ہوئی اور وہیں سے سنہ ۱۹۳۵ء میں بی۔ اے۔ پاس کیا اور سنہ ۱۹۳۷ء میں مراد آباد پولیس ٹریننگ کالج سے پی۔ ٹی۔ سی پاس کیا۔ پہلی تھانیداری کی پوسٹنگ میرٹھ میں ہوئی۔ اس کے بعد بلند شہر علیگڑھ۔ آگرہ و دیگر متعدد مقامات پر پوسٹنگ رہی اور سنہ ۱۹۴۸ء میں شہر سہارنپور میں بحیثیت شہر کوتوال پوسٹنگ ہوئی اور سہارن پور سے اڑکر پاکستان چلے گئے وہاں ایسٹ کراچی میں ایس۔ پی پولیس ہو گئے۔ ترقی کی تو ڈی۔ آئی۔ جی بن گئے اور پوسٹنگ کے آرڈر ڈھاکہ کے لئے ہوئے جو مشرقی پاکستان تھا ایک حصہ پاکستان سوئے قسمت ڈھاکہ جاکر ڈیوٹی جوائن کرنے سے پہلے ایکسیڈینٹ ہوا اور ٹانگ میں فریکچر ہو گیا اور ڈھاکہ نہ جاسکے کہ رٹائرمنٹ ہو گیا۔ اور سنہ ۱۹۸۴ء میں کراچی میں انتقال ہو گیا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ اللہ مغفرت فرمائے آمین۔

جناب منشی عبدالکریم خان

آپ مکھیا عبدالکریم خان کے نام سے اب بھی یاد کئے جاتے ہیں مکھیا کا منصب زمینداری کے دور میں ایسا ہی تھا جیسے آج پردھان کی حیثیت ہے۔ ——————

خصوصیت سے زمینداری کے زمانہ میں سرکاری کام تحصیل سے متعلق تکمیل دینا نمبردار کا کام ہوتا تھا اور پولس سے متعلق گاؤں میں کام کرنے کے لئے مکھیا ہوتا تھا پولیس جب بھی کسی واقعہ کی معلومات یا کسی ملزم کی تلاش میں گاؤں میں آتی تھی تو پہلے گاؤں میں آنے کے بعد مکھیا سے رابطہ قائم کرتی تھی مکھیا کی معاونت کے لئے اس دور میں گاؤں میں سرکاری ملازم کی حیثیت سے ایک چوکیدار ہوتا تھا جو آج بھی ہوتا ہے مکھیا کسی بھی وقت چوکیدار کو طلب کر کے تھانہ کو کوئی خبر اور پیغام بھیج سکتا تھا۔

مکھیا عبدالکریم خان صاحب اس سلسلہ میں ایک خاص مقام کے حامل تھے اسلئے کہ وہ چھوٹے موٹے گاؤں کے معاملات فریقین کو سمجھا بجھا کر یا ضرورت کے مطابق ڈانٹ ڈپٹ کے بعد گاؤں میں ہی ختم کرانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ پولیس تک جانے کی نوبت نہ آنے دیتے تھے۔

آپ نے کچھ زمانہ کانپور میں کتھ بنانے کے کارخانہ میں بھی ملازمت کی اور اس کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا قریبی موضع الوپ پور ڈبائی میں آپ ایک بڑے زمیندار کی حیثیت سے آراضیات کے مالک تھے جو وقت کے ساتھ کاشتکاران کے قبضہ میں جاکر ختم ہو گئیں اپنی بستی شاہجہانپور میں بھی اچھی حیثیت کے زمیندار تھے آپ نے اچھے حالات میں بستی میں باعزت زندگی گذاری۔ آپکا انتقال سنہ ۱۹۴۴ء میں ہوا

جناب حافظ عظیم داد خان

حافظ صاحب اپنے وقت کے علم دوست اصحاب میں تھے آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بستی میں پائی۔ آپ کے والد خود حافظ تھے اسلئے کلام پاک بہت ہی اوائل عمری میں ختم کر لیا اور حافظ کیا اور اپنے علم سے دیگر لوگوں کو بھی نوازا۔ آپنے کلام پاک حفظ کر کے اپنی بستی کی مساجد میں کلام پاک سنایا۔ کبھی آپ نے کلام پاک سنانے کے عوض

محمد دانشمند خاں

جناب ڈاکٹر محمد فیروز مند خاں

مساجد میں کوئی معاوضہ نہیں لیا جیسا کہ عموماً آج کے دور میں دستور سا بنا لیا گیا ہے۔ کہ مساجد میں حافظ کلام پاک سنانے کے عوض کچھ معاوضہ لینے کی امید رکھتے ہیں۔ اور قریب قریب ہر مسجد میں ماہِ رمضان میں تراویح پڑھانے کے عوض کچھ پیسے اور جوڑا وغیرہ دیا جاتا ہے۔

حافظ صاحب کو شاعری کا بھی شوق تھا گاؤں کے کچھ علم دوست حضرات مل جل کر مہینہ میں ایک روز مشاعرہ کی نشست بلایا کرتے تھے اور اپنے اپنے کلام سے اس محفلِ مشاعرہ کے سامعین کو لطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کیا کرتے تھے۔ اسمیں طرحی مشاعرہ بھی ہوتے تھے جن میں مصرعِ طرح حافظ صاحب کی طرف سے پیش کیا جاتا تھا۔ آپ "مشرب" تخلص فرماتے تھے۔ ان کی وفات سنہ ۱۹۶۰ء کے قریب ہوئی۔ حافظ صاحب کے اولاد نرینہ نہیں تھی ایک بیٹی ہے بیٹی کو انہوں نے اپنے طریقہ پر تعلیم دی تھی۔

جناب فیروز مند خان

جناب فیروز مند خان صاحب عنایت خیل سے تعلق رکھتے تھے آپ کی پیدائش یکم جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو ہوئی۔ جناب شفیق مند خان صاحب کے فرزند اور جناب حافظ دانشمند خان کے بھتیجے تھے آپ کے تایا دانشمند خان صاحب ریاست سہن پور ضلع بلندشہر میں راجہ سہن پور کے مشیرِ خاص تھے نظامِ ریاست آپ کے مشورہ پر چلتا تھا فیروز مند خان ۸ سال کی عمر میں اپنے تایا دانشمند خان کے پاس سہن پور چلے گئے اور وہیں اپنے تایا کے پاس تعلیم و تربیت پائی۔

ریاست کے راجہ کے بیٹے یعنی جانشینِ راجہ کنور صاحب کے ساتھ نشانہ بازی، گھوڑ سواری، پہلوانی اور فن لکڑی وغیرہ میں مہارت حاصل کی۔ سنہ ۱۹۱۶ء میں شاہجہانپور تشریف لے آئے اور اپنے زمینداری کے کام کو سنبھالا۔ کاشت کا

سلسلہ شروع کیا اور باغات لگائے موضع رسول آباد میں بھی کافی رقبہ زمینداری کا تھا اسمیں بھی باغ پرورش کیا یہ باغ نانپور سے فتح پور جانے والے راستہ پر ہے جہاں اب سڑک پختہ بن گئی ہے۔

۱۹۲۰ء میں آپ کی شادی ہوئی اور ۱۹۲۱ء میں ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی ان کا نام محمد اقبال مند خان رکھا اور اسی سال تحریکِ خلافت میں شرکت اختیار کرلی اور خلافتِ تحریک میں بہت دلچسپی سے حصہ لیا تو گورنمنٹ کی نظروں میں آگئے گورنمنٹ برطانیہ کے حکم پر تین لائسینسی اسلحہ ضبط کر لئے گئے اور آپ کے تایا دانشمند خان مرحوم نے جو بازار نخاسہ (بازار مویشی) ۱۶ رمئی ۱۹۱۸ء میں لگایا تھا اس کی اجازت منسوخ کردی اور جائیداد ضبطی کے احکامات صادر کر دیے گورا پلٹن کے پندرہ جوان مردانہ مکان کے سامنے تعینات کر دیئے گئے کہ فیروزمند خان کی نقل و حرکت پر نظر رکھیں۔

۱۹۳۰ء میں کانگریس میں رکنیت حاصل کرلی اور تین بار جیل گئے اور ملک آزاد ہونے کے بعد جب دورِ کانگریس میں جبل پور میں ہندو مسلم فساد ہوا اور مسلمانوں کے ساتھ دانستہ طور پر زیادتی ہونے لگی تو آپ نے کانگریس سے علیحدگی اختیار کرلی۔ ۱۹۷۰ء میں اپنی بیٹی سے ملنے پاکستان گئے جو قیامِ پاکستان کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ پاکستان چلی گئی تھیں اور ۸ رجون ۱۹۷۰ء کو لاہور میں بیٹی کے پاس حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے لاہور میں ہی کرشن نگر لاہور کے قبرستان میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ اللہ معفرت فرمائے آمین۔ بستی میں تالاب کے مغربی کنارے کے ساتھ چلنے والا راستہ بھی شاہراہ مجاہدِ آزادی محمد فیروزمند خان کے نام سے موسوم ہوئے آپ نے تحریک آزادی ہند میں حصہ لیا اور سوتنترتا سینانیوں میں اپنا خاص مقام رکھتے تھے

جنابُ مصداقُ احمد خان

جناب مصداق احمد خان کا خاندان عنایت خیل سے تعلق تھا آپ کے والد کا نام

امتیاز علی خان تھا آپ کی پیدائش تقریباً ۱۹۰۰ء کے آس پاس ہوئی آپ نے اپنے بستی کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی اپنے خاندان میں اچھے پڑھے لکھے لوگوں میں شمار تھا۔

جناب مصداق احمد خان ۱۹۲۱ء میں جب تحریکِ خلافت ملک میں زوروں پر تھی آپ بھی جناب فیروزمند خان کے ساتھ اس تحریک میں شامل ہو گئے اور تحریک میں اپنے چند اور ساتھیوں کے ساتھ حصہ لیا مثلاً اخلاق احمد خان وغیرہ ساتھ ہی اپنے زمینداری کے کام کو بھی انجام دیا اس کے بعد کانگریس میں شمولیت اختیار کی اور اس شرکت کے باعث جیل بھی گئے اور جب ملک آزاد ہوا۔ اور ملک میں کانگریس میں بھی ہندو صاحبان جو سیکولر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے ان میں تعصب پیدا ہونے لگا۔ جس کا اظہار جبل پور، گڈھ مکتیشور کے منظم فسادات سے ہوا تو آپ نے کانگریس سے علیحدگی اختیار کرلی اور اپنے کاروبار میں لگ گئے۔ آپ دُبلے پتلے آدمی تھے مگر صحت کے اعتبار سے بالکل ٹھیک۔ بینائی کی یہ کیفیت تھی کہ رات کو مٹی کے تیل کی ڈبیہ جو روشنی کے لئے جلائی جاتی تھی اسکی روشنی میں بغیر عینک (چشمہ) کے اخبار پڑھا کرتے تھے آپ کچھ عرصہ بیمار رہکر ۱۹۷۱ء میں انتقال کر گئے۔ اور اپنے قبرستان حضیرے میں دفن کئے گئے۔ آپ خاندان میں خصوصیت کے حامل تھے۔ مجاہد آزادی ہند تھے۔

جناب محمد ارجمند خان

آپ عنایت خیل کے محمد شفیق مند خاں صاحب کے چھوٹے بیٹے تھے آپ ۴ رستمبر ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم بستی کے مدرسہ میں اس کے بعد میرٹھ میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کے چچا محمد دانشمند خان خاندان کے بڑے حضرات میں شمار کئے جاتے تھے اور ریاست سہن پور ضلع بلند شہر کے راجہ کے خاص مشیر اور کارکن تھے۔ لہٰذا آپ نے بھی اپنا کافی وقت ان کے ساتھ گذارا۔ اور تعلیم و تربیت بھی حاصل کی۔

اس کے بعد جب مسلم لیگ ایک سیاسی جماعت کی حیثیت سے بمقابلہ کانگریس وجود میں آئی آپ نے مسلم لیگ میں شرکت کرلی اور گاؤں کے متعدد لوگوں مثلاً اقتدار اللہ خان لیاقت اللہ خان، حکیم محمد اسلام اللہ خان کے شانہ بشانہ پارٹی کی خدمت کی۔

۱۶ر مئی ۱۹۱۸ء میں آپ کے چچا محمد دانشمند خان نے مویشی کی خرید و فروخت کے لئے ایک بازار نخاسہ لگایا تھا آپ اپنے بڑے بھائی محمد فیروزمند خان کے ساتھ اسکی دیکھ بھال میں مصروف رہے اور بڑے آرام کی زندگی گذاری۔ زیادہ وقت مردانہ مکان پر بیٹھتے اور آنے جانے والے آپ کے پاس بیٹھتے تھے آپ حقہ پینے کے عادی تھے اسلئے دیگر لوگ بھی حقہ کے شائقین اور آپ کے ذوق کے حضرات اکثر آپ کے پاس بیٹھتے تھے۔ مہمان نوازی کا جذبہ بے حساب تھا۔ بڑی شان سے زندگی گذاری اور آخر میں ۱۱ر جنوری ۱۹۹۵ء کو وفات پائی۔ آپکے صاحبزادے ریاست مند خان نے گاؤں کے مالک باغان آم پر لگنے والے کیڑوں سے فصل کو بچانے کے لئے ابتداءً دوا فراہم کرکے بستی کے مالک باغات کو نقصان سے بچایا۔

حکیم مولانا محمد فائق خان

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی بستی کے مدرسہ میں حاصل کی دینی تعلیم مدرسہ دارالسلام دہلی میں پائی اور ۱۱ر فروری ۱۹۱۶ء میں سند حاصل کی اس کے بعد طب پڑھنے لکھنؤ چلے گئے وہاں سے طب کی سند حاصل کی اور دیوبند سے مولوی کی تعلیم حاصل کرکے مولوی کی سند حاصل کی آپ اپنے فن میں مہارت رکھتے تھے آپ کی شادی محمود گڈھی میں ہوئی آپ کے خسر بڑے زمیندار تھے بنگل زئی قبیلہ کے خاندان نواب مالاگڑھ ضلع بلند شہر سے تعلق رکھتے تھے اور شاہجہانپور بستی کے داروغہ حمید اللہ خان کے دور میں شہر کوتوال فرخ آبا [illegible] مولوی صاحب نے دو شادیاں کیں۔ پہلی کی اولاد فوت ہوگئی دوسری بیوی سے ایک لڑکا ذوالفقار مصطفٰے خان عرف محمد شائق خان ہوا۔ مولوی صاحب کا مزاج بھائیوں سے نہ مل پایا اسلئے آپ نے شاہجہانپور کی سکونت

محمد ارجمند خاں

ترک کر کے ہاپوڑ میں محلہ قانون گویان میں کرایہ کا مکان لے کر سکونت اختیار کی وہاں ان کی طبیعت علیل رہنے لگی تو ایک روز کرایہ کا گھوڑا تانگہ منگا کر قبرستان سادات گئے اور اپنے عطار قاضی ابراہیم بیگ کو اپنے مدفن کی جگہ بتا کر وصیت کی اور گھر آ کر اپنی اہلیہ زیتون بیگم کو تسلّی و تشفّی دی اور اسی شب ۱۵ جون ۱۹۲۸ء کو انتقال فرما گئے اور اسی قبرستان سادات بلند شہر روڈ پر دفن کئے گئے۔ مولانا کی اہلیہ زیتون بیگم بہت سمجھدار عورت تھیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے محمد شائق خان کی تربیت بہت اچھے ڈھنگ سے کی محمد شائق خان کو حافظ کرایا۔ اور مسجد سادات ہاپوڑ میں محراب سنوائی۔ محمد شائق خان اس دور میں بھی ہر سال عید الفطر پر ہاپوڑ جا کر بعد نماز اپنے والد کی قبر پر ایک کلام پاک ختم کر کے بخش کر آتے ہیں محمد فائق خان کے والد مرحوم بھی قابل ذکر ہستیوں میں تھے۔

آپ کا نام سید محمد خان تھا آپ نے حج بھی کیا تھا حاجی سید محمد خان اچھے زمیندار اور اپنے دور کے باوقار لوگوں میں تھے۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے کسی بات پر ناراض ہو کر بستی سے سکونت ترک کر کے چلے گئے اور ایک گاؤں میں مسجد میں قیام کیا۔ رات کو بعد نمازِ عشاء اس بستی میں قوم جنّات کا اجتماع ہوا تو آپ سے کلام پاک سنا اور بہت خوش ہو کر اپنا امام مقرر کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد گھر کی یاد نے ستایا تو اجازت چاہی جو بہت دقّت سے ملی اور شاہجہانپور آ گئے اور سردار جنّات نے دو خادم ساتھ کر دیئے تھے وہ آپ کے ساتھ ہمہ وقت رہتے تھے ایک شب ان کی بیٹی نے ان کی کیفیت دیکھ لی تو ڈر گئیں اور اسی خوف میں انتقال کر گئیں۔ حاجی صاحب کو علم ہوا تو آبادی چھوڑ کر جنگل میں جھونپڑی ڈال کر رہنے لگے۔ اچھے بزرگ تھے موضع کے لوگ استفادہ کرتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۶ نومبر ۱۹۱۹ء کو ہوئی۔ اللہ مغفرت فرمائے۔ آمین۔

جنابؒ کفایت اللہ خان سادھوخیل

کفایت اللہ خان خاندان سادھوخیل کے ایک پڑھے لکھے معزز منشی آدمی تھے

آپ کے مزاج میں ظرافت بے حساب تھی ساتھ ہی حاضر جواب آدمی تھے۔ آپ بستی میں خوش مزاج لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ اچھے زمینداروں میں تھے۔ رہن سہن اور لباس بہت اچھا تھا اس کے ساتھ ہی آپ اپنے تھوک میں نمبردار بھی تھے۔ اپنے تھوک کے زمینداران سے سرکاری محصول وصول کر کے سرکاری خزانہ تحصیل میں جمع کرتے تھے اسلئے نمبردار کے نام سے پکارے جاتے تھے۔

آپ کا مکان خاندان سادھوخیل میں آبادی کے شمال میں آبادی سادھوخیل میں سادھو خانصاحب کے محل میں ہے محل کے دروازہ کے باہر خاندان کی ایک چوپال تھی جو اب منہدم ہو کر دوبارہ سے تعمیر کی گئی ہے اس پر ان کی نشست تھی۔ خاندان کے لوگ اور دیگر خاندانوں کے افراد اکثر ان کے پاس بیٹھک پر بیٹھتے تھے آپ نے اپنا زمانہ بہت آرام اور اچھے حالات میں گذارا۔ اب اس بیٹھک پر نشست کم ہے اکثر تقریبات کے موقع پر یا کسی موت پر لوگ جمع ہوتے ہیں۔

جناب مولانا محمد عثمان خانصاحب

آپ کی پیدائش اوائل ۱۹۰۰ء میں محلہ شہزادگان شاہجہانپور میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں اس کے بعد اپنی ننھیال موضع محمد پور رستم پور ضلع میرٹھ حال ضلع غازی آباد میں پائی اس کے بعد میرٹھ شہر کا قدیم مدرسہ دار الحدیث مطلع العلوم محلہ خندق میں حاصل کی اساتذہ میں مولانا عبد الوہاب صاحب آروی صدر آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنس تھے اسی دوران کوئی ایک کتاب پڑھنے دار العلوم جامع مسجد میرٹھ جاتے تھے جہاں مولانا محمد ابراہیم سنبھلی صاحب درس دیتے تھے مطلع العلوم خندق میرٹھ کے بعد دار الحدیث رحمانیہ باڑہ ہندو راؤ دہلی چلے گئے۔ وہاں سے ۱۹۲۴ء میں عالمیت اور ۱۹۲۵ء میں فاضلیت مکمل کی اور بعد میں اپنے بھتیجوں

باب الرحیم

مولانا محمد داؤد خان صاحب رحمانی مولانا محمد مجتبیٰ خاں صاحب رحمانی کو بھی دار الحدیث رحمانیہ لے گئے۔ جہاں انہوں نے بھی عالمیت اور فاضلیت مکمل کی۔ تکمیلِ علم کے بعد ۱۹۲۴ء میں شادی کی اور ماہ مارچ ۱۹۲۵ء میں تاریخ امتحان عالم مکمل کی اکتوبر ۱۹۲۶ء میں مدرسہ دار السلام عمر آباد نارتھ ارکاٹ (تاملناڈو) چلے گئے۔ عمر آباد میں بطور صدر مدرس تقریبًا ۶ یا ۷ سال قیام کیا اس کے بعد مدرسہ حاجی علی خان دہلی میں دو یا تین سال درس دیا۔ بعد میں دار الحدیث نانی گی منڈی آگرہ میں صدر مدرس کی حیثیت سے تقریبًا ۶ سال درس دیا اس کے بعد مطلع العلوم خندق، میرٹھ واپس آگئے۔ اور وہاں کا انتظام سنبھالا درس وتدریس کا دور چل ہی رہا تھا کہ شاہجہانپور میں نومبر ۱۹۴۶ء میں گڑھ مکتیشور کے میلہ پر میلہ کی واپسی پر ایک بڑا سانحہ پیش آیا جس کا ذکر پیچھے تفصیل سے کیا گیا ہے اس سلسلہ میں گرفتاریاں ہوئی اسی میں مولانا موصوف بھی میرٹھ جیل چلے گئے اور مقدمہ میرٹھ سیشن جج سے خلاف ہو کر الہ آباد سے اپیل با عزت بری ہوا۔ پونے دو سال فتح گڑھ جیل میں رہے۔ فتح گڑھ جیل میں قیدیوں کے صدر کی حیثیت سے منتخب ہوئے۔ آپ نے دورانِ تعلیم کئی کتابیں لکھیں حتیٰ کہ اپنی تصانیف دوسروں کے نام سے بھی شائع کرائیں جن میں ایک کتاب مولانا زکریا خان مسلمان راجپوت بھوجپوری کے نام سے ہے اور تفسیر سورۂ الحمد۔ شجرۂ انبیاء۔ چہل حدیث۔ نظامِ عالم والامم عربی۔ جواہر العلوم عربی۔ التاریخ المرصع عربی۔ جمال العالم عربی۔ انتظام والسلام عربی۔ نہفتہ الامہ وحیانا عربی قابلِ ذکر ہیں۔ کئی کتابوں کے اردو، روسی، جادی ترجمہ ہوئے ایک کتاب سیفِ توحید ان کے بیٹے محمد عمران خان کے پاس بھی ہے۔

حاصلِ بیاں یہ ہے گاؤں کے عالم و فاضل ہستیوں میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ ایک عالم اور بزرگ کی حیثیت سے آپ کا نام ہمیشہ لیا جاتا رہے گا۔
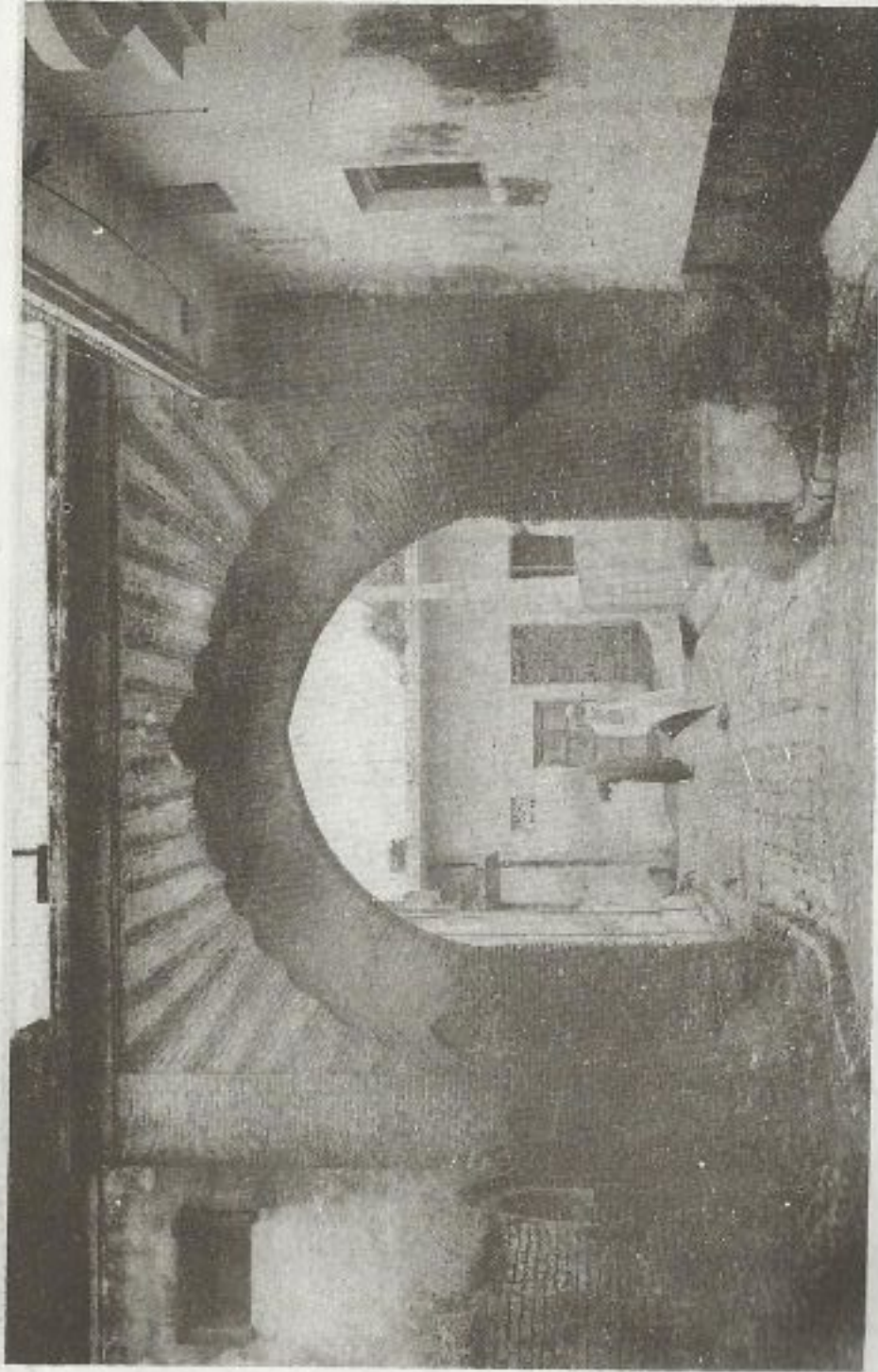
جناب منشی محمد یحییٰ خانصاحب

آپ بستی کے پڑھے لکھے لوگوں میں اپنا خاص مقام رکھتے تھے۔ آپ کے والد محمد زکریا خاں صاحب کا تعلق شہزادگان سے تھا آپ نے اپنی تعلیم شاہجہانپور کے مدرسہ سے حاصل کی اور اس کے بعد اپنے کاشت کے کاروبار میں لگ گئے جسمیں آپ نے نمایاں حیثیت اختیار کی آپ کا مزاج بہت نرم تھا۔ غرباء پروری آپ کا آخر وقت تک ہیشہ سا بن گیا تھا اسکے ساتھ ہی آپ ایک آہنی آدمی تھے کہا جائے تو غلط نہ ہوگا آپ جس معاملہ میں بھی جو فیصلہ کر لیتے تھے اس پر اڑ جاتے تھے اور عمل کرتے تھے کیسے کہ چٹان کی طرح اڑ جاتے تھے کوئی ان کو ان کے ارادے سے نہیں موڑ پاتا تھا ۹ نومبر ۱۹۴۶ء کے سانحہ کے بعد جب بستی کے لوگ گرفتار کر لئے گئے اور میرٹھ جیل بھیج دیئے گئے تب گاؤں میں ایک مشاورتی میٹنگ ہوئی اس میں منشی جی نے فیصلہ لیا کہ ملزمان کی ضمانت نہیں کی جائیگی بلکہ مقدمہ لڑکر مقدمہ بری کرایا جائیگا لہذا بستی کے جملہ لوگوں نے جو مشاورت میں شریک تھے آپ کے خیال سے اتفاق کیا اور مقدمہ عدالت سیشن جج میرٹھ کے یہاں سزایاب ہوا نتیجہ کے طور پر الٰہ آباد ہائی کورٹ اپیل میں جانا پڑا جبکہ جملہ ملزمان میرٹھ جیل سے سینٹرل جیل فتح گڈھ ضلع فرخ آباد منتقل کر دئے گئے۔ اندازہ لگایئے پیروکاران مقدمہ کیلئے کتنا پریشانی کا باعث ہوا ہوگا۔ منشی جی نے اب بھی ضمانت کرانے کی مخالفت کی اور اپیل لڑنے کا پروگرام طے پایا اور مقدمہ اپیل الٰہ آباد میں شروع ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپیل ملزمان کے حق میں باعزت طریقہ پر بری ہوا اور ملزمان جیل سے بری ہوکر واپس شاہجہانپور آئے ان حضرات میں جو اسوقت مقدمہ میں ماخوذ تھے جیل گئے تھے صرف شہاب الدین خیاط زندہ ہے اور میرٹھ میں مقیم ہے منشی محمد یحییٰ خانصاحب کی تحریک پر ۱۹۵۵ء میں جامع مسجد شاہجہانپور میں ایک مدرسہ اسلامیہ قائم کیا گیا۔ آپ نے ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۵۷ء میں وفات پائی۔

حاجی عبدالحئی خانصاحب

آپ کی پیدائش ۱۹۰۸ء میں ہوئی آپ منشی محمد یحییٰ خان کے اکلوتے فرزند تھے آپ نے ابتدائی تعلیم بستی کے مدرسہ میں پائی۔ بچپن بہت بے فکری اور آرام میں گذرا جلد ہی آپ کے اوپر کاروبار کا بوجھ آپڑا چونکہ کھیتی کا سلسلہ تھا اور آپ کے والد منشی محمد یحییٰ خان کھیتی حالانکہ مزدور رکھکر کراتے تھے مگر مثالی کاشت ہوتی تھی آپ اپنے کاروبار کو خود دیکھتے تھے۔ آپ نے مسٹر شرما کے اسرار پر اپنے گھیر میں سینٹرل بینک قائم کی اور بینک کی ضرورت کے مطابق اسمیں تعمیر کرائی اور اہلکاران بینک کی رہائش کے لئے بینک پر کمرہ بھی تعمیر کرائے۔ مسٹر شرما میرٹھ سینٹرل بینک میں منیجر تھے اور چاہتے تھے کہ اس بستی میں بینک کی شاخ کھولی جائے لہٰذا حاجی صاحب نے اپنے یہاں بینک کی شاخ قائم کرادی یہ گردو نواح میں پہلا بینک تھا کسی بھی گاؤں میں اس سے پہلے بینک نہ تھا ایک بار آپ پردھان کی امیدواری کی حیثیت سے پردھانی کا الیکشن پردھانی کی امیدواری کی حیثیت سے لڑے اور سخت مقابلہ کے باوجود کامیاب ہوئے وجہ بھی خاص ہی تھی آپ مزاجاً نرم دل غریب پرور اور ایماندار آدمی تھے عوام نے خوب توجہ سے سپورٹ کیا۔ اچھے زمیندار تھے اور باغات لگا کر پرورش کر لئے تھے ان کی وجہ سے پیسے کی کمی نہ تھی اسی سبب ضرورت مند آپ کے پاس سے مایوس ہوکر نہ لوٹتا تھا۔

پردھانی کے دور میں آپ جیب سے پیسے خرچ کرنے میں کبھی گریز نہ کرتے تھے۔ عوام آپ کے دورِ پردھانی کو آج بھی یاد کرتے ہیں۔

آرام کی زندگی گزار کر آپ نے ۱۹۹۳ء میں وفات پائی۔

حافظ محمد منشا خاں

حافظ محمدؐ منشا خانصاحب

جناب حافظ محمد منشا خاں صاحب محلہ شہزادگان کے محمد فراہیم خانصاحب کے بڑے بیٹے تھے حافظ صاحب مرحوم اپنے وقت کے پڑھے لکھے لوگوں اور اپنے ہم عمر حضرات میں خاص مقام رکھتے تھے آپ نے ابتدائی تعلیم بستی کے مدرسہ میں پائی اور کلام پاک حفظ کیا اور اس کے بعد فرخ آباد میں انگریزی کی تعلیم حاصل کی آپ محمد الہام اللہ خان کے قریبی ساتھیوں میں تھے آپ کا تعلق شہزادگانِ شاہجہانپور سے تھا جبکہ الہام اللہ خان کا تعلق مصری خیل سے تھا دونوں میں اتنا قرب اور تعلق تھا کہ دونوں ایک ساتھ ملازم ہوئے اور ملٹری کی ملازم کی حیثیت سے پہلی جنگِ عظیم میں ایک ساتھ ایران گئے اور ساتھ ہی واپس آئے۔ ایران سے واپسی پر آپ نے سول کورٹ میں بحیثیت کلرک ملازمت اختیار کرلی۔ اپنی قابلیت کی بناء پر ترقی کی پہلا پوسٹنگ آپ کا لکھنؤ میں ہوا اور آپ اپنی ڈیوٹی انجام دیتے رہے۔

لکھنؤ کے بعد آپ کی پوسٹنگ اُناؤ میں عدالتِ ججی میں ہوئی وہاں آپ نے محلہ انصار میں سکونت اختیار کی ماہِ رمضان میں آپ نے محلہ کی مسجد میں کلام پاک سنایا (تراویح پڑھائی) اس وجہ سے آپ نے اُناؤ شہر میں زیادہ مقبولیت حاصل کی اور یہ سلسلہ ہر سال ماہِ رمضان میں جاری رہا اور حافظ صاحب کی مقبولیت اور زیادہ ہوگئی۔ شہر کے معزز حضرات ہندو مسلمان دونوں ہی آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ کچہری میں بھی آپ کا ایک خاص مقام تھا آپ ترقی کرتے رہے اور منصرم کی پوسٹ پر پہنچے جہاں آپ کو سرکاری طور پر ایک چپراسی ملا ہوا تھا اور کچہری دفتر میں ایک پی۔ اے۔ فراہم کیا گیا تھا منصرم سول کورٹ میں کلرکی لائن میں سب سے اعلیٰ پوسٹ ہے حکام ان سبھی منصرم کو بہت عزت دیتے تھے آپ قلم کے استاد تھے۔ جب لکھنا شروع کرتے تھے لکھتے ہی چلے جاتے تھے معلومات اور مطالعہ بہت زیادہ تھا۔ حافظ صاحب کو علمی ذوق بے حساب تھا آپ کے پاس اردو، انگریزی، فارسی

عربی کتب کا اتنا اسٹاک تھا مثلاً کوئی لائبریری ہو آج بھی آپ کی فراہم کردہ کتب میں نادرات محفوظ ہیں اردو، انگریزی کی اعلیٰ قسم کی لغات مختلف تاریخی کتب مثلاً تاریخ فرشتہ مکمل آپ کی کتابوں میں آج بھی موجود ہے آپ انگریزی اخبار اسطرح پڑھنا ضروری سمجھتے تھے جیسے جینے کے لئے کھانا ضروری ہے اسلئے سیاسی حالات سے بھی باعلم رہتے تھے اہم خبروں یا مضمونوں کی کٹنگ آج بھی اکثر ان کی کتابوں میں رکھی ہوئی ملتی ہیں۔

۹ر نومبر ۱۹۲۶ء کا شاہجہانپور کا سانحہ ہونے کے بعد جب عدالت سیشن میرٹھ سے مقدمہ سزایاب ہوا اور الہ آباد ہائی کورٹ میں اپیل ڈائر کی گئی حافظ صاحب نے اس مقدمہ میں نمایاں کردار ادا کیا اُناؤ میں قیام ہونے کی وجہ سے جملہ پیروکاران مقدمہ اُناؤ میں حافظ صاحبؒ کے پاس قیام کرکے اور مشورہ کے بعد الہ آباد جاتے تھے اور مقدمہ کی پیروی کرتے تھے۔ مقدمہ الہ آباد ہائی کورٹ سے باعزت طور پر بری ہوا۔ آپ نے مثل مقدمہ مکمل طور پر مرتب کرائی تھی جو آج بھی محفوظ ہے۔

آپ نے منصرم کی پوسٹ سے رٹائرمنٹ لیا اور رٹائرمنٹ کے بعد اُناؤ چھوڑ کر اپنے وطن خاص شاہجہانپور آ گئے۔ جہاں اپنا باقی وقت گذارا۔ آپ کے مکان کے سامنے ایک مسجد ہے جسمیں ایک مالابار دکن کے امام نماز پڑھاتے تھے اور مسجد کی دیکھ بھال کرتے تھے ایک حادثہ میں ان کا انتقال ہو گیا اسکے بعد حافظ صاحب نے یہ خدمت انجام دی اور بغیر کسی معاوضہ کے تقریباً ۸ر سال نماز پڑھائی اور مسجد کی مرمت اور کچھ نئی تعمیر کا کام بھی انجام دلایا۔ حد یہ کہ جب تک آپ چلتے پھرتے تھے اس خدمت سے گریز نہ کی آپکی علالت شروع ہوئی تو آپ کے چھوٹے بیٹے جاوید منشا خان جو علی گڈھ مسلم یونیورسٹی میں اچھے پوسٹ پر فائز تھے آج بھی ہیں علی گڑھ لے گئے اور میڈیکل کالج علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کے اسپتال میں داخل کراکر بہت توجہ غور و فکر سے علاج کرایا مگر آخر موت کا پیغام آ پہنچا اور آپنے وفات پائی آپکی میت شاہجہانپور لائی گئی اور مورث اعلیٰ جناب دیوان عباس خان کے مقبرہ کے باؤنڈری کے اندر حافظ صاحبؒ کی تجویز کردہ اور بتائی ہوئی جگہ پر دفن کئے گئے

جناب حاجی حبیب الرحمٰن خان

جناب حاجی حبیب الرحمٰن خان صاحب

جناب مولانا محمد عثمان خان فارقلیط رحمانی کے بڑے بھائی تھے آپ بہت نیک اور شریف آدمی تھے زمینداری اچھی تھی کاشت کیا کرتے تھے ساتھ ہی باغات کا بہت شوق تھا آپ نے اپنے سارے کاشت کے رقبہ میں باغات نصب کرکے پرورش کئے اور رفتہ رفتہ کاشت کا سلسلہ ختم کر دیا۔

آم، امرود، آڑو وغیرہ کے کئی باغات آپ نے نصب کئے جن میں بہت اقسام آم کی لگائیں اور باغات میں اچھا مقام حاصل کیا۔ آپ کے باغات میں آم کی اچھی اقسام پرورش پا گئی تھیں۔ مزاج آپ کا جناب منشی محمد یحییٰ خان سے ملتا تھا مطلب یہ کہ آپ بھی منشی جی کی طرح اپنے فیصلہ پر اٹل رہتے تھے۔

حاجی صاحب نے اپنے آخری دور میں بستی کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا۔ میرٹھ گڈھ روڈ پر آبادی سے تقریباً سو گز میرٹھ کی طرف سڑک پر آپ کا ایک آم کا باغ ہے جس میں اسوقت آم کے ساتھ ساتھ لیچی اور آڑو بھی لگا کر پرورش کیا تھا موقع کے لحاظ سے یہ جگہ بہت اہم تھی۔

آپ نے بستی والوں پر ایک بڑا احسان اس باغ کو مدرسہ اسلامیہ کیلئے وقف کرکے کیا اسکے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور مدرسہ کے مہتمم کی حیثیت سے مولانا ظفر جنکپوری کو مقرر کرکے مدرسہ کا نام "مدرسہ اسلامیہ عربیہ ریاض العلوم" رکھا۔ مدرسہ میں تعمیرات کرا کر بچوں کے پڑھنے کے لئے کمرہ، مہمان خانہ اور اساتذہ کے لئے رہائش کا انتظام کیا کچھ عرصہ بعد مولانا ظفر جنکپوری میرٹھ چلے گئے اور موضع اغوان پور افغانان کے مولانا معین اختر خان صاحب مہتمم بنائے گئے جن کے مہتمم ہونے کے بعد حاجی صاحب نے تعمیر مسجد شروع کرائی اور مکمل کرائی اور مولانا معین اختر خانصاحب نے کچھ نئے کمرہ بنا کر عربی

کے ساتھ اردو و ہندی اور انگریزی تعلیم کا بھی سلسلہ شروع کیا۔

حاجی صاحب کا ۳ رمئی ۱۹۹۲ء میں انتقال ہوا۔ مدرسہ ریاض العلوم کی مسجد کے حجرہ میں دفن کیے گئے۔

مولوی محمّد داؤد خان صاحب راغب رحمانی

آپکی پیدائش ۱۹۰۶ء میں شاہجہانپور میں ہوئی آپکے والد صاحب محلہ شہزادگان سے تعلّق رکھتے تھے آپ نے ابتدائی تعلیم حافظ تاج محمّد خان عطار کےپاس شاہجہانپور میں ہی حاصل کی عالمیت اور فضیلت کی اسناد قدیم جامعہ رحمانیہ سے حاصل کیں ۳۰-۱۹۲۹ء میں جامع رحمانیہ سے فارغ ہوکر اپنے چچا مولانا محمد عثمان خان رحمانی کے توسّل سے مدراس جاکر تدریسی خدمات انجام دیں وہیں اسی دوران علمِ جفر حاصل کرکے عبور حاصل کیا مگر ذریعۂ معاش نہیں بنایا۔ بعد فراغتِ تعلیم خاندان میں شادی کی اور دو بیٹے ایک بیٹی پیدا ہوئی جو بقیدِ حیات ہیں اس کے بعد دہلی میں ریشمی کپڑے کا کاروبار کیا دہلی کے قیام میں ہی ایک ماہانہ رسالہ "الریحان" شائع کیا جو کئی سال بڑی مقبولیت سے چلا اور آخر میں دہلی کے فسادات کی نذر ہوگیا۔ دہلی میں عقدِ ثانی کیا جس سے دو بیٹے پیدا ہوئے (۱) محمد یحییٰ خان مقیم حال امریکہ (۲) جمیل احمد خان۔ چونکہ آپ ۱۹۵۵ء میں پاکستان چلے گئے تھے دونوں بیٹے ساتھ گئے لہٰذا چھوٹے کراچی میں قیام پذیر ہوگئے۔

مولانا نے کئی تصانیف کیں جن میں شگوفۂ محمدی اور سفرِ آخرت رسالے خصوصی تصانیف میں تھے۔ صورتِ جمیلہ، پیغامِ قضا، رحمانی روزے بھی آپ نے تصنیف کئے ایک کتاب غذاالارواح جو قرآنی اعمال پر منحصر تھی اور قرآنی آیات سے ان بیماریوں کے علاج کے لئے لکھی گئی تھی آپ نے تفسیر ابنِ کثیر کا ترجمہ کیا جو بلا جلدوں میں شائع ہوا یہ کتاب یعنی تفسیر ابنِ کثیر کراچی میں کیا وہیں محفوظ ہے

مدرسہ ریاض العلوم و مسجد شاہجہانپور
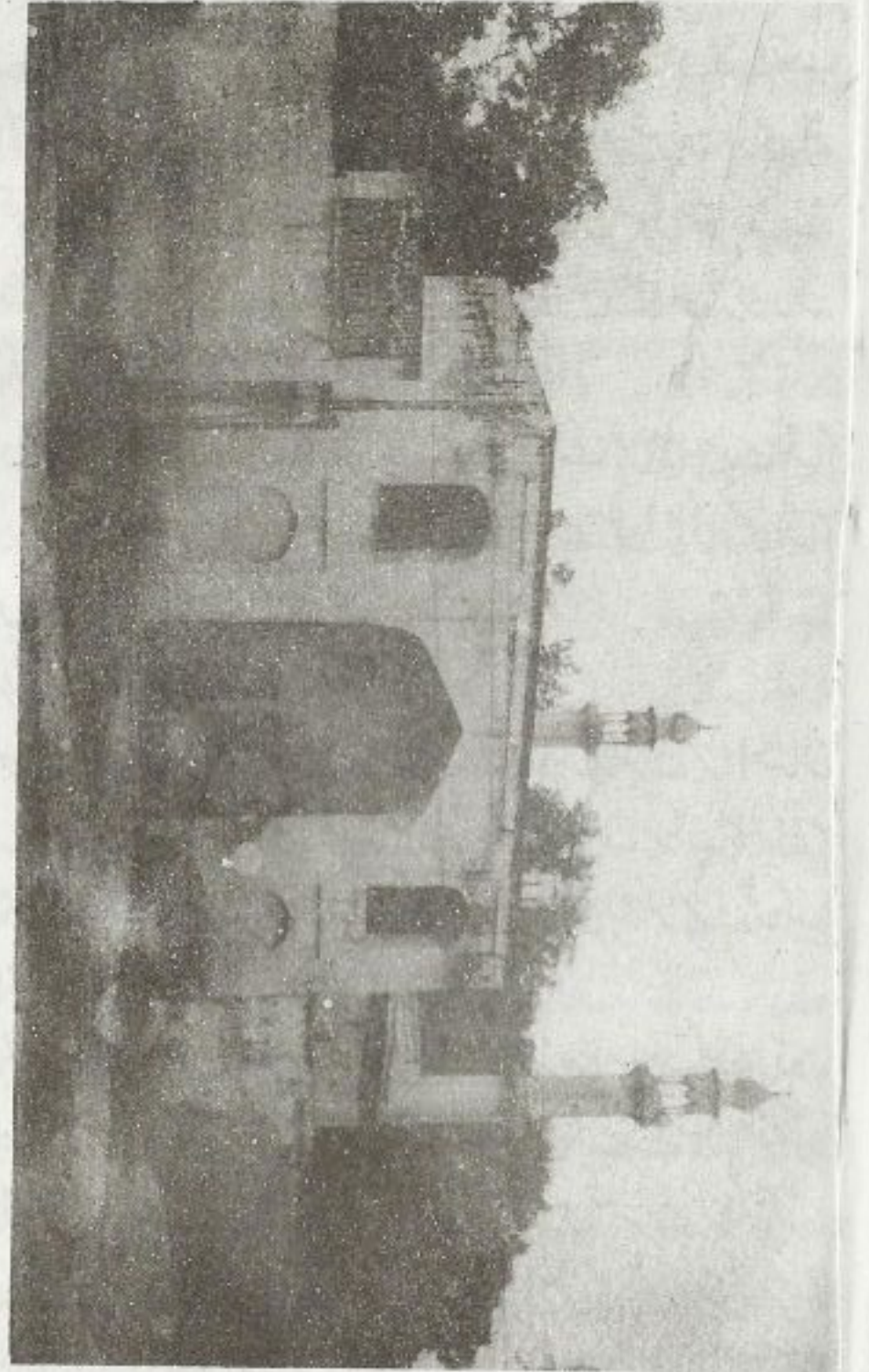
مولانا مرحوم چونکہ علم جفر کے ماہر تھے اسلئے کبھی کچھ ایسے واقعات سامنے آجاتے تھے مثلاً کسی بے گناہ کو سزا دی جارہی ہے اور مولانا اس زیادتی کو برداشت نہ کر پائے غلط مجرم کو سزا سے بچالیا اور کہہ دیا فلاں وقت بتادوں گا کہ ملزم کون ہے اور دیئے ہوئے ٹائم پر بتادیا اور جب اس کو پکڑا گیا تو پتہ چلا کہ واقعی جرم اسی نے کیا تھا یہ تھی مولانا کے علم جفر میں ماہر ہونے کی بات۔ مگر اس کا اظہار ہمیشہ نہیں کرتے تھے جب زیادتی دیکھکر برداشت نہ کر پاتے تب ایسا کرتے۔

آپ نہایت فعال اور مستقل مزاج انسان تھے میرٹھ گڈھ روڈ پر آبادی کے غرب میں ایک قطعہ زمین میں باغ لگایا اور جب پانی کی ضرورت پیش آئی اور پانی دور تھا تو بذاتِ خود کنواں کھود دیا اور پانی کی ضرورت پوری کی باغ پرورش کردیا ۱۹۷۷ء میں آپکا انتقال کراچی پاکستان میں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مولانا محمد مجتبیٰ خان صاحب

آپکی پیدائش ۱۹۰۹ء میں بستی کے محلہ شہزادگان میں ہوئی آپ کے والد کا نام آفتاب احمد خان تھا پانچ سال کی عمر تھی آپ کے والد کا انتقال ہوگیا ایک بھائی ایک بہن دونوں یتیم ہوگئے آپ کے چچا جناب مستجاب احمد خان نے بڑی شفقت و محبت سے آپ کی پرورش کی کلام پاک کی ابتدا گھر پر شروع کی اس کے بعد اپنے نانا حافظ فتح محمد خان (رحمت خیل) کے پاس حافظ کیا بیحد ذہین اور پڑھنے میں تیز تھے اسلئے گیارہ سال کی عمر میں حافظ کرکے ۱۹۲۰ء میں محراب سنائی دو سال مزید نانا کے پاس رہکر کلام پاک کا دَور کیا اور فارسی کے صرف و نحو کی تعلیم حاصل کی آپ کے نانا فارسی، عربی کے مکمل استاد تھے گاؤں میں پرانے لوگوں میں انہیں کے پڑھائے ہوئے شاگرد تھے حتیٰ کہ قریبی مواضعات میں بھی جیسے جڑودہ وغیرہ۔

اسکے بعد چچا مولانا عثمان خان رحمانی کے ساتھ قدیم جامعہ رحمانیہ دہلی چلے گئے

اپنی قابلیت کی وجہ سے جلد ہی اساتذہ کی نظروں میں چڑھ گئے جہاں ۲۸-۱۹۲۷ء میں عالمیت اور ۳۰-۱۹۲۹ء میں فضیلت مکمل کرکے اسناد حاصل کیں اور پھر چچا موصوف کے ساتھ مدراس جامعہ عربیہ رائدرگ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا آپ کی قابلیت کی دلیل یہ ہے کہ جامعہ عربیہ رائدرگ میں تقسیم کتب کا مسئلہ آیا تو بہت سے اساتذہ کو تدریس کیلئے تذبذب ہوا تو آپ نے فرمایا جو بھی مضمون یا کتاب آپ حضرات کو مشکل معلوم ہو مجھے دیدیں اور چار سال وہاں کے قیام میں سلسلہ چلتا رہا کہ وہ مضمون جو دیگر استاد نہ پڑھا پاتے تھے آپ پڑھاتے تھے اور جب یہ سلسلہ ختم کرکے آپ گھر لوٹے تو مسلم لیگ سے جڑ گئے جو مسلمانوں کی واحد جماعت تھی اور اس میں شرکت کرکے آپنے نمایاں انداز سے پارٹی میں کام کرکے ضلعی و صوبائی ممبر بن گئے یہی نہیں آپ جلد ہی آل انڈیا مسلم لیگ کے اعلیٰ حلقوں میں متعارف ہوگئے۔

۱۹۴۶ء میں جب گڈھ مکتیشور کی قتل و غارت گری کے ساتھ شاہجہانپور بھی لپیٹ میں آگیا اور کثیر تعداد میں گرفتاریاں ہوئیں تو آپ کو سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کرلیا گیا بعد میں آپ ضمانت پر رہا ہوئے جو لوگ رائٹ کیس میں جیل میں تھے ان کا مقدمہ ہائی کورٹ چلا گیا۔

پاکستان کا قیام عمل میں آگیا تھا میرٹھ کے بیرسٹر محمد اشرف پاکستان جاچکے تھے اور ابتدائی گورنمنٹ میں کمشنر آبادکاری ہوگئے تھے انہوں نے اخبار اور ریڈیو پر گڈھ مکتیشور اور شاہجہانپور کے فساد کی خبر سنی تو شاہجہانپور کے پٹھانوں کو پاکستان منتقل ہونے کے لئے پیغام بھیجا کہ ٹنڈو آدم میں آپ لوگوں کے لئے آبادی اور زراعت کے لئے زمین ہے آپ لوگ آجائیں جس پر ایک مشاورتی مٹنگ ہوئی اور جو لوگ جیل میں تھے اور مقدمہ چل رہا تھا ان کی وجہ سے نفی میں جواب دیدیا گیا بیرسٹر صاحب نے دوبارہ اسپیشل ٹرین اور سیفٹی گارڈ بھیجنے کی پیش کش کی اس پر ایک بڑی مٹنگ ہوئی ذمہ دار حضرات نے اپنے خیال کا اظہار کیا کچھ زیادہ جانے کے حق میں تھے آخر میں مولانا نے اپنے خیال کو

ظاہر کرتے ہوئے فرمایا اگر آپ لوگ چلے جائیں گے تو جن سنگھ اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائے گا اور گنگا جمنا درمیان مسلمان ناپید ہو جائیگا۔ یہ آپ ہی کی بستی ہے جس سے شکست کھا کر جن سنگھیوں نے میرٹھ اور مظفر نگر کے دوآبہ کے مسلمانوں کو نہیں چھیڑا ورنہ مسلمان کا نام لینے والا نہیں رہتا اور اگر رہ جاتے تو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کر دئے جاتے۔ آپ سب جائیں میں نہیں جاؤنگا یہیں مرنا ہے مولانا کی تقریر پر گاؤں اللہ اکبر کے نعروں سے گونج گیا اور مولانا کے بیان پر فیصلہ ہوا یہ مولانا کے عزم اور مستقل مزاجی کی دلیل ہے۔

جناب عیاض اللہ خان ایڈوکیٹ

عیاض اللہ خان فیاض اللہ خان صاحب کے ڈاکٹر صاحب سے چھوٹے بیٹے ہیں آپ کی پیدائش ۱۹۵۸ء میں بستی میں ہوئی ابتدائی تعلیم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کٹھور اور پھر ماچھرہ اور اس کے بعد علی گڑھ یونیورسٹی سے ۱۹۸۱ء میں بی۔ اے۔ کیا اور دہلی پٹیالہ ہاؤس ہائی کورٹ میں وکالت کی پریکٹس شروع کی اور قابلیت کی بناء پر ایک ماہر قانون کی حیثیت سے قانونی حلقوں میں خود کو متعارف کرایا اور ۲۰۰۰ء میں بار ایسوسی ایشن کا الیکشن لڑا اور غیر معمولی ووٹ حاصل کر کے مقابل کو ۲۵۲ ووٹوں سے شکست دی اور ۲۰۰۱ء میں جنرل سکریٹری منتخب ہوئے۔ ہندوستان کی تاریخ میں خصوصیت سے آزادئ ہند کے بعد نئی دہلی بار ایسوسی ایشن میں پہلے مسلمان جنرل سکریٹری ہیں یہ اعزاز حاصل کرنے والے مسلم ہونہار فرزند قصبہ شاہجہانپور کی اولاد افغانان سے مورث اعلیٰ کی اولاد ہیں۔ افغانان بستی کے لئے فخر کی بات یہ ہے کہ ان کا بیٹا اپنی قابلیت اور مقبولیت کے باعث راجدھانی کی کورٹ کی بار ایسوسیشن میں جنرل سکریٹری کیلئے منتخب ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپکی ترقی اور عزت میں اضافہ فرمائے۔ آمین۔

جناب اشفاق حسن خاں

جناب اشفاق حسن خاں

اشفاق حسن خاں پسر جناب عنایت اللہ خاں ۲۹ ر دسمبر ۱۹۰۴ء کو شاہجہانپور میں پیدا ہوئے، آپ کا تعلق خاندان سادھو خیل کہ جن کے مورث جناب صلابت خاں تھے اس سے پہلے آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد کی زیرِ سرپرستی گھر میں اس کے بعد مدرسہ شاہجہانپور میں اور پھر مڈل کلاس تک حاصل کی۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد اپنے بھائیوں کی سرپرستی کی اور اپنے زمینداری کے کاروبار کو دیکھتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے دہلی فروٹ منڈی میں چند آڑتیوں سے اچھے مراسم پیدا کئے اور گاؤں کے اہیڑی برادری کے لوگوں کو دہلی منڈی سے باغات کی خریداری کے لئے روپیہ فراہم کرا کر اور اپنا شیر باغات میں رکھ کر کاروبار کیا یہ کاروبار ایک عرصہ تک چلتا رہا۔ اہیڑی شکاری قوم ہے اس وجہ سے اشفاق حسن خاں کو بھی شکار کا شوق ہو گیا اور اہیڑیوں کے ساتھ شکار کھیلتے رہے اور سنہ ۱۹۶۷ء میں آپ نے ایک رات شیر کا شکار کیا جو آدم خور ہو گیا تھا۔ یہ عنایت پور عرف نیا گاؤں تحصیل و تھانہ گڈھ مکتیشر ضلع میرٹھ میں (جو اب غازی آباد ہو گیا ہے) مارا تھا بعد میں آپ اپنے باغات کی آمدنی پر اچھی آرام کی زندگی گذار کر ۱۰ ر جون سنہ ۱۹۹۴ء کو انتقال فرما گئے۔ اللہ اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

آپ بندوق کے دو فائر اس انداز سے کرتے تھے کہ سننے والو کو ایک فائر معلوم ہو۔ گویا آپ اس فن میں ماہر تھے۔

جناب فیاض اللہ خاں

جناب فیاض اللہ خاں مرزا خیل کے جناب عبید اللہ خاں کے چھوٹے بیٹے تھے آپ نے ابتدائی تعلیم بستی کے پرائمری اسکول میں پائی اسکے بعد مڈل اسکول ماچھرہ سے مڈل کلاس پاس کی اور پھر اپنے زمینداری کے کام کو سنبھالنے میں لگ گئے آپ کے بڑے بھائی جناب ممتاز اللہ خاں صاحب تقسیم ہند کے بعد پاکستان جا کر نواب شاہ سندھ میں مستقل سکونت پذیر ہو گئے تھے وہ اور اُن کی اولاد آج بھی نواب شاہ میں آباد ہے۔ فیاض اللہ خاں شاہجہانپور میں رہے ان کا مکان نشست جناب دیوان دولت خانہ کا دیوان خانہ تھا بعد میں اس کو مردانہ مکان کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا رہا اور اب وہ مکان زنانہ ہے اس کے شمال میں انکے بیٹوں نے ایک نئی عمارت بنائی جسے بیٹھک کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اس پر دوسری منزل پر زنانہ رہائش ہے۔

جناب فیاض اللہ خاں نے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی بڑے صاحبزادے ڈاکٹر ہیں ان سے چھوٹے ایڈوکیٹ، ان سے چھوٹے اپنے زمینوں کے کام کو دیکھتے ہیں۔ چوتھے نمبر کے انجینئر ہیں پانچویں پلاٹ کی خرید و فروخت دہلی میں کرتے ہیں۔ چھٹے ان کا کاروبار میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ فیاض اللہ خاں نے جہاں بچوں کو اعلیٰ قسم کی تعلیم دلائی وہیں ایک معقول سحرائی زمین بھی مہیا کر کے باغ آم پرورش کئے اور سڑک پختہ کے شمال میں مورث جناب عباس خاں کے مقبرہ اور متانند پور والے راستہ کے درمیان بارہ ۱۲ دکانیں بنوا کر کرایہ پر اٹھا دیں جن سے ان کے لڑکوں کو معقول رقم کرایہ کی ملتی ہے۔ غرضیکہ فیاض اللہ خاں نے اپنی زندگی میں اپنے وارثان کے لئے وہ کارنامہ انجام دیا جسے کم ہی لوگ کر پاتے ہیں۔ آپ مکان کی تعمیر کے دوران ایک دیوار پر سے پھسل کر گرے جس سے زیادہ چوٹ آئی۔ دہلی میں معقول علاج کرایا۔ کافی علاج کے بعد آپ نے ۱۶ ر نومبر ۱۹۹۶ء کو وفات پائی۔ اللہ مغفرت فرمائے۔ آمین۔

مولانا محمدؐ عثمان خاں رحمانی

محمد ریاستمند خاں

جناب فیاض اللہ خاں

دیوان خانہ دیوان دولت خاں حال مکان

الحاج ڈاکٹر ظفراللہ خان

ڈاکٹر ظفراللہ خان جناب فیاض اللہ خان کے بڑے صاحبزادہ ہیں آپ کی
پیدائش جون ۱۹۵۲ء میں ہوئی ابتدائی تربیت میرے والد مرحوم مشکور احمد خان
کی گود میں ہوئی مکتب میں جانے کی عمر تک ان کے پاس زیادہ رہے ابتدائی تعلیم
گاؤں کے مدرسہ میں اس کے بعد کٹھور کے انگریزی اسکول میں اور پھر ماچھر کالج
سے انٹرمیڈیٹ کرکے حکیم اجمل خان طبیہ کالج دہلی میں داخلہ حاصل کرنے کی جدو
جہد کی ناکامی میں علی گڑھ یونیورسٹی میں داخلہ لیا اللہ کا کرم چونکہ جدوجہد جاری تھی
طبیہ کالج میں داخلہ مل گیا اور ۱۹۸۰ء میں اعزازی حیثیت سے بی۔یو۔ایم۔ایس
میں گولڈ میڈل حاصل کیا اور پریکٹس شروع کردی مطب اچھے ڈھنگ سے چلا
مگر رجحان سیاست کی طرف تھا اسلئے سیاست میں حصہ لینا شروع کردیا ۱۹۸۵ء میں
جناب چندر شیکھر صاحب کی جنتا پارٹی کے ٹکٹ پر اتر پردیش کے اسمبلی حلقہ کٹھور
سے ایم۔ایل۔اے کا الیکشن لڑا چونکہ الیکشن میں برادری واد کا جذبہ پیدا
ہوگیا تھا اسلئے الیکشن میں تیسری پوزیشن پر رہے بستی شاہجہانپور افغانان
شاہجہانپور کے تاحال ایک ہی فرزند ہیں جنہوں نے اسمبلی کا الیکشن لڑا ہو۔
۱۹ر جون ۲۰۰۱ء میں گاؤں گاؤں میں پنچایت کا الیکشن پردھان امیدوار کی
حیثیت سے لڑکر کامیاب ہوئے اور پردھانی کا چارج حاصل کرکے گاؤں میں
غیر معمولی کام کرائے اور عوام میں عزت اور ہمدردی حاصل کی محنتی اور ایماندار
ہونے کی وجہ سے عوام میں مقبول ہیں خدمت خلق کا جذبہ ہر دو طرح پردھانی
اور ڈاکٹری میں خوب ہے ۳۱ر اکتوبر ۲۰۰۲ء کو گورنر اتر پردیش نے اتر پردیش
اسٹیٹ حج کمیٹی کا تین سال کیلئے ممبر منتخب کیا اور ۷ر دسمبر ۲۰۰۲ء کو میرٹھ بجلی
صلاح کار کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔ آپ اتر پردیش پردھان سنگٹھن کے

نائب صدر اور کٹھور ودھان سبھا کے پر بھاری بنائے گئے۔

نواحی مواضعات میں اچھی واقفیت ہے۔ اور لوگ عزت دیتے ہیں آج گاؤں میں صفائی راستوں کی مرمت نئے چینل وغیرہ لگا کر گاؤں کی حیثیت میں غیر معمولی سدھار کیا اور گاؤں کے گندے پانی کو تالاب میں جانے سے روکنے کیلئے تالاب کے اطراف نالے بنانے کا کام جاری ہے سڑک پختہ کی جانب گاؤں کی مشرقی آبادی کا گندہ پانی نالے میں ڈالنے کے لئے نالہ مکمل ہو چکا ہے باقی اطراف میں انشاء اللہ نالے جلدی مکمل ہو جائیں گے۔

نظم بسلسلۂ تاریخ مذکور

میرے عزیز برادر جناب افضل الرحمٰن خان افضلؔ فرزند جناب فضل الرحمٰن خان شاہجہانپور نے مندرجہ نظم بستی اسکی آبادی باشندگان بستی کے مکمل حالات جو میں نے پوری تاریخ میں ظاہر کئے اپنے ان اشعار میں بیان کر دیئے۔ غور فرمائیں۔ ماشاءاللہ۔

مورثِ اعلےٰ جدّ عباس افغان	سالارِ شاہجہاں فخرِ جہاں ذیشان
پسر دولت خان فخرِ زمان	پسر نہار خاں و مصری افغان
تھے سالار اورنگ زیب کے ہم رکاب	امراء اورنگ زیب کا پایا خطاب
چتا ہے تکسی کو بچا کر عباس نے	ایک احساں کیا انسانیت پر عباس نے
اس کارنامہ پر سنلیں جناب	اسٹار آف انڈیا کا پایا خطاب
۱۶۳۲ء کو کیا آباد یہ قصبہ	ساڑھے تیئیس ۲۳ موضع تھے اطرافِ قصبہ
انہیں کی شاخِ گل تم بھی ہو افضل	حقیقت داستاں ہے نہیں ہے محمل
تہذیب کا مرکز ہے یہ امن کا گھر ہے	کردار میں اعلیٰ یہاں ہر فرد و بشر ہے
ہر شخص نے باغات میں عجب گل ہیں کھلائے	اطراف و جوانب میں شہرت ہیں یہ پائے

جناب محمد افضل خان افضلؔ

کتبہ اندرون مقبرہ مورث اعلیٰ

مغرب میں بہتی ہے یہاں شاخ نہر بھی
مشرق سے گذرتی ہے ایک چھوٹی نہر بھی

شمال میں بہتا ہوا اک راجبہہ ہے
باغاتِ جنوبی کو گوشۂ جنت بھی کہا ہے

یہ بستی افغان ہے نام اسکا شاہجہانپور
یہ چین ہے دل کا تو آنکھوں کا ہے نور

بستی سے گذرتی ہوئی پختہ سڑک بھی
سیاحوں کو محظوظ کرے مساجد کی بھڑک بھی

ہے وسط میں تالاب کا منظر بھی عجب ہے
لہروں کا تلاطم بھی دیکھو تو غضب ہے

ہر قسم کے میوے ہیں تو ہر رنگ کے گل ہیں
بہتی ہوئی نہر کے محراب کے پل ہیں

ہفتہ میں سنیچر کو لگتی ہے جو بازار
اطراف سے آتے ہیں مل جل کے خریدار

بکتا ہے یہاں غلہ گڑ، کپڑا، سبزی اور دال
چوڑی گہنے اور گوٹے بکتے ہیں سب مال

گیارہ مساجد ہیں تین مندر یہاں آباد
ایشور اللہ سے سب بندے کرتے ہیں فریاد

افغان دھوبی ویش اور حجام
روغنگر، کھٹیک، بڑھئی، لوہار باآرام

انصاری بھاٹ درزی چمار
بہشتی، چھیپی، اہیڑی اور سنار

پنڈت، قاضی، بیضہ فروش، کمہار
رہتے ہیں مل جل کے سبکو سب سے ہے پیار

ندّاف، قریشی کوہلی اور شیخ
آپس میں سب بھائی ہیں بالغ بچے اور بارتیش

مالی، بھنگی، رانگڑ اور نیلگر
بھڑبھوجہ، نقال، مراسی اور قلندر

گھر یہاں مسلم پولوں کا بھی آباد ہے
ہر طرح سے مطمئن اور دلشاد ہے

جناب افضل الرحمٰن خان خاندان شہزادگان سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ اوپر ذکر ہے جناب فضل الرحمٰن خان صاحب کے صاحبزادہ ہیں علم دوست حضرات میں شمار ہے میرے عزیز قریبی اور بڑے مہربان ہیں انتہائی محبت فرماتے ہیں بہت خوش مزاج اور مجلسی آدمی ہیں میں ممنون ہوں کہ آپ نے میری اس تاریخ افغانان شاہجہانپور کے لئے یہ نظم کے اشعار لکھکر تاریخ میں مکمل حالات بیان کر دیئے۔ اور جلا بخشی۔

اسکے علاوہ یہ بھی بتاتا چلوں کہ مجلسی آدمی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا ادبی

سلسلہ اور مطالعہ بہت وسیع ہے تواریخ پڑھنا ان پر غور اور دیگر ادبی کتابیں حاصل کرنے کا شوق ہے مزاج یہ کہ جس طرح کی مجلس میں شریک ہوں اسی کی مطابقت سے بات کریں ساتھ ہی بچوں اور نوعمروں کے ساتھ ہوں تو معلوم ہوا نہیں کے ہم عمر ہیں بچے محلے کے قریب شام کو مل جل کر والی بال کھیلتے ہیں اسمیں میدان کے ساتھ جاکر بیٹھنا اور وہاں ان کے اچھے کھیل پر داد دینا بھی ان کا شوق ہے آپکو ایک شوق اور بھی رہا ہے جو عمر کے ساتھ اب ختم سا ہوتا جارہا ہے چونکہ اب بھاگ دوڑ کی عمر نہیں رہی کچھ سال پہلے تک عمدہ نسل کے شکاری کتے پال کر ان کو دوڑانا حتیٰ کہ ریسوں میں بھی مقابلوں میں شریک کرانا ان کا شوق تھا جس سے بھاگ دوڑ نے کی صلاحیت اور چستی پھرتی بھی قائم رہتی تھی جن میں آج تقاضائے عمر کی وجہ سے فرق آگیا ہے۔

اب شعر و شاعری کی طرف رخ ہے اچھے اشعار آپ کے قلم سے نکلتے ہیں۔
میں دعا کرتا ہوں وہ اللہ بڑھے زورِ قلم اور زیادہ ہو آمین۔

مرغوب احمد خان

مرقدِ منوّر
کا مضمون

مورثِ اعلےٰ محمود مقامی جناب دیوان عبّاس خان ابن یٰسین خان ابن اسمٰعیل خان دلازاک کرّانی (کرلانی) دلازاک "دل" ساکا کی بگڑی ہوئی شکل ہے جس کے معنیٰ جدّی یا شاہی ساکا قبیلہ کے ہیں اور کرّانی نسبت ہے علاقہ کرکی جو بحیرہ خضر کے مشرق میں روسی ترکستان اور تورانی میدان کا مغربی وسطی حصہ ہے اور جو تورانی النّسل کرانیوں کا قدیم وطن تھا۔ ساکا شاہی قبیلہ کی براہ راست حکومت مشرق پنجاب سے بلخ تک ۹۰ ق م تا ۲۵ء یعنی ۱۱۵ سال رہی پایۂ تخت ٹکلا تھا مائیز۔ ایزیز

ایلیز یز۔ ایزثانی اس کے بادشاہ ہو گذرے ہیں آپ اپنے وطن مانازی (مانیری) یا شیوگی (شوا) ضلع مردان سے ترکِ وطن کر کے عہدِ جہانگیری کے آخر میں ہندوستان آئے شوا مانری سے ۱۲ میل شمال مغرب میں ہے زمانہ منتقلی میں دلازاکوں کی بستی سرائے صالح میں قیام کیا پھر جالندھر میں جہاں ان کے بھائی سیّد محمّد خان نے مستقل سکونت اختیار کرلی تھی۔ پھر خورجہ اور بستی ضلع بلند شہر میں بھی کچھ عرصہ قیام کیا بالآخر موضع شاہجہانپور اوائل عہد شاہجہانی میں تقریبًا ۱۶۳۲ء میں آباد کیا ہندوستان میں آنے کے بعد عباس خان نے شہزادہ دارشکوہ کی ملازمت اختیار کرلی بتاریخ ۲۴ محرم ۱۰۶۹ھ بمطابق ۲۲ اکتوبر ۱۶۵۸ء بمقام اچھرہ لاہور آپ نے دارا شکوہ کی ملازمت ترک کر کے شہزادہ اورنگ زیب کی ملازمت اختیار کرلی اور ہزاری دو صد سوار کا منصب پایا جو پانچ ہی دن بعد یعنی ۲۹ محرم کو ہزاری چہار صد تک بڑھا دیا گیا۔ اور تین ماہ بعد ۲۶ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ بمطابق ۲۲ جنوری ۱۶۵۹ء کو ہزاری پانصد سوار کر دیا گیا۔

وفات: میر جملہ کی سرکردگی میں جو لشکر شہزادہ شجاع برادر اورنگ زیب کے استیصال کیلئے بنگال بھیجا گیا تھا اس میں عبّاس خان بھی مع اپنے لشکر کے شامل تھے ۵ اپریل ۱۶۶۰ء بوقت طلوع آفتاب مطابق جمادی الثّانی ۱۰۷۰ھ جب یہ افواج کثیر شجاع پر حملہ کرنے کے لئے ایک غیر مستعمل تنگ گھاٹ میں جو شہر مالدہ کے نزدیک دریائے مہانندا پر بگلا گھاٹ (موجودہ بھولاہٹ) کے مقام سے چار میل نیچے ہے عجلت سے بیک وقت داخل ہوئیں تو ترتیب درہم برہم ہوگئی۔ دریا میں مقامی طلاطم واقع ہوگیا ہلڑ میں کثیر تعداد میں سپاہ غرق دریا ہوگئے ان میں جد امجد محمّد عبّاس خان بھی شامل تھے برآمد کردہ نعشوں میں مرحوم کی نعش یا اس کا کچھ حصہ مل گیا جو شاہی حکم کے تحت شاہجہانپور بھیج دیا گیا جو اس مقبرہ میں دفن ہے۔

عباس خان اور آپ کے صاحبزادے دولت خان اور پوتے مصری افغان وعنایت افغان کا ذکر "عالمگیر نامہ" مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۸ء کے صفحات ۲۱۵، ۲۴۶، ۰،

۲۴۹، ۲۷۰، ۳۰۵، ۳۰۶ اور ۳۰۷ پر مرقوم ہے عباس خان کا شمار بہادران میں صفحہ ۳۰۷ پر کیا گیا ہے دولت مصری و عنایت افغان ہر سہ ہزاری پانصد سوار کے منصبدار تھے آپ کے پوتے نہار خان تین ہزاری ایک ہزار سوار کا منصب رکھتے تھے ان کا ذکر اخبارات ۱۱ محرم سنہ جلوس ۴۶ ۱۷۰۳ء میں مرقوم ہے نہار خان دہلی جابسے تھے کوچۂ نہار خان ان سے منسوب کیا جاتا ہے۔

محمد ولی اللہ خان ولد حکیم اللہ خان
(یکے از نسل عباس)
حال ساکن لاہور

آگے پیش ہے شجرۂ نسب جناب محمد عباس خاں مورثِ اعلیٰ ان کے بیٹے جناب دیوان دولت خاں اور پوتے جناب مرزا خاں، مصری خاں، رحمت خاں، رحیم خاں ناہر خاں، عنایت خاں، ثلابت خاں دلازاک کرلانی و دیگر خیل آبادگان بستی شاہجہانپور تحصیل موانہ، ضلع میرٹھ۔ تا حال۔

مصنف:
مرغوب احمد خاں

خاندان مصری خیل کے جناب گلاب خاں کی اولاد میں ایک کمسن بچہ فیض احمد خاں بن سراج احمد خاں بن مشتاق احمد خاں بن عبدالہادی خاں بن عبدالرزاق خاں بن گلاب خاں۔

کمسن فیض احمد خاں

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خان

- دیوان دولت خان
  - مرزا خان — خاندان مرزا خیل اولاد مرزا خان
    - وارث خان
      - امیر خان
        - کلو خان
          - عبد اللہ خان — اولاد ذختری
          - حسن خان عرف چھوٹے خان — اولاد ذختری
        - علی محمد خان
          - عطاء اللہ خان — لاولد
          - احمد اللہ خان
            - شریف اللہ خان
              - اسلام اللہ خان — لاولد، اولاد ذختری
              - انتظام اللہ خان — لاولد
            - حمید اللہ خان
              - عمر خان — لاولد
              - عبد المجید خان پاکستان
            - عبید اللہ خان
              - ممتاز اللہ خان پاکستان
                - راحت اللہ خان — مزمل اللہ خان
                - عشرت اللہ خان — غضنفر اللہ خان
              - فیاض اللہ خان
                - ظفر اللہ خان
                - ایاز اللہ خان
                - عزیز اللہ خان
                - ریاض اللہ خان
                - اشاعت اللہ خان
                - رفاقت اللہ خان
                - احتشام اللہ خان
                - شجاعت اللہ خان
                - زعیم اللہ خان
                - داور اللہ خان
                - عطاء اللہ خان
                - جاوید اللہ خان
                - وسیم اللہ خان عرف علی محمد خان
                - احمد اللہ خان
            - صفی اللہ خان — لاولد
    - حیدر خان
      - سادو خان
        - منگو خان — اولاد ذختری
  - مصری خان

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عبّاس خان

دیوان دولت خان

مزا خان — مصری خان خاندان مصری خیل اولاد مان خان

محمود خان (لاولد) — منوّر احمد خان

مظفر خان

محمود خان لاولد — منور خان لاولد — اسمٰعیل خان

شمشیر خان — افضل خان — عثمان خان — مان خان

گلاب خان

فرحت اللہ خان — ثناء اللہ خان اولادِ دختری — عبدالرزاق خان — غلام مولیٰ خان — احمد حسن خان لاولد — محمد ظہور خان

ضیاء اللہ خان لاولد — نظام اللہ خان — عبدالہادی خان — شیر اللہ خان — سیف اللہ خان — مشکور احمد خان

بصیر اللہ خان — اقتدار اللہ خان پاکستان

افتخار اللہ خان امریکہ

نظام اختر خان انعام اختر خان جمال اختر خان

منظور احمد خان اقبال احمد خان مشتاق احمد خان

مصباح اللہ خان لاولد — آفتاب احمد خان پاکستان — شاداب احمد خان — نایاب احمد پاکستان — اوصاف احمد

اسد اللہ خان سعد اللہ خان

اقبال احمد خان معروف احمد خان مبشر احمد خان

گوہر اقبال خان — آصف احمد خان

انتخاب احمد خان مہتاب احمد خان آباد احمد خان ارباب احمد خان

عرفان احمد خان — فرقان احمد خان

کوکب احمد خان فیصل احمد خان رہبر احمد خان فہد احمد خان

معراج احمد منہاج احمد وہاج احمد سراج احمد خان — غوث احمد خان — احقاب احمد خان

اسامہ خان ہارون عمر خان فراز خان فیض احمد خان — مرغوب احمد خان — مطلوب احمد خان

مسعود احمد خان عروج احمد خان — محبوب احمد خان

اسد اللہ خان

منظر مشکور احمد خان منظہر مسفور احمد خان طارق نظیر احمد خان شارق ظہیر احمد خان وقار اظہر احمد خان ہنی محبوب احمد خان

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عبّاس خان

دیوان دولت خان

مزا خان — مصری خان خاندان مصری خیل اولاد عثمان خان

محمود خان لاولد — منور خان مظفر خان

محمود خان لاولد — منور خان لاولد — اسمٰعیل خان

شمشیر خان — افضل خان — عثمان خان — مان خان

فتح محمد خان — صاحبداد خان — قدرت اللہ خان — نعمت اللہ خان

عبدالواحد خان — ابراہیم خان لاولد — منیر خان لاولد — عبدالرحیم خان لاولد — حبیب اللہ خان

مشتاق احمد خان — وصیت اللہ خان

اولادِ دختری

رحمت اللہ خان — حمید اللہ خان

فصاحت اللہ خان لاولد — وجاہت اللہ — لیاقت اللہ — ریاست اللہ — تبارک اللہ — وزارت اللہ — سخاوت اللہ خان

سعادت اللہ — سرتاج احمد — راحت اللہ خان — خالد اللہ خان — اولادِ دختری

ظفر اللہ خان

ممتاز احمد خان — برکت اللہ خان — افتخار اللہ خان پاکستان

حمایت اللہ خان — محمد واصف خان الہیۃ

مقبول احمد خان — فراست اللہ خان — صداقت اللہ خان — ارادت اللہ خان

خرم احمد خان

اقبال احمد خان رضوان احمد خان — ظفر احمد — شمشاد احمد خان — سجاد احمد خان — شاکر احمد خان — بدر احمد خان

آباد احمد خان — رئیس عالم خان — منیب احمد خان

محمد عادل خان — محمد غازی خان

صباحت اللہ خان (لاولد) — ثروت اللہ خان

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خان

دیوان دولت خان

مرزا خان — مصری خان
خاندان مصری خیل اولاد شمشیر خان

محمود خان لاولد — منور خان
مظفر خان

محمود خان — منور خان — اسمٰعیل خان

شمشیر خان — افضل خان — عثمان خان — مان خان

فتح خان — ذو الفقار خان — نو شیر خان

ننھے خان — خیراتی خان — کفایت خان عنایت خان محبت خان

حسن خان لاولد — مستقیم خان
عبد الحمید خان لاولد — عبد الغفور خان
ارکاب احمد خان
صادق احمد خان
محمد عادل خان
امام علی خان — کریم اللہ خان لاولد
غلام علی خان لاولد — عبد الکریم خان

محمد شفیع خان محمد عیوض خان محمد یامین خان
نظیر احمد خان قدیر احمد خان
پاکستان پاکستان
امیر اللہ خان
صابر اللہ خان عالم اللہ خان
شجاعت خان محمد حیات خان
عبد الرحیم خان نو شیر خان لاولد
محمد سرور خان شاہ عالم خان جانعالم خان شہزاد عالم خان
شاہ اعظم خان منیر عالم خان

محمد حسن خان لاولد وزیر محمد خان بشیر محمد خان لاولد فتح محمد خان
ارشاد اللہ خان دلشاد خان شمشاد خان
مصائب اللہ خان مجاہد اللہ خان مشاہد اللہ خان

اسماعیل خان عبد الرحمٰن خان محمد شیر زمان خان شمشیر زمان خان
شمس الزمان خان
پاکستان لاولد
اولاد دختری

خلیل الرحمٰن خان حفظ الرحمٰن خان لطف الرحمٰن خان
لاولد
قمر الرحمٰن خان شمس الرحمٰن خان عبید احمد خان

حبیب الرحمٰن صیف الرحمٰن مجیب الرحمٰن نفیس الرحمٰن
عدنان احمد خان عرفان احمد خان

مہر عالم خان رئیس خان نوید خان اطہر خان
عزیز الرحمٰن خان پاکستان محمد زمان خان وسیع الزمان خان پاکستان
عتیق الزمان خان سعید الزمان خان خلیق الزمان خان شفیق الزمان خان
تبریز عالم خان گلریز عالم خان نایاب عالم خان خضر احمد خان عمران احمد خان ممتاز احمد خان اطہر عالم خان

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عبّاس خاں

دیوان دولت خاں

مرزا خاں — مصری خاں
خاندان مصری خیل اولاد افضل خاں

محمود خاں لاولد — منور خاں
مظفر خاں

محمود خاں لاولد — منور خاں لاولد — اسمٰعیل خاں

شمشیر خاں — افضل خاں — عثمان خاں — مان خاں

منظفر خاں — گلزار خاں — سکندر خاں — سردار خاں — شادل خاں

غلام حسن خاں — بنیاد خاں

محمد ظریف خاں — محمد مستحسن خاں اولاد دختری — محمد ادریس خاں — امیر اللہ خاں عبدالمجید خاں عمر خاں زکر خاں عبدالکریم خاں لاولد

عبدالقدوس خاں لاولد — ناصر احمد خاں لاولد

حکیم اللہ خاں — علیم اللہ خاں — انعام اللہ خاں لاولد — اکرام اللہ خاں لاولد

لطف اللہ خاں
عفیف اللہ خاں

محمد احسن خاں — محمد حنیف خاں — محمد حفیظ خاں لاولد — محمد احمد خاں

عبدالحمید خاں — عبدالوحید خاں لاولد

محمد عارف خاں — محمد واصف خاں

خورشید عالم خاں

محمد عامر خاں — محمد ناصر خاں

عبدالمعید خاں — عبدالسعید خاں — عبدالرشید خاں

تمیر عالم خاں — عمیر عالم خاں

فراز احمد خاں — انعام احمد خاں

عبدالماجد خاں — عبدالباسط خاں — نسیم اختر خاں

عبدالواحد خاں پاکستان — عبدالواجد خاں — جانعالم خاں لاولد — منصور عالم خاں

محمد کاشف خاں — محمد یاسر خاں

اسلام اللہ خاں — احتشام اللہ خاں لاولد — ولی اللہ خاں پاکستان ستارہ امتیاز لاولد — زاہد احمد خاں — ریحان احمد خاں — کامران خاں

محمد آصف خاں — محمد عابد خاں — محمد یوسف خاں لاولد — محمد ادریس خاں

احتشام اللہ خاں لاولد — انعام اللہ خاں — خالد اسلام خاں — ساجد اسلام خاں — اکابر احمد خاں — جاوید احمد خاں

عظمت اسلام خاں — حشمت اسلام خاں — رحمت اسلام خاں — شاہد اسلام خاں — سہیل اسلام خاں — شمیر اسلام خاں

محمد طاہر خاں — محمد ذاکر خاں — طارق اسلام خاں — طالب اسلام خاں — طیب اسلام خاں — ثاقب اسلام خاں

آفاق اسلام خاں — عکلی اسلام خاں — عبّاس اسلام خاں

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عبّاس خاں

دیوان دولت خاں

مرزا خاں — مصری خاں
خاندان مصری خیل اولاد افضل خاں

محمود خاں لاولد — منور خاں
منظفر خاں

محمود خاں لاولد — منور خاں لاولد — اسمٰعیل خاں

شمشیر خاں — افضل خاں — عثمان خاں — مان خاں

منظفر خاں — گلزار خاں — سکندر خاں — سردار خاں — شادل خاں

غلام حسن خاں — بنیاد خاں

امیر اللہ خاں — عمر خاں — زکریا خاں — عبدالمجید خاں

حکمت اللہ خاں — حشمت اللہ خاں — وحید اللہ خاں لاولد — کلیم اللہ خاں
اکرام اللہ خاں
نورالاکرام خاں — محمد الہام اللہ خاں
صمد اللہ خاں

عطاء اللہ خاں پاکستان — علیم اللہ خاں پاکستان — کلیم اللہ خاں پاکستان

بقاء اللہ خاں

روح اللہ خاں اولاد دختری — نور اللہ خاں — شفیع اللہ خاں لاولد — صدیق اللہ خاں

رضاء اللہ خاں — ارشد اللہ خاں — فداء اللہ خاں پاکستان — مسیح اللہ خاں — مزمل اللہ خاں — الیاس احمد خاں — صلاح الدین خاں

فصیح اللہ خاں — محمد عادل خاں — محمد شادل خاں — شاہ عالم خاں — منیر عالم خاں

ملک احمد خاں — دلاور احمد خاں

زبیر عالم خاں

مجاہد اللہ خاں — جمشید عالم خاں
معراج احمد خاں

نواز عالم خاں — مسرور عالم خاں — مسعود عالم خاں — عروج عالم خاں

شمیم احمد خاں — وسیم احمد خاں

محمد طارق خاں — محمد صدف خاں — محمد یوسف خاں — محمد غالب خاں

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں

دیوان دولت خاں

محمد نور خاں اولاد دختری — عنایت خاں۔ خاندان عنایت خیل — اولاد دلاور خاں

نجابت خاں — نامدار خاں

رحم خاں

کرم خاں اولاد دختری — فضل امام خاں — علی نثار خاں — بخت خاں — دلاور خاں — غلام امام خاں لاولد

زوجہ اول — زوجہ دوم — زوجہ سوم — محمد کرامت خاں

محمد عنایت اللہ خاں — محمد ارجمند خاں اولاد دختری — محمد طالع مند خاں — نیاز احمد خاں — نثار احمد خاں لاولد — فدا احمد خاں

حشمت اللہ خاں اولاد دختری — سلامت اللہ خاں — شرافت اللہ خاں — لطافت اللہ خاں — اشتیاق احمد خاں — نذر اللہ خاں

ارشاد اللہ خاں پاکستان — دلاور خاں پاکستان — مظفر خاں پاکستان — طارق خاں پاکستان

ارشد اللہ خاں

قمر الزماں خاں — منظر اللہ خاں — مظفر اللہ خاں

نجم الزماں خاں — مبشر اللہ خاں

دانشمند خاں لاولد — شفیق مند خاں

محمد فیروزمند خاں — محمد ارجمند خاں

محمد اقبال مند خاں

مشتاق احمد خاں اولاد دختری — انظار احمد خاں پاکستان — اشفاق احمد خاں — بشیر احمد خاں فردوس احمد خاں لاولد — یعقوب احمد خاں — ایوب احمد خاں

آزاد احمد خاں — انتظار احمد خاں

وکیل احمد خاں — عقیل احمد خاں — قدیر احمد خاں — سلیم احمد خاں — نسیم احمد خاں — نجیب احمد خاں

شاہنواز خاں

شوکت اللہ خاں — حبیب اللہ خاں — نصر اللہ خاں — امان اللہ خاں — شجاعت اللہ خاں پاکستان

سعادتمند خاں — صولتمند خاں — فراستمند خاں — ریاستمند خاں — شجاعتمند خاں — صداقتمند خاں — طاقتمند خاں

اطاعتمند خاں — دولتمند خاں — صباحتمند خاں — دانشمند خاں

محمد افروزمند خاں — محمد فراستمند خاں عرف تالاب — محمد فردوسمند خاں

اطہر اللہ خاں — عامر اللہ خاں — فراستمند خاں — وجاہتمند خاں عرف بوڑھی گنگا — نجابتمند خاں

نبیل احمد خاں — ضیعم احمد خاں — منیم احمد خاں

غضنفر اللہ خاں — اعتماد اللہ خاں — محتشم اللہ خاں

ارشاد اللہ خاں — حبیب اللہ خاں — صفی اللہ خاں — جلیل اللہ خاں — نجیب اللہ خاں — اقتدار اللہ خاں — مبارک اللہ خاں — معید اللہ خاں — سعید اللہ خاں

ظفر اللہ خاں — اظہر اللہ خاں — مظہر اللہ خاں — نصرت اللہ خاں — راحت اللہ خاں — عباد اللہ خاں — عظمت اللہ خاں

معید اللہ خاں — رضوان اللہ خاں — عرفان اللہ خاں — فرمان اللہ خاں — رضی اللہ خاں

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں

دیوان دولت خاں

محمد نور خاں اولاد دختری — عنایت خاں خاندان عنایت خاں — اولاد حسن خاں

نجابت خاں — نامدار خاں

حسن خاں

منا خاں — ثنا خاں — الف خاں

بہادر خاں — احمد خاں لاولد — دلیل خاں لاولد — عبد النبی خاں — عنایت علی خاں — ابدال خاں — میر خاں — جنگباز خاں لاولد

غلام رسول خاں — عباس خاں — نامدار خاں — اولاد دختری — زبیر خاں — مقیم خاں

خیر محمد خاں — شیر محمد خاں لاولد — نظیر محمد خاں لاولد — عبد الکریم خاں لاولد — عبد الرحیم خاں لاولد — عبد الستار خاں — الف خاں

ابراہیم خاں — سید محمد خاں — یعقوب خاں اولاد دختری — فضل احمد خاں لاولد — محمد احمد خاں لاولد — نظر احمد خاں لاولد — امیر احمد خاں لاولد — اسرار احمد خاں لاولد

اسمٰعیل خاں — محمد اختر خاں — محمد اظفر خاں

سعید اختر خاں — نعیم احمد خاں

عزیز اختر خاں — شہزاد اختر خاں — جاوید اختر خاں — عبد الغفار خاں — عبد الرحمٰن خاں لاولد

ہمایوں اختر خاں — ثمر اختر خاں

زبیر احمد خاں — مبین احمد خاں — عبید احمد خاں لاولد — نثار احمد خاں لاولد — طفیل احمد خاں

کلیم اختر خاں — فیروز اختر خاں — شہزاد اختر خاں

جانعالم خاں — مہ عالم خاں

محمد فائق خاں — آفاق احمد خاں — محمد عاقل خاں لاولد — محمد اجمل خاں

نوازش خاں — بابر احمد خاں — ہمایوں احمد خاں — اربن احمد خاں — ازہر احمد خاں

محمد راشد خاں — محمد مرشد خاں — محمد اکمل خاں — محمد ناظم خاں

محمد شائق خاں

محمد شارق خاں — محمد عارف خاں — محمد واثق خاں — محمد واصف خاں — محمد آصف خاں

محمد انس خاں — محمد عریب خاں

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خانؒ

دیوان دولت خان

محمد نور خاں اولاد دختری — عنایت خاں خاندان عنایت خاں اولاد حسن خاں

بخابت خاں — نامدار خاں

حسن خاں

منا خاں — ثنا خاں — الف خاں

ابدال خاں — میر خاں — جنگ باز خاں

زبر خاں — مقیم خاں

شفاعت اللہ خاں — محبت خاں اولاد دختری — کالے خاں — فتح محمد خاں اولاد دختری — نبی احمد خاں عرف نواب خاں

سخی اللہ خاں — سلیم اللہ خاں — شفاعت اللہ خاں — انشاء اللہ خاں — سلیم خاں — عمر خاں لاولد — نور خاں اولاد دختری

حسن خاں — حکمت اللہ خاں

سمیع اللہ خاں — حامد احمد خاں — زکریا خاں پاکستان — ابو الحسن خاں — نور الحسن خاں — مطیع اللہ خاں — سیف اللہ خاں — راحت اللہ خاں

خالد احمد خاں — عابد احمد خاں — واجد احمد خاں — ناظر احمد خاں — آزاد احمد خاں — نسیم احمد خاں — ندیم احمد خاں — منیم احمد خاں

محمد احمد خاں — ولی اللہ خاں — ذاکر احمد خاں

طاہر احمد خاں — شکیل احمد خاں

طارق اللہ خاں — وائق اللہ خاں — لائق اللہ خاں — محب اللہ خاں

حبیب احمد خاں — ارشاد احمد خاں — افتخار احمد خاں

عبد الرؤف خاں

محمود احمد خاں پاکستان — شمیم احمد خاں — نسیم محمود خاں

وقار احمد خاں پاکستان — انصار احمد خاں — ذو الفقار احمد خاں — ناصر احمد خاں — مدثر احمد خاں

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خانؒ

دیوان دولت خاں

نور محمد خاں اولاد دختری — عنایت خاں خاندان عنایت خیل اولاد بخابت خاں

بخابت خاں — نامدار خاں

رحم خاں

کرم خاں اولاد دختری — فضل امام خاں لاولد — علی نثار خاں — نجف خاں آگے — دلاور خاں آگے — غلام امام خاں لاولد

علی رضا خاں — بختاور خاں

بخابت علی خاں — سعادت علی خاں — شہامت علی خاں — تراب علی خاں — احمد علی خاں لاولد — فیض طلب خاں

محمد اصغر خاں — عبد اللطیف خاں

احسان علی خاں — امتیاز علی خاں — عبد الوہاب خاں — آفتاب علی خاں — محمد شریف خاں اولاد دختری — عبد العزیز — ظفر احمد خاں لاولد

خورشید احمد خاں — علی نثار خاں — انور خاں پاکستان — مصداق احمد خاں — زاہد خاں — حمایت علی خاں — محمد رضا خاں — عبد الرزاق خاں — مستجاب احمد خاں — تقی الزماں زماں

فرحت الزماں خاں — سمیع الزماں خاں — محمد ارتضیٰ خاں — عمیم الزماں خاں — شاہین احمد خاں لاولد — قیصر الزماں خاں — سلطان الزماں خاں — اویس الزماں خاں

راحت الزماں خاں — ثروت الزماں خاں — شرف الزماں خاں — وزارت اللہ خاں

پرویز اختر خاں — نثار احمد خاں — سہیل اختر خاں — نواب اختر خاں — بابر احمد خاں

[illegible]

محمد طیب خاں — محمد شاہد خاں — محمد ماجد خاں — واحد اسلام خاں — طاہر اسلام خاں — ساجد احمد خاں

حمید احمد خاں — سہیل احمد خاں — صہیب احمد خاں

اطہر احمد خاں — نجم احمد خاں — خرم احمد خاں

راغب احمد خاں — غالب احمد خاں — ہارون احمد خاں — کاشف احمد خاں

ماجد احمد خاں — واجد احمد خاں — سعیب احمد خاں — جمال احمد خاں — کمال احمد خاں

خورشید احمد خاں — فہیم احمد خاں — تسلیم احمد خاں — اشعر احمد خاں — محمد احمر خاں — محمد یوسف خاں

عمر فہیم خاں

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں

دیوان دولت خاں

محمد نور خاں — اولاد دختری
عنایت خاں — خاندان عنایت خیل اولاد نجف خاں

نجابت خاں
نامدار خاں
رحم خاں

کرم خاں — اولاد دختری
فضل امام خاں — لاولد
علی نثار خاں
نجف خاں
دلاور خاں — آگے
غلام امام خاں — لاولد

ظفریاب خاں
رحیمداد خاں — لاولد
کامیاب خاں — لاولد
مستجاب خاں — اولاد دختری
فتحیاب خاں

فیض محمد خاں
محمد خاں
فیضیاب خاں — اولاد دختری
محمد اکبر خاں

محمد سعید خاں
اخلاق احمد خاں — لاولد
عبدالرشید خاں

وزیر محمد خاں
امیر محمد خاں — لاولد
بشیر محمد خاں — لاولد

نفیس احمد خاں — لاولد
جلیس احمد خاں — لاولد
انیس احمد خاں — لاولد

محمد ابراہیم خاں
مشتاق احمد خاں — لاولد
محمد ایوب خاں

فصاحت حسین خاں
محمد حارث خاں
اختر الزماں خاں — پاکستان
فصیح الزماں خاں
فخر الزماں خاں

محمد بدر الزماں خاں
محمد قمر الزماں خاں
محمد شمس الزماں خاں
محمد شیر زماں خاں

محمد نور الزماں خاں
محمد آصف الزماں خاں
کاشف الزماں خاں
ذیشان الزماں خاں
کاشان الزماں خاں

قدرت العین خاں
راحیل الزماں خاں
عدیل الزماں خاں

دوست محمد خاں
غوث محمد خاں
الطاف احمد خاں — لاولد
التفات احمد خاں
اعجاز احمد خاں
سراج احمد خاں — لاولد

التفات احمد خاں
صفات احمد خاں
متین احمد خاں

محمد انور خاں
محمد یوسف خاں
سلطان احمد خاں
نذر احمد خاں
ظہور احمد خاں
قمر احمد خاں

محمد اکرم خاں — لاولد
محمد اسلم خاں
محمد سرور خاں
محمد اظفر خاں

انس احمد خاں
عفان احمد خاں
محمد عثمان خاں
محمد اخرم خاں

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں

دیوان دولت خاں

راحت خاں — لاولد
صلابت خاں — خاندان سادہ خیل اولاد صلابت خاں

شجاعت خاں
زبردست خاں — لاولد
نعمت خاں

اعظم خاں — اولاد دختری، شاہجہانپور میں پہلے حکیم
ثابت خاں — لاولد
سعادت یار خاں عرف سادو خاں

فیض اللہ خاں
لعل امیر خاں
فتح امیر خاں
امیر خاں

سعد اللہ خاں — اولاد دختری
فتح اللہ خاں
عطا محمد خاں
رحمت خاں
مشتاق احمد خاں — لاولد
نبیخے خاں
عبدالرحیم خاں
عبدالعظیم خاں

کفایت اللہ خاں
عنایت اللہ خاں
عبداللطیف خاں
عبدالحکیم خاں — لاولد
عبدالعلیم خاں — لاولد

شہزاد اختر خاں
امیر اختر خاں

احکام اللہ خاں
احتشام اللہ خاں — اولاد دختری
ظرافت اللہ خاں — لاولد
شفاعت اللہ خاں — لاولد

مبارک اللہ خاں
ارشد اللہ خاں
سعود ارشد خاں

نعمت اللہ خاں
منیر خاں
عبدالکریم خاں
عبدالرحمن خاں — اولاد دختری

محمد علی خاں — لاولد
علی محمد خاں
ظفر محمد خاں
محمد عامر خاں
محمد نادر خاں

سعود احمد خاں
مسعود احمد خاں

عبدالعزیز خاں — اولاد دختری
فیاض احمد خاں
ممتاز احمد خاں
عین الحسن خاں
مختار احمد خاں
عبداللہ خاں — اولاد دختری

ابرار احمد خاں
اظہار احمد خاں
خالد حسن خاں

اشفاق حسن خاں
محمود حسن خاں — لاولد
علی حسن خاں — لاولد
رئیس حسن خاں — لاولد
اختر حسن خاں
یوسف حسن خاں

اکبر حسن خاں
عابد حسن خاں
ساجد حسن خاں
جاوید حسن خاں

فیروز اختر خاں
نجیب اختر خاں

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں

دیوان دولت خاں

ناہر خاں — رحمت خاں — عبدالرحیم خاں عرف رحیم خاں

خاندان رحمت خاں اولاد جبار خاں

محمد خاں — عزیز خاں

عبدالستار خاں — جبار خاں — علی مست خاں

ننھو خاں — عبدالستار خاں لاولد

امام خاں

حسن خاں — عزیز خاں — محمد خاں — زبردست خاں — عبداللہ خاں

شادی خاں اولاد دختری — محسن خاں — جبار خاں — احمد نبی خاں — عبدالواحد خاں — حفیظ اللہ خاں لاولد — رفیع اللہ خاں لاولد — وحید اللہ خاں

محمد شفیع خاں اولاد دختری

غلام کبریا خاں — کالے خاں — سلیمان خاں — ریاض احمد خاں — سراج احمد خاں

عبدالسمیع خاں — الطاف خاں لاولد

انصار احمد خاں

سلامت اللہ خاں

صراحت اللہ خاں — بشارت اللہ خاں لاولد پاکستان

مشرف احمد خاں — عبدالسلام خاں — وکیل احمد خاں پاکستان

واصف احمد خاں پاکستان — شمیم احمد خاں

شاہ عالم خاں — لاڈن خاں

کرامت اللہ خاں — ظرافت اللہ خاں

مرتضیٰ خاں لاولد — ضیافت اللہ خاں

مصطفیٰ خاں — مقتدا خاں

فضل امام خاں — ممتاز خاں اولاد دختری

ربیع الزماں خاں — وسیع الزماں خاں — رفیق الزماں خاں — منظور احمد خاں — ظفر الحسن خاں — ظفر احمد خاں

ضیاء الحسن خاں — معراج الحسن خاں

فہیم الزماں خاں — اختر وسیع خاں

حسان الزماں خاں — عماد الزماں خاں — ایزان الزماں خاں — افنان الزماں خاں

محمد ارحم خاں — حفیظ اللہ خاں — محفوظ احمد خاں — اسرار احمد خاں — قمر احمد خاں

نصیح اللہ خاں — سلطان احمد خاں — یوسف خاں — عرفان احمد خاں — عمران احمد خاں

امیر فیصل خاں — محبوب احمد خاں — شہباز احمد خاں — شہزادہ احمد خاں

امیر احسن خاں — عزیم احسن خاں — رحمت خاں

فیروز اختر خاں

مغیث احمد خاں — وقاص احمد خاں — شبیبہ احمد خاں

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں

دیوان دولت خاں

خاندان رحمت خاں اولاد کمال خاں وشیر زماں خاں

ناہر خاں — رحمت خاں — عبدالرحیم خاں عرف رحیم خاں

محمد خاں — عزیز خاں

شیر زماں خاں لاولد — عبدالستار خاں — جبار خاں — علی مست خاں

کمال خاں — شیر زماں خاں

جعفر خاں — لشکر خاں — بہادر خاں اولاد دختری — ننھو خاں — عبدالستار خاں لاولد

رستم خاں اولاد دختری — امام خاں (اولاد صفحہ پر)

بنیاد خاں — میانداد خاں — غلام غوث خاں — کریمداد خاں لاولد — غلام حسن خاں لاولد

داؤد خاں — باقر خاں

ننھے خاں — رحمت خاں لاولد

حسین بخش خاں — عبدالقیوم خاں

محمد سعید خاں لاولد — محمود خاں — مولیٰ داد خاں — عبدالحافظ خاں پاکستان — عبدالحفیظ خاں — ساجد خاں لاولد

احسان اللہ خاں — عصمت اللہ خاں — فرقان احمد خاں — سلطان احمد خاں — افروز احمد خاں

شفقت اللہ خاں — صبغت اللہ خاں اولاد دختری — صدیق احمد خاں لاولد — مولاداد خاں — رفیق احمد خاں لاولد

امانت خاں — نامدار خاں — عبدالخالق خاں — عبدالبارک خاں — عبدالقدوس خاں

مسرت اللہ خاں — وراثت اللہ خاں — محمد شریف خاں

محمد عاطف خاں — فیضان احمد خاں — محمد ظریف خاں — نذیر احمد خاں — اسلام احمد خاں

زاہد اسلام خاں — واحد اسلام خاں

محمد واصل خاں — محمد حذیفہ خاں

کلام احمد خاں — شباب احمد خاں — اسرار احمد خاں

صغیر احمد خاں

اویس احمد خاں — صمام احمد خاں — نویس احمد خاں

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں

دیوان دولت خاں

ناہر خاں — رحمت خاں — عبدالرحیم خاں عرف رحیم خاں

خاندان رحمت خیل اولاد شیر زماں خاں

محمد خاں — عزیز خاں

شیر زماں خاں لاولد

عبدالستار خاں — جبار خاں — علی مست خاں

شیر زماں خاں

بنیاد خاں — میانداد خاں — غلام غوث خاں — کریمداد خاں لاولد — غلام حسن خاں لاولد

غلام محمد خاں — داراب خاں — غلام علی خاں — عباداللہ خاں

سعداللہ خاں — عظمت اللہ خاں لاولد — رحمت اللہ خاں

عبدالرحمٰن خاں — عبدالستار خاں — عبدالغفار خاں — فضل الرحیم خاں

عبدالصمد خاں لاولد — عبدالنعیم خاں لاولد — عزیز احمد خاں — عزیز عالم خاں — عمر عزیز خاں

عبدالحکیم خاں — عبدالکریم خاں — محمد اسلم خاں عرف تالاب لاولد — محمد اکرام خاں

عبدالمجیب خاں — عبدالرقیب خاں لاولد — محمد اسلم خاں — محمد مسلم خاں

حسیب احمد خاں — فہد اسلم خاں — سہیل اسلم خاں

عبدالسلیم خاں — عبدالحلیم خاں — عبدالرؤف خاں — عرفات احمد خاں — اقبال احمد خاں پاکستان

نجیب اختر خاں — حبیب اختر خاں — آفتاب احمد خاں — یاور احمد خاں — سہیل اقبال خاں

بصیر احمد خاں — علیم احمد خاں — شعیب اختر خاں — ضیاء الاسلام خاں — ضیاء الاکرام خاں — بدرالاسلام خاں — سیف الاسلام خاں

سلیم اختر خاں — سلیم الظفر خاں — سلطان اختر خاں — سلیم اکبر خاں لاولد — کلیم اختر خاں — فیصل اسلام خاں — صابر اسلام خاں

منصور ضیاء خاں — انور ضیاء خاں — نوید ضیاء خاں

تنویر احمد خاں — بلال احمد خاں — ہارون احمد خاں

شہباز اختر خاں — شہزاد اختر خاں — وسیم اختر خاں — فہیم اختر خاں

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عباس خاں

دیوان دولت خاں

ناہر خاں — رحمت خاں — عبدالرحیم خاں عرف رحیم خاں

خاندان رحمت خیل اولاد داراب خاں و غلام علی خاں

محمد خاں — عزیز خاں

شیر زماں خاں لاولد

عبدالستار خاں — جبار خاں — علی مست خاں

رنمست خاں

شیر زماں خاں

بنیاد خاں — میانداد خاں (اولاد صفحہ پر) — غلام غوث خاں — کریمداد خاں لاولد — غلام حسین خاں لاولد

غلام محمد خاں — داراب خاں — غلام علی خاں — عباداللہ خاں

عظمت اللہ خاں لاولد — رحمت اللہ خاں — اصغر خاں لاولد — عبدالعظیم خاں اولاد دختری

نصیر احمد خاں — شہامت خاں — محمد حسن خاں — فتح محمد خاں — نیاز احمد خاں لاولد

عتیق احمد خاں لاولد — رفیق احمد خاں لاولد — منظور حسن خاں — ابن حسن خاں

منیر احسن خاں — عابد حسن خاں — جنید حسن خاں

رشید احمد خاں — سعید احمد خاں — بشیر احمد خاں پاکستان — مشیر احسن خاں — فیروز احسن خاں

عدنان احمد خاں — محمد انس خاں

اشفاق احمد خاں — محمد افضل خاں — محمد عارف خاں — محمد آصف خاں

نسیم اختر خاں — شمیم اختر خاں — معین اختر خاں

اعتقاد احمد خاں لاولد — ارشاد احمد خاں لاولد — اعجاز احمد خاں لاولد — کریمداد خاں — عظیمداد خاں اولاد دختری

خالد احمد خاں پاکستان — شاہد احمد خاں — خالد احمد خاں — اکرام احمد خاں — اسلام احمد خاں — سلمان احمد خاں لاولد

فلاح احمد خاں — افتخار احمد خاں پاکستان — منصور احمد خاں لاولد — حکمت اللہ خاں — برکت اللہ خاں اولاد دختری

رفعت اللہ خاں لاولد — نفاست اللہ خاں — صداقت اللہ خاں لاولد

محمد یاسر خاں — محمد مظہر خاں — اطاعت اللہ خاں — ارادت اللہ خاں — داؤد اللہ خاں

مورثِ اعلےٰ جنابِ دیوان عبّاس خاں

دیوان دولت خاں

عبدالرحیم خاں عرف رحیم خاں

خاندان شہزادگان اولاد یٰسین

حبیب خاں

اکبر خاں — حمزہ خاں

یٰسین خاں — دولت خاں — یونس خاں

کرم خاں — اولاد دختری

محمد اکبر خاں — رحیم اللہ خاں — امام خاں — پھولا خاں

اولاد دختری — لاولد — یٰسین خاں

ممتاز احمد خاں — اعجاز احمد خاں

لاولد

اشفاق احمد خاں — مختار احمد خاں — انوار احمد خاں — سرتاج احمد خاں — رضوان احمد خاں

لاولد — لاولد

فرزان احمد خاں — ریحان احمد خاں

فرخ سیر خاں — فیروز بخت خاں — سکندر بخت خاں — مقبول بخت خاں — گلفام احمد خاں

ذوالفقار احمد خاں — انصار احمد خاں — اصحاب احمد خاں — انتخاب احمد خاں — سرفراز احمد خاں — ارشاد احمد خاں

انتصار احمد خاں — معاذ احمد خاں — اعتماد احمد خاں — منہاج احمد خاں — توحید احمد خاں — شاہویز احمد خاں

شہاب احمد خاں

عمران احمد خاں — برہان احمد خاں — عرفان احمد خاں — افنان احمد خاں

محمد شاکر خاں — تاج احمد خاں — محمد ذاکر خاں — محمد راغب خاں

محمد عامر خاں — محمد بلال خاں

مورثِ اعلےٰ جنابِ دیوان عبّاس خاں

دیوان دولت خاں

عبدالرحیم خاں عرف رحیم خاں

خاندان شہزادگان اولاد یٰسین خاں

حبیب خاں

اکبر خاں — حمزہ خاں

لاولد

یٰسین خاں — دولت خاں — یونس خاں

کرم خاں — اولاد دختری

محمد اکبر خاں — رحیم اللہ خاں — امام خاں — پھولا خاں

اولاد دختری — لاولد

حامد خاں — شہامت خاں — نعمت خاں

اولاد دختری

یامین خاں — بشیر احمد خاں — نظیر احمد خاں — اسرار احمد خاں

اظہر احمد خاں — ظہیر احمد خاں — فرقان احمد خاں — انتظار احمد خاں — انصار احمد خاں

پاکستان — لاولد — وقار احمد خاں — پاکستان

عبدالعظیم خاں

انصار احمد خاں — ابصار احمد خاں

نواز احمد خاں — افضال احمد خاں — افصار احمد خاں — اوصاف احمد خاں — اخلاص احمد خاں

پاکستان — استقرار احمد خاں

اقبال احمد خاں — جمال احمد خاں — کمال احمد خاں — احکام احمد خاں — آصف احمد خاں

اجلال احمد خاں — عماز احمد خاں — ہمزاز احمد خاں — معراج احمد خاں — ارمان احمد خاں — عرفان احمد خاں

محمد تحسین خاں — محمد احسن خاں

تصدق حسن خاں — محمد ذکی خاں — محمد نادر خاں — معین اختر خاں — کلیم اختر خاں

منیب احسن خاں — مجیب احسن خاں — مغیث احسن خاں

...ب خاں — محمد عباس خاں — محمد آصف خاں

محمد حارث خاں — محمد عارف خاں — محمد ذاکر خاں

محمد عامر خاں — غیاث عالم خاں — فراز عالم خاں — شہزاد عالم خاں — عاطف نواز خاں

مورثِ اعلیٰ جناب دیوان عبّاس خاں

دیوان دولت خاں
عبدالرحیم خاں عرف رحیم خاں
خاندان شہزادگان اولاد یونس خاں
حبیب خاں

اکبر خاں — حمزہ خاں لاولد

یٰسین خاں — دولت خاں اولاد دختری — یونس خاں

محمد نور خاں — محمد داؤد خاں — محمد عثمان خاں — محمد امیر خاں اولاد دختری

محمد قائم خاں — عبدالکریم خاں — محمد ہاشم خاں

عبدالغفار خاں — عبدالستار خاں — عبدالرزاق خاں — عبدالوہاب خاں

عبدالواحد خاں — عرفات احمد خاں

عبدالحکیم خاں اولاد دختری — خلیل احمد خاں لاولد — عبدالحفیظ خاں — عبدالعزیز خاں — محمد اشرف خاں لاولد — شرف الزماں خاں لاولد

محمد آفتاب خاں

شاہد احمد خاں — عارض احمد خاں — عامر احمد خاں

جاوید احمد خاں

محمد ارشد خاں — محمد مرشد خاں — محمد میاں خاں — محمد اعظم خاں

پرویز احمد خاں — طارق احمد خاں

کرم خاں
پھولا خاں
شہامت خاں

رفیق احمد خاں — شفیق احمد خاں — کرم الٰہی خاں

شوکت الٰہی خاں — صغیر الٰہی خاں — متین احمد خاں

طارق احمد خاں

شبیر احمد خاں — مسرور احمد خاں

مبین احمد خاں — جبین احمد خاں — حسین احمد خاں

شہریار خاں — خورشید احمد خاں — آفتاب احمد خاں

فضل الٰہی خاں — مہاجر الٰہی خاں — شاہد احمد خاں — مصاحب احمد خاں

مورثِ اعلیٰ جنابِ دیوان عبّاس خاں

دیوان دولت خاں
عبدالرحیم خاں عرف رحیم خاں
خاندان شہزادگان اولاد یونس خاں

حبیب خاں

اکبر خاں — حمزہ خاں (لاولد)

یٰسین خاں — دولت خاں (اولادِ دختری) — یونس خاں

محمد نور خاں — محمد داؤد خاں — محمد عثمان خاں — محمد امیر خاں (اولادِ دختری)

عادل خاں عرف محمد — محمد ابدال خاں (لاولد) — محمد دلیل خاں — محمد یوسف خاں — عبدالرحیم خاں — محمد اسمٰعیل خاں — محمد عیوض خاں — محمد یعقوب خاں — محمد ابراہیم خاں (لاولد) — محمد زکریا خاں

عبدالمجید خاں (لاولد) — محمد حبیب خاں

خورشید احمد خاں
محمد داؤد خاں

ضیاء الاسلام خاں — محمد احمد خاں

محمد فیروز خاں — محمد ندیم خاں — محمد فہیم خاں

آفتاب احمد خاں — مستجاب احمد خاں

محمد مجتبےٰ خاں (لاولد)
محمد مصطفےٰ خاں

محمد سعود مصطفےٰ خاں — محمد خرم مصطفےٰ خاں

محمد حسام خاں

محمد انجم ضیاء خاں — محمد نجم الضیاء خاں — محمد شمس الضیّاء خاں — محمد طارق ضیاء خاں

شہباز انجم خاں — شیراز انجم خاں — سہیب انجم خاں

مورثِ اعلیٰ جنابِ دیوان عبّاس خاں

دیوان دولت خاں
عبدالرحیم خاں عرف رحیم خاں
خاندان شہزادگان اولاد یونس خاں

یٰسین خاں — دولت خاں (لاولد) — یونس خاں

محمد نور خاں — محمد داؤد خاں — محمد عثمان خاں — محمد امیر خاں (اولادِ دختری)

امان اللہ خاں

احمد خاں — محمد خاں — غلام محمد خاں

محمد قائم خاں — عبدالکریم خاں — محمد ہاشم خاں

عبدالرحمٰن خاں — عبدالحفیظ خاں (لاولد) — عبدالرحیم خاں (اولادِ دختری)

حبیب الرحمٰن خاں (اولادِ دختری) — محمد عثمان خاں — خلیل الرحمٰن خاں

محمد عرفان خاں (لاولد) — محمد نعمان خاں — محمد عمران خاں — محمد عفران خاں (اولادِ دختری)

لئیق الرحمٰن خاں

عباد الرحمٰن خاں — عتیق الرحمٰن خاں

محمد انعام الرحمٰن خاں — محمد نعیم الرحمٰن خاں

حفظ الرحمٰن خاں — وصی الرحمٰن خاں — رضی الرحمٰن خاں — شہزار الرحمٰن خاں — مطلب الرحمٰن خاں

نسب نامہ دختران اولاد گلاب خاں بن ماں خاں خاندان مصری خیل

غلام مولیٰ خاں
عبدالرزاق خاں
محمد ظہور خاں
احمد حسن خاں لاولد
فرحت اللہ خاں آگے
ثناء اللہ خاں آگے

شیر اللہ خاں
سیف اللہ خاں
بصیر اللہ خاں اولاد دختری نہیں
بسم اللہ بیگم عنایت خیل کے اخلاق احمد خاں سے شادی ہوئی لاولد
ارشاد بی بی عبدالہادی خاں پسر عبدالرزاق خاں سے شادی ہوئی
مشکور احمد خاں رحمت خیل کے محمد حسن خاں کی بیٹی نور جہاں بیگم سے شادی ہوئی۔

اقتدار اللہ خاں
آفتاب جہاں منکوحہ از شفقت اللہ خاں رحمت خیل لاولد
افتخار اللہ خاں
دو بیٹے
رابعہ خاتون لاولد
مرغوب احمد خاں
مطلوب احمد خاں
باقی سلسلہ اگلے صفحہ پر
ساجدہ خاتون

عبدالہادی خاں۔ محمد ظہور خاں کی بیٹی ارشاد بی بی سے شادی ہوئی۔

منظور احمد خاں
منور جہاں
اقبال جہاں
انوار احمد خاں لاولد
افضال جہاں
مشتاق احمد خاں

ایک بیٹا — اقبال احمد خاں
گورکھپور — نور الصباح بیگم سے شادی ہوئی
شیم احمد خاں
دو بیٹے — معروف احمد خاں
ایک بیٹا — مبشر احمد خاں
سنبل بیگم
دو بیٹے ترنم معروف صبا معروف
شادی علیگڑھ۔ گورکھپور شادی ہوئی
فرحین معروف

محمد منشا خاں رحیم خیل سے شادی ہوئی
حامد منشا خاں لاولد
جاوید منشا خاں
غوثیہ بیگم دختر مشتاق احمد خاں سے شادی ہوئی
سعدیہ بیگم طلحہ خاں

قمر جہاں بیگم اہلیہ مرغوب احمد خاں
طاہر منشا خاں
ثمینہ بیگم۔ شبانہ بیگم
تنویر جہاں بیگم
راحت اللہ خاں پسر ممتاز اللہ خاں مرزا خیل سے منکوحہ ہوئیں
عشرت اللہ خاں
نواب شاہ سے شادی ہوئی

رحمت خیل کے وکیل احمد خاں پسر سراج احمد خاں سے شادی ہوئی
مرزا خیل کے ممتاز اللہ خاں سے شادی ہوئی
اولاد مندرجہ ذیل
راحت جہاں
اقتدار اللہ خاں کے بیٹے افتخار اللہ خاں سے شادی ہوئی
راحت اللہ خاں کی تنویر جہاں دختر منشا خاں سے شادی ہوئی

سراج احمد خاں
فیض احمد خاں
وہاج احمد خاں
فراز احمد خاں
علیگڑھ کے رضوان الحسن سے شادی ہوئی۔
انعم خانم
ایمن خانم
عاشر احمد خاں
فوزیہ بیگم
غوثیہ بیگم
جاوید منشا خاں سے شادی ہوئی
منہاج احمد خاں
مرغوب احمد خاں کی بھتیجی ناہید اختر سے شادی ہوئی
معراج احمد خاں
کرنل پور لکھنؤ کے آفتاب علی خاں ایڈووکیٹ کی بیٹی صبیحہ سے شادی ہوئی
اظہر احمد خاں
شمیم احمد خاں
کو قمر جہاں حیدرآباد سندھ میں شادی ہوئی
مزین جہاں۔ شادی رحیم خیل کے اظہر احمد خاں کے ناصر احمد خاں سے ہوئی۔
فردوس بیگم۔ کراچی کے افسر علی خاں سے شادی ہوئی
سمیعہ بیگم
اسامہ خاں
فائزہ بیگم

گلاب خاں

غلام مولیٰ خاں عبدالرزاق خاں محمد ظہور خاں احمد حسن خاں فرحت اللہ خاں ثناءاللہ خاں

لے ہر دو خاں کا احوال پیچھے ہے

لاولد

بسم اللہ بیگم ارشاد بی بی مشکور احمد خاں ضیاءاللہ خاں نصیر النساء خاتون نظام اللہ خاں عفت آرا بیگم

لاولد

میرٹھ شادی ہوئی۔ لاولد

تین بیٹے

مقبول احمد خاں کے بیٹے وقار احمد خاں سے شادی ہوئی

ضمیر فاطمہ بیگم شادی سے قبل فوت

رابعہ خاتون مرغوب احمد خاں مطلوب احمد خاں ساجدہ خاتون

مسعود احمد خاں ناہید اختر خاں عروج احمد خاں فرحت اثر

اسد اللہ خاں

مشتاق احمد خاں کے بیٹے منہاج احمد خاں سے منکوحہ ہوئیں۔

سہارنپور شاہ بہلول کے عبدالباقی صاحب کے بیٹے عبدالباری سے شادی ہوئی۔

سہارنپور شاہ بہلول کے حاجی نہال احمد سے شادی ہوئی۔ لاولد

ایک بیٹا محبوب احمد خاں بیٹی بلقیس بیگم اسکی شادی جے پور کے معروف گھرانے محلہ پرانا توپ خانہ کے جناب عبدالرشید خاں کے بیٹے عبدالوحید خاں سے ہوئی۔

صہیبہ خانم عائشہ تقدیر رضاءالباری ثناءالباری

ضرورت نسب نامہ دختران اولاد گلاب خاں بن مان خاں

گلاب خاں کے چھ بیٹے تھے انمیں ایک محمد ظہور خاں کے پوتے مطلوب احمد خاں اور سب سے چھوٹے بھائی راجستھان ٹونک میں جاکر سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ سرکاری ملازمت کی اور شادی بھی ٹونک میں کی۔ دو اولادیں ایک لڑکا محبوب احمد خاں اور لڑکی بلقیس بیگم پیدا ہوئیں۔ اچھی تعلیم دلائی ریٹائرمنٹ کے بعد جے پور میں رہائش اختیار کرلی اور دونوں بیٹا بیٹی کی شادی جے پور کے معروف گھرانوں میں کی بیٹے کی آمد و رفت شاہجہانپور ہے اور رہے گی۔ مگر بیٹی اپنے گھر گرہستی میں گھر کر شاہجہانپور سے الگ تھلگ ہو جائیگی اور ایک وقت ایسا آئیگا کہ اسکے خاندانی بھی بھول جائیں گے کہ ایک بیٹی جے پور میں ہے اسلئے اس تاریخ میں اس کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں کہ اسکو یاد رکھا جائے اسی لئے خاندان کی بیٹیوں کا ذکر ضروری ہوا۔

بلقیس کی شادی جے پور کے محلہ پرانا توپ خانہ کی معروف شخصیت اور نگینہ

کے بڑے کاروباری جناب عبدالرشید خاں صاحب کے بیٹے جناب عبدالوحید خاں سے ہوئی۔

آپ کے یہاں نگینہ زر قند کا کام ہوتا ہے اور عبدالوحید خاں اپنے کاروبار کو خود دیکھتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہیکہ میری بیٹی اس گھر میں رل ملی۔ اور خوشحال ہے اسکے بھی تین بیٹیاں ہیں۔ نیفین خانم، ثمین خانم، نردین خانم۔

ذکر اولاد محمد خاں

تاریخِ افغانان شاہجہانپور زیرِ عنوان کہ جسمیں مورثِ اعلیٰ دیوان عباس خاں کے دوسرے
نمبر کے بیٹے دیوان دولت خاں کی اولاد کی تاریخ افغانان شاہجہانپور کے نام سے درج ہے وہیں
محمّد خان اوّل بیٹے کے حالات بھی ضروری معلوم ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ کہ محمّد خان
کے بیٹے از رُوئے روایت حامد خاں وازرُوئے شجرہ پڑپوتے تھے شاہجہانپور آکر
آباد ہوگئے تھے ان کے پاس شاہجہانپور میں کوئی جائیداد نہ تھی اسلئے کہ دیوان دولت خاں
کی بیٹی مکھونی بی جنکی شادی محمد خان کے بیٹے عبداللہ خاں سے ہوئی تھی تب دیوان دولت خاں
نے اپنے نواسہ نوشیر خاں کی پیدائش پر ان کے نام کچھ زمین اور باغ کردیا تھا اور وہ
جائیداد رحمت خاں اور رحیم خاں کے زیرِ تسلّط تھی ناگاہ نوشیر خاں کا انتقال ہوگیا اور
جائیداد کا دعویٰ از روئے دستاویز ہمت خاں برادرِ علاقی عبداللہ خاں نے کیا اور کچھ
حاصل نہ ہوا۔ از روئے دستاویز ہمت خاں عبداللہ خاں کے بھائی ہوئے اور از روئے
شجرہ ہمت خاں کالے خاں کے بھائی ہیں۔ جب ہمت خاں کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ
ہوئی تو حامد خاں از رُوئے دستاویز ہمت خاں کے بیٹے نے بزور شاہجہانپور آکر
قابض ہونا چاہا تو شرع مانع ہوگئی دستاویز میں حامد خاں ہمت خاں کے بیٹے ہیں اور شجرہ
میں حامد خاں بن سعادت خاں. بن عبداللہ خاں. بن محمد خاں درج ہے یعنی محمد خان کو
شامل کرتے ہوئے چوتھی نسبت ہے اسی طرح ہمت خاں برادر کالے خاں نویں پشت
میں ہیں، ہمت خاں. بن مہتاب خاں بن سردار خاں بن محمد یار خاں بن عبداللہ خاں بن
محمد خاں. بن سعادت خاں. بن عبداللہ خاں. بن محمد خاں۔ اور وہ جائیداد جو نوشیر خاں
کو دولت خاں سے ملی تھی نوشیر خاں مرحوم کے والد عبداللہ خاں نے رحمت خاں اور رحیم خاں
کو دستاویز کے ذریعہ دے دی جو ہمرشتہ شجرہ ہے اس کے بعد نویں پشت میں محمد خاں
کی اولاد میں شجرہ کی رُو سے احمد خاں کی ایک بیٹی ہوئی جو عبداللہ خاں سے بیاہی گئیں

عبداللہ خاں کے سلسلہ میں کوئی معلومات نہیں کہ عبداللہ خاں کون تھے اور کہاں سے آئے
یہ ضرور ہے کہ احمد خاں کی بیٹی چھنونی بی سے چار بیٹے ہوئے۔ آگے شجرہ میں دیکھیں۔
اور سعادت خاں برادر احمد خاں و محمد خان لاولد ہوئے ان تینوں بھائیوں
میں سعادت خاں کے بھی اولاد دختری ہوئی اور دو بیٹی۔ ایک داماد حافظ ولیداد خاں
اور دوسرے داماد کالے خاں پسر مہتاب خاں تھے جنکی اولاد کے شجرہ آگے ہیں۔

دستاویزات مع مفہوم شجرہ کے ساتھ ہیں دستاویزات مصدّقہ بامہر ہیں اسلئے
دستاویز کی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اِسو جہ سے شجرہ اور دستاویزات میں
اختلاف ہے دونوں میں مطابقت نہیں۔ بہرحال شجرۂ نسب از حافظ رعایت اللہ خاں
پیش ہے۔ ناظرین غور فرمائیں۔

شجرۂ نسب اولادِ محمود خاں

مورثِ اعلیٰ دیوان عباس خاں

۱ محمد خاں در بنگلہ مرشد آباد بنگالہ و بہار — ۲ دیوان دولت خاں مورث شاہجہانپور — ۳ جنید خاں مورث رسول آباد نانپور — ۴ دلاور خاں

دلاور خاں: دلیل خاں لاولد

محبت خاں — عبداللہ خاں — بہرمند خاں

سعادت خاں

حامد خاں

عادل خاں لاولد — بہادر خاں — عبداللہ خاں

الٰہی یار خاں — محمد یار خاں — خدا یار خاں

نصرت خاں — جیون خاں — سردار خاں — رحیم شیر خاں کو دختر یونس خاں بیاہی گئیں۔

نصرت خاں: پیر خاں لاولد

بختاور خاں

میر خاں لاولد — منیر خاں لاولد — مہتاب خاں — عبدالرحمن خاں لاولد

سعادت خاں دو دختران دو داماد — احمد خاں اولاد دختری چھونوبی بی داماد عبداللہ خاں — محمد خاں لاولد

ہمت خاں — کالے خاں

ہمت خاں: محمد رضا خاں لاولد

حافظ ولید اد خاں — کالے خاں پسر مہتاب خاں

امانت اللہ خاں — محفوظ خاں لاولد

امانت اللہ خاں: شرافت اللہ خاں

حکمت اللہ خاں — رحمت اللہ خاں — نعیم اللہ خاں

حکمت اللہ خاں: سلامت اللہ خاں

لطافت اللہ خاں — حافظ عنایت اللہ خاں — وجاہت اللہ خاں

شجاع اللہ خاں — سعادت اللہ خاں — عروج احمد خاں — فصاحت اللہ خاں

شجاع اللہ خاں: وزارت اللہ خاں

لطافت اللہ خاں: محمد عارف خاں

امانت اللہ خاں — حشمت اللہ خاں — برکت اللہ خاں — ولایت اللہ خاں

محمد عاقل خاں — محمد فاضل خاں — تبارک اللہ خاں — اقتدار اللہ خاں — ظفر اللہ خاں — اظفر اللہ خاں — عامر اللہ خاں

تبارک اللہ خاں: عنایت اللہ خاں

سوال میکند و اشتہار بحق خود میخواہد اضعف العباد محمد اکبر خاں بن رحیم خاں بن دولت خاں بن عباس خاں قوم افغانان دلازاک یٰسین خیل ساکن شاہجہانپور پرگنہ ہاپوڑ تابع چکلہ مرادآباد مضافات صوبہ و دارالخلافہ شاہجہان آباد از سادات عظام و مشائخان ذوی الاحترام و چودھریان و قانون گویان و قضات و اہالی و موالی و از جمیع ساکنہ پرگنہ مسطور بر ایں معنی کہ بر ہمہ کس ہویدا و منکشف است کہ بی بی مکھو نام دختر دولت خاں ہمشیرہ رحمت خاں و رحیم خاں و ناہر خاں جدّہ ایں سائل بعبداللہ خاں پسر محمد خاں کہ در اڑیسہ استقامت داشت کتخدا شدہ بود عبداللہ خاں مسطور را از اں جا آمدہ منکوح کردہ باز بہ اڑیسہ رفتند و آنجا رفتہ یک پسر تولد شد نوشیر خاں نام داشت و چوں خبر تولد شدن در شاہجہانپور رسید رحمت احمد خاں جدم مبارکبادی نزد دولت خاں پدر خود بروند گفتند کہ پسر بخانہ بی بی مکھو عاجزہ اں صاحب تولد شد خاں مسطور فرمودہ کہ شما ہم چیزے بفر سید خان مذکور عرض کردہ کہ در خانہ انہا دولت بسیار است مگر زمین باغ باسم نواسہ خود بدہند۔ دولت خاں جیو زمین باغ باسم نوشیر خاں نواسہ خود دادند رحمت خاں باغ بموجب درخواست در زمین مذکور بنام آراستہ ساختند و باغ مذکور تا بزیست نوشیر خاں در تصرف رحمت خاں مذکور ماند بعد از یں کہ نوشیر خاں فوت شد و ہیچ ورثا گذاشت و عبداللہ خاں ولی مکھو بی بی مگر ہمت خاں برادر علاتی عبداللہ خاں آمدہ دعویٰ باغ از رحمت خاں نمودہ ہیچ پیش رفت نشد دریں وللہ حامد خاں پسر ہمت خاں برادر علاتی عبداللہ خاں از روئے متردی میخواہد کہ بر باغ تصرف نماید از روئے شرعیت دعویٰ حامد خاں مرحوم نمی رسید ہر کس کہ صحت ایں حال و صدق ایں مقال آگاہی و اطلاعی داشتہ باشد حسبتہً للہ مہر و گواہی برایں قرطاس ثبت نماید کہ عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور گردد۔

گواہ ____ حسن خاں زمیندار شاہجہانپور	گواہ ____ رحیم خاں زمیندار شاہجہانپور	گواہ ____ اسمٰعیل خاں زمیندار شاہجہانپور
گواہ ____ سادو خاں زمیندار شاہجہانپور	گواہ ____ سلطان خاں زمیندار شاہجہانپور	گواہ ____ اختیار خاں
گواہ ____ سرفراز خاں خوشباش	گواہ ____ جان باز خاں	گواہ ____ قادر داد خاں ولد فوجدار خاں

مفہوم دستاویز محمد اکبر خاں بن حبیب خاں بن رحیم خاں بن دولت خاں بن عبّاس خاں قوم افغان دلازاک یسین خیل ساکن شاہجہانپور پرگنہ ہاپوڑ تحصیل سکندرآباد علاقہ صوبہ و دارالخلافہ شاہجہاں آباد (حال دہلی) کہ سادات عظام اور مشائخاں کہ قابلِ احترام و چودھریان (علاقہ کے باحیثیت لوگ) و قانون گویان و قاضی حضرات اور ہالی موالی (ساتھ رہنے والے) کہ سب ساکنِ مذکورہ ہیں ہر کسی پر اظہار ہیکہ بی بی مکھو کہ نام بیٹی دولت خاں کا ہے جو رحمت خاں، رحیم خاں اور ناہر خاں کی ہمشیرہ ہیں اور جو اس خاکسار کے جدّ (بڑے) ہیں۔ عبداللہ خاں پسر محمّد خاں سے جو اڑیسہ میں سکونت اختیار کئے ہوئے تھے منسوب ہوئی تھیں اور عبداللہ خاں مذکور رحمت خاں مذکور کی بہن کو اڑیسہ سے آکر نکاح کر کے لیگئے تھے اور وہاں جانے پر ان کے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نوشیر خاں نام رکھا جب اس کی پیدائش کی خبر شاہجہانپور پہنچی رحمت خاں جذبہ مبارکبادی سے اپنے والد دولت خاں کے پاس پہنچے اور عرض کیا کہ مکھو بی بی کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ خاں مذکور نے فرمایا ہم ان کو کیا چیز بھیجیں خان مذکور نے عرض کیا اسکے گھر میں دولت بہت ہے اپنے نواسہ کے نام باغ اور زمین دیں۔ دولت خاں کہ سلامت رہیں نواسہ نوشیر خاں کے نام سے دی اور رحمت خاں نے مذکورہ زمین کی ایک تحریر لکھی کہ نوشیر خاں کی ملکیت معرفت رحمت خاں رہے گی اور نوشیر خاں نے مرنے کے بعد کوئی وارث چھوڑا عبداللہ خاں اور بی بی مکھو مگر ہمت خاں جو عبداللہ خاں کے علاتی بھائی تھے نے آکر رحمت خاں سے باغ مانگا (دعویٰ کیا) مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی اسلئے ہمت خاں کے بیٹے حامد خاں نے بزور باغ پر قبضہ کرنا چاہا۔ شریعت کی رُو سے مرحوم کے حق پر دعویٰ اثر انداز نہ ہوا جو شخص بھی اس حال اور معاملہ کی سچائی سے واقف ہو اور خبر رکھتا ہو اللہ کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے اس پر مہر اور گواہی کرے کہ اللہ کے حضور مشکور رہو۔

گواہ ________ گواہ ________ گواہ ________

حسن خاں زمیندار موضع شاہجہانپور — رحیم خاں زمیندار شاہجہانپور — اسماعیل خاں زمیندار شاہجہانپور

گواہ ________ گواہ ________ گواہ ________

سادہو خاں ولد حیدر خاں زمیندار شاہجہانپور — سلطان خاں زمیندار رسول آباد — اختیار خاں

گواہ ________ گواہ ________ گواہ ________

سرفراز خاں خوشباش — جاں باز خاں — قادر داد خاں ولد نوجدار خاں

خادم شرع
قاضی
قطب الدین

رسول اللہ
مفتی
ماہ عالم خادم الشرع ۱۹۲
الٰہی بخش ابن ... سید

اعانت علی
سید فیروز علی
ولد

نقل کاغذ بمہر سعادت عبداللہ و محمد رحمت للعالمین و طالب حق بلطفت غرض از ایں نوشتہ ایں کہ منکہ سعادت خاں و عبداللہ خاں بن محمد خاں افغان ام۔ چونکہ یک قطعہ باغ احداث اشجار انبہ وغیرہ کہ حضرت قبلہ کا ہے ام ما از معرفت اہتمام خاں صاحب رحمت خاں جیو و رحیم خاں جیو ولد دولت خاں ابن عباس خاں جیو در رقبہ موضع شاہجہانپور افغان عملہ پرگنہ ہاپوڑ تابع چکلہ سکندرآباد مبلغ خود دادہ نشانیدہ بود در نیولا منتقر باغ مذکورہ را برضا و رغبت خود در ثبات نفس و جواز عقل بلا کرہا و اجبار او در ملکیت و تصرف فرزندان و اولادمیان رحمت خاں و رحیم خاں مذکورہ دادم و سر درختی و زیر درختی مثمرہ و غیر مثمرہ آنرا ہبہ نمودیم کہ ہمیشہ بنسلش در تحت تصرف خود داشتہ باحتیاج خود نماید منہدمہ نشود کہ اسم بزرگ دارم قایم باشد کسے را برادران و اولاد وارثان ما را از اولادمیان رحمت خاں و رحیم خاں ہیچ دعویٰ طلبی و خصومتی نیست و نماندہ و اولادمیان رحمت خاں و رحیم خاں جیو مختار است خواہ خود دارد و یا بدیگرے بدہد اگر کسے بزور خواہد کہ بگیرد باطل است بنابر ایں چند کلمہ بطرق ہبہ نامہ شرعی نوشتہ دادہ شد کہ ثانی الحال سند ہو، تحریر فی التاریخ۔

مفہوم: یہ کہ سعادت خاں و عبداللہ خاں کہ بیٹے محمد خاں کے ہیں ایک قطعہ باغ آم جو ملکیت ان کی ہے اور اہتمام و انتظام بذریعہ رحمت خاں و رحیم خاں پسران دولت خاں کے ہوتا ہے جو موضع شاہجہانپور پرگنہ ہاپوڑ تحصیل سکندرآباد ضلع میں واقع ہے اس وجہ سے باغ مذکور کو اپنی مرضی اور ٹھیک ہوش و حواس میں اولاد رحمت خاں و رحیم خاں کو بغیر کسی دباؤ کے جسکی درخت و زمین ہمیشہ کیلئے دے دی کہ اسکو وہ بحیثیت مالک کے رکھیں کہ بربادی سے بچے اور قائم رہے کہ بزرگوں کا نام زندہ رہے کسی کو میرے وارثان میں سے یا اولاد میں سے دعویٰ داری کا حق نہ ہوگا اگر کوئی کرے تو غلط ہے وہ خود مختار ہیں۔ اسلئے یہ چند جملے بطور ہبہ نامہ لکھا کر دیدئے۔ ہبہ نامہ شرعی ہو اور سند ہو۔

قبیلہ یوسف زئی شاہجہانپور

افغانوں کے مشہور قبائل یوسف زئی کے متعلق کئی مورخین کا خیال ہے کہ وہ ان مشہور قبائل سے تعلق رکھتے ہیں جن کا ذکر یونانی مؤرخین بڑے شد و مد سے کرتے آئے ہیں۔ جنہیں ان مورخین نے پکٹیان کے نام سے تاریخ کے اوراق میں جگہ دی ہے کہا جاتا ہے کہ یہ پکٹیان قدیم زمانہ سے کوہ ہندوکش کے ساتھ آباد تھے اور یہاں سے نکل کر وہ بعد میں ان افغانوں سے جا ملے جن کا فلسطین کی طرف سے ہجرت کرتے ہوئے غور اور فیروزہ کی پہاڑیوں میں مقیم ہونا بیان کیا جاتا ہے اس نظریہ کے پیش نظر ان مصنفین کا خیال ہے کہ کنڑ اور باجوڑ میں اسپاسی نامی جو قوم بیان کی جاتی ہے اس کا نام بگڑ کر ایسپ بن گیا ہوگا اور یوسف زئیوں کی عام بول چال میں چونکہ یوسف زئی کا تلفظ اکثر ایسپ زئی ہی کیا جاتا ہے اس سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے۔

لیکن ویسے عام افغان اور غیر افغان مؤرخین اور شجرہ نویس اس قبیلہ کے بانی یوسف کو افغانوں کے جدِ اوّل قیس عبدالرشید کے بیٹے سرابن کی اولاد سے ظاہر کرتے ہیں اسے سرابانی پکارتے ہیں یہ سرابانی بعد میں چلکر شیخئے اور غوری دو حصّوں میں تقسیم ہو گئے تو شیخئے کی اولاد یوسف زئی گگیانی اور ترکانڈی پکارے جانے لگے پھر یوسف زئی بھی دو قبیلوں میں بٹ گئے ایک یوسف کہلائے تو دوسرے منڈر۔ شجرہ نویسوں کے قول کے مطابق یہ منڈے کے دو بیٹوں عمر اور یوسف کی اولاد سے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ابھی اس وقت شیخئے قندھار اور بلوچستان کے درمیان آباد تھے عمر نے ہندوستان کی راہ لی اور دریائے سندھ کو عبور کرتے ہوئے حسن ابدالی (پنجاب) میں جا مقیم ہوا اسی جگہ اسکا لڑکا منڈر پیدا ہوا اس نے خود یہیں حسن ابدال میں وفات پائی۔ تو اس کے قرب میں راہ کی پہاڑی پر دفن کیا گیا بعد میں جب یوسف کو اپنے بھائی کی وفات کا علم ہوا تو وہ حسن ابدال پہنچ کر منڈر اور اس کی والدہ کو اپنے ساتھ واپس لے گیا پھر منڈر سے اپنی لڑکی بھی

بیاہ دی۔

یوسف چونکہ عمر میں بڑا تھا اور بعد میں اس نے منڈر کے باپ کی حیثیت بھی حاصل کر لی تھی اس وجہ سے ان کی اولاد یوسف کے نام سے ہی یوسف زئی پکاری جاتی رہی۔ وہ آپس میں محبّت و پیار اور صلح آتشی سے زندگی بسر کرتے رہے۔ اور اس امر کی ضرورت پیش نہ آئی کہ یوسف اور عمر کی اولاد جدا جدا ناموں سے پکاری جاتی اگرچہ رسم ملک کے مطابق اپنے اندرونی معاملات میں دونوں جدا جدا ہستیوں کے مالک تھے وقت گذرنے پر جب ان کو افغانستان کا علاقہ چھوڑ کر موجودہ علاقہ یوسف زئی کی طرف آنا پڑا تو بھی وہ یوسف زئی ہی پکارے جاتے رہے اور تمام مورخین نے یوسف زئی ہی کے نام سے ان کا ذکر کیا۔ حالانکہ افغانستان سے ہجرت کی۔ قیادتِ ملک احمد خاں منڈر کر رہے تھے موجودہ علاقہ پہنچنے کے بعد اپنی اندرونی تقسیم کے مطابق یوسف کی اولاد تو ضلع مردان کے علاقہ میں مقیم ہو گئی اور منڈر کی اولاد نے دیر سوات وغیرہ کے علاقوں میں ڈیرے جمائے بعد میں حالات نے مجبور کیا تو علاقوں کے تبادلے ناگزیر ہو گئے منڈر پہاڑیوں سے نکل کر ضلع مردان کے میدانی علاقوں کی طرف کوچ کر آئے تو یوسف قبائل اس علاقہ سے نکل کر سوات دیر اور باجوڑ کے علاقہ کی طرف آباد ہو گئے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ اندازاً چوتھی یا پانچویں صدی مسیح کے لگ بھگ اس قبیلہ کے اجداد وادئ پشاور یا گندھار میں آباد تھے۔ لیکن جب مغرب کی طرف سے مختلف تاتاری قبائل نے یلغار شروع کی اور ان کا زور دار ریلا آیا تو یہ لوگ اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہنے پر مجبور ہوئے اور بحیثیت قوم نقلِ مکانی کرتے ہوئے خدا جانے کن کن مصائب و آلام کا مقابلہ اور کن کن علاقوں کی خاک چھاننے کے بعد بلوچستان اور افغانستان کے درمیانی علاقوں میں جا آباد ہوئے تھے وہاں سے پھر پندرہویں صدی عیسوی کے اوائل میں اندازاً اپنی پہلی ہجرت سے ایک ہزار سال بعد دوبارہ ایسے وقت اپنے وطن کی طرف لوٹے جب افغانستان میں خاندان تیموریہ کا مرزا الغ بیگ حکمراں تھا۔

(بحوالہ "یوسف زئی افغان" مصنفہ اللہ بخش یوسفی)

چونکہ بڑا خاندان یوسف زئی قبیلہ کا شاہجہانپور میں محلہ شہزادگان کے نام سے آباد ہے اور اس قبیلہ کے مورثِ اعلیٰ ہندوستان میں آنے کے بعد علاقہ روہیلکھنڈ میں عہدِ رحمت خاں میں احمد شاہ ابدالی والیٔ افغانستان کے ساتھ بغرض جہاد فی سبیل اللہ ماہ جمادی الثانی ۱۱۷۴ھ آئے اور جناب مورثِ اعلیٰ ملا کرم خاں شاہجہاں پور آکر آباد ہوئے آج ایک بڑا خاندان انکی نسل میں شاہجہانپور کے محلہ شہزادگان میں آباد ہے جن کا شجرۂ نسب آگے دیا گیا ہے۔

اسکے علاوہ ایک گھرانا کمال زئی پٹھان ۱۹۵۸ء رامپور (ریاست) کے محلہ کھالا پار سے ترکِ مکانی کر کے شاہجہانپور کے محلہ خوش باشان میں آکر آباد ہوا اس گھرانے کی رشتہ داری پہلے سے خاندان شہزادگان شاہجہانپور میں تھی اب مزید رشتہ داری شہزادگان اور خوش باشان محلوں میں ہو گئی ہیں شاہجہانپور میں ان کا کاروبار نرسری بہت اچھا چل رہا ہے ایک نرسری "انڈین فارم اینڈ نرسری" کے نام سے رسول آباد نانپور میں ہے اور ایک نرسری شہر دہلی میں ہے جسے چھوٹے بھائی یونس خاں چلاتے ہیں یونس خاں سے بڑے محمد یوسف خاں گاؤں میں نائب پردھان ہیں۔ شجرہ آگے۔

یوسف زئی قبیلہ کے جناب تبارک اللہ خاں خاندان کے معزز لوگوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ باحیثیت بھی ہیں اور ذمہ دار بھی ہیں مکان کے سامنے مسجد ہے جس کا نظام تبارک اللہ خاں چلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی آپ کا مخیر حضرات میں شمار ہوتا ہے۔

جناب تبارک اللہ خاں

مُورثِ اعلیٰ جناب مُلّا کرم خاں پنج ہزاری (اولادِ رحیم اللہ خاں)

رحیم اللہ خاں — داؤد خاں

لطف اللہ خاں عرف پھولا خاں — محمد فاضل خاں

مجیب اللہ خاں — عباد اللہ خاں — کرم خاں — فتح اللہ خاں — فتح اللہ خاں — خیراتی خاں

حفیظ اللہ خاں (حوالدار)

عبد اللہ خاں
حمد اللہ خاں
شوکت اللہ خاں

احسن اللہ خاں — فصیح اللہ خاں — وصی اللہ خاں

شاہ عالم خاں — اولادِ دختری

اسد اللہ خاں — سعد اللہ خاں

فتح اللہ خاں
لاولد

رحیم اللہ خاں عرف (داداجی) — نعیم اللہ خاں

عبد الہادی خاں — عبد القیوم خاں — عباد علی خاں — احمد علی خاں

عبد اللہ خاں — محمد شفیع خاں

فصیح اللہ خاں
جاوید احمد خاں

رحمت اللہ خاں — شریعت اللہ خاں

حافظ ضمانت اللہ خاں — طریقت اللہ خاں
بچپن میں فوت ہو گئے

محامد اللہ خاں — معارف اللہ خاں — مجاہد اللہ خاں — مزمل اللہ خاں

علی احمد خاں — امجد علی خاں — شرافت علی خاں — لطف اللہ خاں — خان الٰہی خاں

مدثر اللہ خاں — مظہر اللہ خاں — مبشر اللہ خاں

محمد انور خاں — محمد مسرور خاں — عبد القیوم خاں

محمد طالب خاں

عمیر بابر خاں — فاروق صفدر خاں

شیر زماں خاں — شاہنواز خاں — شاہد اد خاں

محمد شمشیر خاں — محمد ذاکر خاں

علیم اللہ خاں — لطف اللہ خاں — عنصر اللہ خاں — لیاقت اللہ خاں — محمد محافظ خاں — محمد اویس قرنی

جماعت اللہ خاں — تبارک اللہ خاں

مستجاب احمد خاں — صداقت اللہ خاں — مشاہد اللہ خاں — ریاست اللہ خاں — فراست اللہ خاں

شجاعت اللہ خاں
منصور عالم خاں

حافظ اظفر اللہ خاں — غضنفر اللہ خاں — لطف اللہ خاں

مسعود احمد خاں — سعود احمد خاں — بابر خاں

راحت اللہ خاں — مبارک اللہ خاں — عامر اللہ خاں — عمران احمد خاں

معارف اللہ خاں
سعادت اللہ خاں

عرفان اللہ خاں

بشارت اللہ خاں — شریعت اللہ خاں

مورثِ اعلیٰ ملا کرم خاں پنج ہزاری (اولادِ داؤد خاں)

رحیم اللہ خاں — داؤد خاں

منور خاں — غلام محی الدین خاں — غلام غوث خاں — عبد اللہ خاں

مشیت اللہ خاں

لاولد

عنایت اللہ خاں — کفایت اللہ خاں

عبد الحق - اولادِ دختری

حافظ تہور خاں — یعقوب خاں — نصر اللہ خاں — اسمٰعیل خاں — اسحق خاں — علیم اللہ خاں — عثمان غنی خاں — عبد الغنی خاں

لاولد — لاولد — لاولد — حافظ اسد محمد خاں — لاولد

محمد کامل خاں
محمد فاضل خاں
لاولد

محمد شریف اللہ خاں
اولادِ دختری

عبد الحکیم خاں
عبد الکریم خاں

سعید احمد خاں — بشیر احمد خاں — معشوق احمد خاں — شریف احمد خاں — نذیر احمد خاں — ظریف احمد خاں

عبد الرشید خاں — لاولد — لاولد

سلیم اختر خاں — کلیم اختر خاں — مہروز اختر خاں — شہداد اختر خاں

عبد الوحید خاں — عبد الحمید خاں

ارشد اللہ خاں

شاہنواز خاں — ذاکر خاں

عثمان غنی خاں — عبد الغنی خاں — عبد الحفیظ خاں — بشیر احمد خاں — نظیر احمد خاں

محمد احمد خاں

محمد عارف خاں — محمد ظریف خاں

لاولد

حافظ نفیس احمد خاں — عبد الولی خاں — محفوظ اختر خاں — محمد اسمٰعیل خاں

محمد نبی خاں — عبد العلی خاں

ندیم احمد خاں — محمد آصف خاں — جاوید خاں — محمد عاصم خاں

شاہ عالم خاں — خورشید عالم خاں — نصیب عالم خاں

دلازاک ارمڑ

جناب عبدالرحمٰن خاں بن وزیر محمد خاں بن مبارک خاں باشندگان کھیری نقوا، ضلع بدایوں سے نقل مکانی کر کے ۱۸۵۶ء میں موضع بھنڈولی ضلع بلند شہر میں آباد ہوئے اور تقریباً ۱۰۴ سال بھنڈولی میں آباد رہے اس کے بعد اس پٹھان دلازاکوں کی بستی شاہجہاں پور میں آئے اور مستقل سکونت اختیار کرلی جناب عبدالرحمٰن خاں شاہجہانپور اپنے بیٹوں اور نبیرگان کے ساتھ ۱۹۵۸ء میں تشریف لائے اور شاہجہاں پور کو وطن خاص کا درجہ دیا چونکہ انکی دو بیٹیاں پہلے ہی یہاں بیاہی گئی تھیں۔ عبدالرحمٰن خاں کے انتقال کے بعد ان کے دونوں بیٹے شاہجہانپور میں رہے جن میں سے ایک عزیز الرحمٰن خاں پاکستان چلے گئے اور دوسرے عبدالرشید خاں مع اپنے دونوں بیٹوں حیدر خاں و عبدالمعید خاں کے شاہجہانپور میں بس گئے اور کاروبار میں لگ گئے کچھ سال گذرے کہ اوکھلا دہلی مع بچوّں کے چلے گئے وہاں کاروبار شروع کرنے کے ساتھ نرسری کی طرف توجہ کی اوکھلا آباد ہو رہا تھا مکانات کی تعمیرات شروع تھی لوگوں کا جذبہ نئے مکانات اور کوٹھیوں میں پیڑ پودے پھلواریاں لگانے کا رجحان تھا کاروبار چل پڑا۔ اللہ کے فضل سے نرسری میں بڑی ترقی ہوئی اور دیگر کام چھوڑ کر نرسری کو بڑھالیا اور دہلی میں کربلا میں "راجدھانی نرسری" کے نام سے ایک نرسری قائم کرلی۔ اب ضرورت اسکے فروغ کی تھی لہٰذا شاہجہانپور میں لب سڑک ایک باغ اور باغ مع زمین کے خرید کر اسمیں نرسری قائم کی اور اس کا نام "ایور گرین فارم اینڈ نرسری" رکھا اور اس میں پودے تیار ہونے لگے جو تیار ہو کر دہلی "راجدھانی نرسری" لیجائے جاتے وہاں دہلی شہر میں شائقین بڑی تعداد میں خریدنے لگے۔ اللہ نے کاروبار کو بہت وسعت دی۔ اوکھلا تکونہ پارک پر رہائش کیلئے ایک عالیشان کوٹھی بنائی اور شاہجہانپور "ایور گرین فارم اینڈ نرسری" میں بھی دیگر عمارات کے ساتھ ایک کوٹھی اپنی رہائش اور مہمانوں کے آرام کے لئے بنائی۔

اس نرسری میں بڑی تعداد میں لیبر کام کر کے اپنی روزی کماتی ہے گویا ایک فیکٹری ہو۔ اس نرسری میں اکثر دہلی اور ملک کے دیگر علاقہ جات سے لوگ آتے ہیں اس کا ڈھنگ طریقہ دیکھ کر محظوظ ہوتے۔ کئی وزراء مملکت بھی یہاں تشریف لائے۔ مثلاً جناب چندر شیکھر صاحب وزیر اعظم جناب محمد عارف خاں جنابہ مینکا گاندھی ایسے ہی اور حضرات بھی سال میں ایک بار یہاں ڈاکٹروں کا پروگرام بھی ہوتا ہے جسمیں مریض دیکھے جاتے ہیں اور مریضوں کو دوائیاں بغیر قیمت کے دیجاتی ہیں ان دوائیوں کا خرچہ مالک نرسری جناب حیدر خاں و ان کے بھائی عبدالمعید خاں اپنی جیب سے کرتے ہیں۔

دونوں بھائیوں نے اپنے والد مرحوم حاجی عبدالرشید خاں کی غیر معمولی خدمت کی۔ ان کو پہلے حج کرایا اور بعد میں حیدر خاں نے حج کیا اور پھر اگلے سال عبدالمعید خاں نے شرفِ حج حاصل کیا۔ انکی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ دونوں بھائی خوش حال ہیں بڑے مخیر حضرات ہیں غرباء پرور ہیں سردی کے زمانہ میں لحاف تیار کرا کر غرباء میں تقسیم کراتے ہیں ضرورت مند حضرات کی روپیہ پیسہ سے بھی مدد کرتے ہیں قریبی بستی رسول آباد نانپورہ میں آبادی سے مشرق میں لب سڑک پختہ ایک رقبہ حاصل کر کے اسی نرسری کی شاخ قائم کی ہے۔ چونکہ باغات کی وجہ سے شاہجہانپور میں نرسری کے قابل خالی زمین نہیں رہی تھی ان دونوں بھائیوں کا ایک کارنامہ بہت اہم ہے وہ یہ کہ شاہجہانپور میں انہوں نے جہاں بہت سی نرسریاں قائم کرائیں وہیں ملک بھر میں متعدد شہروں اور قصبوں میں نرسریاں قائم کرا دیں جن سے مالکانِ نرسری تو فیضیاب ہوتے ہی ہیں ان کے ساتھ بے تعداد لیبر کے لوگ ان میں کام کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔

اس کے علاوہ حکام رس بھی ہیں ضلع کلکٹر ایس، ڈی، ایم تحصیلدار۔ آئی، جی ڈی، آئی، جی پولیس و باقی حکام سے اچھے تعلقات ہیں عوام بستی اور خواص کے جائز کام ان حکام ان سے کراتے ہیں بستی میں متعدد لائسنسی اسلحہ بھی آپ نے لوگوں کو فراہم کرائے ہیں۔ شجرۂ نسب آگے ملاحظہ فرمائیں۔

الحاج جناب حیدر خاں
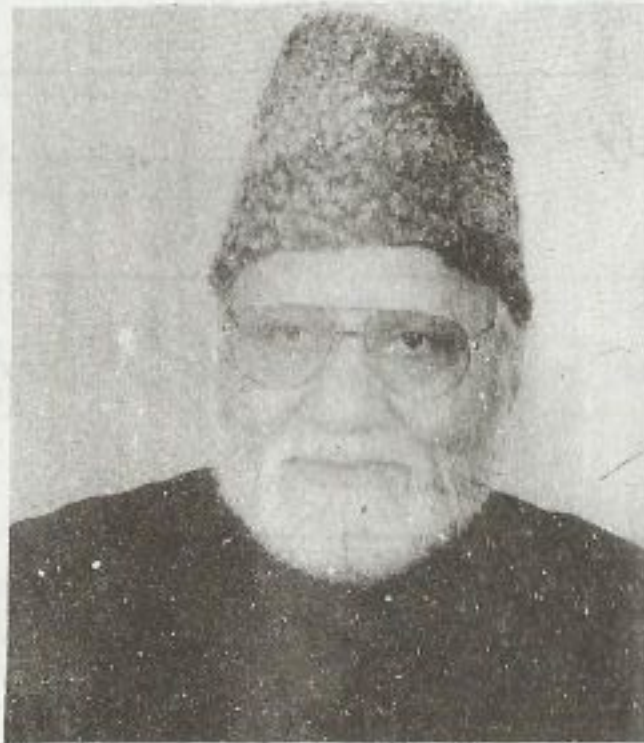
جناب حاجی عبدُالمعید خاں

جناب عبدالرحمٰن خاں بن وزیر محمد خاں بن مبارک خاں

عزیز الرحمٰن خاں پاکستان — حاجی عبدالرشید خاں

حفظ الرحمٰن خاں ایک بیٹا — عتیق الرحمٰن خاں تین بیٹے — جمیل الرحمٰن خاں دو بیٹے — انیس الرحمٰن خاں لاولد

سب پاکستان میں مقیم ہیں

حاجی حیدر خاں — حاجی عبدالمعید خاں

محمد شمیم خاں — محمد فہیم خاں — محمد قسیم خاں — محمد ندیم خاں — محمد وسیم خاں

محمد شاہ میر خاں

محمد ہاشم خاں — محمد طٰہٰ خاں — محمد ہادی خاں — محمد طلحہ خاں

بہرام خیل

ایک خاندان شاہجہانپور میں بہرام خیل کے نام سے موسوم آباد ہے جسکے مورث جناب بہرام خاں ضلع بلند شہر کے موضع خانپور سے سکونت ترک کرکے موضع فتح پور نرائن ضلع میرٹھ میں آکر آباد ہوئے اور فتح پور نرائن میں اچھے زمینداروں میں تھے فتح پور سے جانب پچھم انکے زمینداری کے رقبہ تھے اسمیں ایک بڑا کنواں تھا جو آج بھی موجود ہے اور پٹھانوں والے کنویں کے نام سے مشہور ہے انکی رشتہ داری موضع شاہجہانپور میں ہوگی ادھر کچھ حالات ایسے پیش آئے کہ فتح پور نرائن کی تیاگی برادری سے اختلاف پیدا ہوگیا کیونکہ تعداد میں قلیل تھے اسلئے فتح پور کی سکونت ترک کرنی پڑی اور شاہجہانپور میں بحیثیت رعایا غیر خدمتی آباد ہوئے۔ بہرام خاں کے ایک بیٹے میر خاں کی اولاد نرینہ نہ تھی صرف ایک لڑکی تھی اسکی شادی پھپھونڈہ ضلع میرٹھ کے اختیار احمد خاں سے ہوئی اور اختیار احمد خاں پھپھونڈہ سے آکر اپنے خسر میر خاں کے پاس آباد ہوگئے اختیار احمد خاں کی اولاد بھی شاہجہانپور میں ہے جسکا شجرۂ نسب درج ذیل ہے۔

مورث اعلیٰ جناب بہرام خاں

دراز خاں لاولد — علی محمد خاں لاولد — جان محمد خاں — میر خاں اولاد دختری شوہر اختیار احمد خاں پھپھونڈہ — کامیاب خاں — احمد یار خاں — غوث محمد خاں

حمید اللہ خاں — وحید اللہ خاں — نیاز اللہ خاں — فرمان اللہ خاں — عبدالحمید خاں — عبدالمعید خاں اولاد دختری — عبدالوحید خاں اولاد دختری — رحمت خاں میرٹھ — احمد علی خاں — محمد حیات خاں لاولد — فرید اختر خاں

رشید اللہ خاں — شمیم اللہ خاں — بچو خاں — عبدالرحمٰن خاں — شیر محمد خاں — ولی محمد خاں — محمد اختر خاں — محمد ادریس خاں — بشیر احمد خاں

شان اللہ خاں — مرشد اللہ خاں — عبدالرحیم خاں — ایوب خاں

منیر خاں — میران خاں — ریحان خاں

دانشمند خاں — اقبال احمد خاں — سعادتمند خاں — فخر عالم خاں — جمال احمد خاں

نور محمد خاں — خیر محمد خاں — اظفر محمد خاں — اسد محمد خاں — اظہر احمد خاں لاولد — طارق احمد خاں علی گڑھ — رشید احمد خاں (لنگوار) مراد آباد

عبدالکریم خاں — عبدالولی خاں پاکستان — عبدالقوی خاں — مستقیم خاں

ریاست اللہ خاں — راحت اللہ خاں — ارشد اللہ خاں پاکستان

ایاز محمد خاں — اعجاز محمد خاں — بشارت اللہ خاں — ریاض اللہ خاں

سجاد احمد خاں — ساجد احمد خاں

جاوید خاں — سلیم خاں

انجم ایاز خاں — ندیم ایاز خاں — نوید ایاز خاں — نعیم ایاز خاں

خاندانِ آفریدی

موضع شاہجہانپور افغانان میں جہاں مورثِ اعلیٰ دیوان عباس خاں کے بیٹے جناب دیوان دولت خاں کی اولاد آباد ہے اور اسکے علاوہ یوسف زئی نسل کے بہرام خیل کے مراد خیل کے دلازاک اُڈمر کے حضرات آباد ہیں وہیں ایک گھرانا آفریدی افغان کا بھی ہے جہاں سے میرا خود خصوصی تعلق رہا ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ میرا بچپن اِس گھر میں گذرا تو غلط نہ ہوگا۔ اس آفریدی گھرانے کے مورث جناب محمد معظم خاں آفریدی گذرے ہیں آپ قصبہ جلال آباد مملکت افغانستان سے ابراہیم لودی کے زمانہ میں رامپور تشریف لائے اور رامپور سے اس بستی شاہجہانپور میں منتقل ہوئے۔ شجرہ نسب ذیل میں ہے۔

مورثِ اعلیٰ جناب معظم خاں آفریدیؒ

محمد افضل خاں — محمد فاضل خاں (رامپور میں آباد رہے)

کالے خاں

محمد نواب خاں — محمد اسحاق خاں — محمد سلیمان خاں

محمد معظم خاں — محمد جان عالم خاں

محمد اکرم خاں لاولد — منصور عالم خاں

محمد افضل خاں پاکستان — محمد فاضل خاں پاکستان — محمد عاقل خاں

مہر عالم خاں

شاہ زعالم خاں

محمد اجمل خاں — افضال احمد خاں — محمد اکمل خاں — محمد سرور خاں

محمد دانشمند خاں

سہیل احمد خاں — انیس احمد خاں

محمد عادل خاں — محمد طارق خاں — محمد خالد خاں — محمد عابد خاں — محمد عارف خاں

مراد خیل

ایک خاندان مُراد خیل سے موسوم اِس بستی شاہجہانپور میں آباد ہے جسکے مورث شاہ محمد خاں بن فتح محمد خاں تھے ان کے سلسلہ میں مزید معلومات نہیں ان کا شجرہ نسب درج ذیل ہے۔

شاہ محمد خاں بن فتح محمد خاں

مراد خاں

سرور خاں — محمد گل خاں — سردار خاں

نامدار خاں

رنباز خاں

جان باز خاں

ارادت خاں

سرتاج خاں — سرفراز خاں — ذوالفقار خاں — نصرت خاں

ننھے خاں — الٰہی داد خاں لاولد

گل خاں

گلباز خاں — میر محمد خاں — فتح یاب خاں — مختار خاں — بہادر خاں

محمد خاں اولاد دختری بنو بی بی

نامدار خاں — نیاز محمد خاں — حبیب خاں

شیر محمد خاں لاولد — نصر محمد خاں — محمد تاج خاں

فاروق احمد خاں لاولد — عبدالمالک خاں

منصور علیخاں — ابن علیخاں — فرزند علیخاں

تینوں غدر میں کام آئے۔

خالد احمد خاں — عبدالماجد خاں

حسن رضا خاں اولاد دختری مقبول بیگم — رنباز خاں لاولد

فضل محمد خاں — ظفر محمد خاں — منظفر احمد خاں — اقبال محمد خاں

عبدالستار خاں — محمد زردار خاں — عبدالشکور خاں — عبدالغفور خاں — محمد ظہور خاں لاولد

لاولد

عبدالعزیز خاں — محمد سعید خاں

محمد شریف خاں — منظور احمد خاں — شیر افضل خاں پاکستان

شاہ محمد خاں — محمد سلطان خاں — محمد منظور خاں — محمد شاہد خاں

ذوالفقار احمد خاں — سرفراز احمد خاں اولاد دختری

مختار احمد خاں — سرتاج احمد خاں

محمد سردار خاں — عبدالاحد خاں — عبدالصمد خاں لاولد — عبدالرؤف خاں

معروف احمد خاں — محفوظ احمد خاں — مسرور احمد خاں — مطلوب احمد خاں — مصور احمد خاں

جنابُ قادر دادخاں مورث

آپ جناب دیوان عباس خاں مورث اعلیٰ افغانان شاہجہانپور کے چوتھے بیٹے محمود خاں کے پوتے ہیں آپکے والد صاحب کے نام کی تصدیق یہ ہوئی جیسا کہ پیچھے مضمون ذکر جناب دیوان عباس خاں تحریر جناب ڈاکٹر عبدالہادی خاں میں ہے کہ محمود خاں ناراض ہو کر بڑا شاہجہانپور چلے گئے تھے ان کے پوتے قادر داد خاں شاہجہانپور آ گئے تھے اور انکی اولاد شاہجہانپور میں ہے لہٰذا شجرۂ نسب اولاد قادر داد خاں پیش ہے۔

شاہجہانپور واپس آئے مورث جناب قادر داد خاں۔

عظیم داد خاں
ولی داد خاں
علی داد خاں

محمد ظہور خاں — محمد رفیع خاں

قادر داد خاں — عظیم داد خاں — قمر الدین خاں — شہاب الدین خاں
تینوں پاکستان

شان الٰہی خاں

محمد شبیر خاں

محمد ہارون خاں — مظہر احمد خاں

مطلوب احمد خاں — اسلوب احمد خاں — طالب احمد خاں — ثاقب احمد خاں

غالب احمد خاں — راغب احمد خاں

فرید اختر خاں — ندیم اختر خاں — نوید اختر خاں
نبیل اختر خاں

انتخاب احمد خاں — احباب احمد خاں — محمد عاصم خاں — محمد ناظم خاں — محمد واصف خاں

ہمازیب خاں

جہانزیب خاں — شاہزیب خاں — گلزیب خاں

مندرجہ بالا محمد ظہور خاں کے ایک بہنوئی تھے جنکا نام مولیٰ داد خاں تھا جنکا تعلق خاندان رحمت خیل سے بتایا جاتا ہے تصدیق سے پتہ چلا مولیٰ داد خاں خاندان قادر داد خاں میں رل مل گئے تھے ان کے دو بیٹے ہوئے۔ پہلے جناب صدیق خاں اور دوسرے محمد شفیع خاں دونوں لاولد ہوئے۔

نقلِ خط

دیوان عباس خاں مورث اعلیٰ بنام دولت خاں پسر خود منجانب شاہ صاحب برائے فتحیابی بر دریائے چنبل فرستادہ بود۔

وبعد فتحیابی بحکم شاہجہاں بادشاہ بہادر نوشتہ بود برخوردار اقبال مند دولت خاں واضح باشد کہ برخوردار اقبال مند محمد خاں را یکہزار و پانصد روپیہ انعام فرمودہ شد و چوں شما در جنگ کہ نزدیک دریائے چنبل شدہ بود از جانبازی بواسطہ اظہار نقش سپاہگری خود و نیک نامی اینجانب چنانچہ باید و شاید تقصیر نکردہ چوں جسارت شما باقی بود بخیر گذشت کہ زندہ ماندی یک زخم چشم و کم گویائی زباں کہ شرف مرداں است خوسوقت میگذارایندہ باشند چیزے رنج بخاطر نہ آرند کہ کہ دادِ مجلس مردم بزرگاں مذکور سپاہگری و جاں سپاری شما میشود۔ دریں باب شکر حق سبحانہ و تعالیٰ بجاآرند و دیگر معلوم آں برخوردار بودہ باشد کہ مبلغ دو ہزار روپیہ برائے خرچ سالتام شما جاگیر مقرر نمودہ شد۔ باید کہ مبلغ مذکور فصل بہ فصل از حاصل دیہہ یکہزار روپیہ میگرفتہ باشند وسوائے آں ہرچہ شما خرچ نماید خواہ برائے خود خواہ برائے کار اینجانب ہمہ منظور است دریں ہیچ باب را جواب نبیند و برائے افروزی زراعت و گرد آوری غلہ و محافظت مال ہرچہ خود سعی نمایند گنجائش دارد و مردم قبیلہ دار آید و اگر امسال زراعت خوب شدہ غلہ ازاں باشد تمامی را نگہدارند کہ مردم قبیلہ دار را غلہ ضرور در کار است خود عاقل اند۔ برائے محافظت مال پروا ہی بکنید و خیر و خیریت خود مع خیریت چگونگی حقیقت اں آئندہ می نوشتہ باشند کہ باعث جمعیت خاطر گردد و بجہت اعتماد شما مہر خود بر خط نمودہ شد بدستخط خود نوشتہ ام

مہر بندہ درگاہ عباس سنہ ۱۰۷۰ھ

منجانب مختار محمد کرامت خاں و فتحیاب خاں و فیضیاب خاں وغیرہ رئیس شاہجہانپور بعافیت باشند بملاحظہ عرض ایک رام سنگھ محرر منجملہ شاہجہانپور معلوم ہو کہ حفاظت اسباب شکار میں تم ذمہ دار رہتے ہو لہٰذا حکم ہے کہ آئندہ تم خوب احتیاط رکھو کہ کسی طرح کا نقصان اسباب شکار نہ ہو اور جو کچھ کہ کرڑی تختہ وغیرہ کا نقصان ہو گیا ہے ہر ایک کو سمجھا دو کہ سب پہنچا دیں ورنہ انکے واسطے اچھا نہیں اور چونکہ تم وہاں کے رئیس ہو تمکو اس بات کی احتیاط چاہیئے کہ جوابدہی ہر امر کی ذمہ تمہارے ہے فقط مرقوم ۷ رجولائی سنہ ۱۸۴۰ء

CANAL

سوال میکنند و اشتہار حق خود ہا میخواہند کہ اضعف العباد مسمیون علی نثار خاں و کرم خاں و بخت خاں و دلاور خاں و علی رضا خاں ابنائے رحم خاں و بہادر خاں و منّا خاں و عبد النبی خاں و احمد خاں ابنائے ثناء اللہ خاں و ابدال خاں و میر خاں و جنگباز خاں ابنائے الف خاں و کلو خاں و علی محمد خاں ابنائے امیر خاں و غلام غوث خاں و کریمداد خاں و میانداد خاں و بنیاد خاں ابنائے شیر زماں خاں و امام خاں ولد نتھو خاں و باقر خاں و داود خاں ابنائے لشکر خاں و رستم خاں ولد جعفر خاں و شمشیر خاں و مان خاں و عثمان خاں و نوشیر خاں ابنائے اسمٰعیل خاں و شادل خاں گلزار خاں و سردار خاں و سکندر خاں و مظفر خاں ابنائے افضل خاں و کرم خاں ولد یاسین خاں و داود خاں و منیر خاں و عثمان خاں و مان اللہ خاں ابنائے یونس خاں و سادھو خاں و فیض اللہ خاں و تعلیم خاں ابنائے نعمت خاں لاخراجی داران ساکنون موضع شاہجہانپور تعلق گوہرہ عملہ پرگنہ ہاپوڑ متعلقہ ضلع سہارنپور از سادات عظام و قضات اہل اسلام و چودھریان و قانون گویان راسخ الکلام و جمیع جمہور انام بر این معنی کہ موازی ۳ سہ صد بیگہ پختہ اراضی از خراجی در سواد موضع مذکور ملک بموجب فرمان والاشان حضرت شاہجہان بادشاہ در وجہ معاش عنایت خاں و نور خاں و رحمت خاں و رحیم خاں و ناہر خاں مصری خاں و مرزا خاں و صلابت خاں ابنائے دولت خاں مورثان با سائلان با فرزندان مقرر بود و از ابتدائے ہمو د اراضی مذکور تا حین بوراثتاً قابض و متصرف ماند در سنہ ۱۲۰۳ھ حویلی رحیم خاں پدر علی نثار خاں کہ سوختہ شدہ بود قطعہ فرمان عطائے اراضی مذکور مع تصریح و دیگر پروانہ جات اراضی و کاغذات زمینداری ہمراہ اثاث البیت خانہ در سوختگی آمد و رحم خاں و فضل امام خاں پسرش در آتش سوخت شدہ منظہران و مورثان نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن بوراثتاً قابض و متصرف ہستند پس ہر کسے را بر صحت ایں حال و صدق ایں مقال آگاہی و اطلاعی داشتہ باشد مہر گواہی خود ہا برایں قرطاس ثبت نماید و اگر نوشتن نداند بدیگرے اجازت دہد کہ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور گردد۔ فقط

گواہ مہتاب سنگھ زمیندار موضع ماچھرہ — گواہ حاتم سنگھ چودھری پرگنہ
گواہ موتی رام قانون گوئی پرگنہ — گواہ جواہر مل قانونگوئی پرگنہ
گواہ غلام جیلانی قانونگوئی پرگنہ — گواہ غلام قطب الدین قانونگوئی پرگنہ

گواہ تلسی رام قانون گوئی پرگنہ — گواہ امر پال سہائے قانون گوئی پرگنہ
گواہ قادر بخش قانونگوئی پرگنہ — گواہ امیر خاں زمیندار اصیل پور
گواہ بھجو زمیندار موضع فتح پور نرائن — گواہ پورن پرتاب زمیندار موضع چندلادہ
گواہ دوات رام سہائے کاشتہ شاہجہانپور — گواہ نیاز خاں خوشباش
گواہ شیر خاں زمیندار موضع دوتائی — گواہ مہر چودھری
گواہ لکھن و رام دھن زمیندار موضع محمد پور — گواہ قطبی زمیندار موضع متا نند پور ولد نوبت خاں

و متعدد دیگر حضرات گواہان۔

لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ

سوال میکنند و اشتہار حق خود می طلبید اضعف العباد علی نثار خاں و الف خاں و شیر زماں خاں و شمشیر خاں و یٰسین خاں و نتھو خاں و کلو خاں زمینداران موضع شاہجہانپور عملہ و پرگنہ ہاپوڑ تابع چکلہ سکندر آباد مضاف صوبہ دار الخلافہ شاہجہان آباد بر این وجہ کہ آنکہ زمین کاشت و کھیڑہ و آبادی و رعایا موضع مذکور در تصرف ہشت برادران است و سادھو خاں کہ در ایں شراکت دیگرے میگوید و تکرار می نماید دروغے و کاذب و باطل است چراکہ از ابتدائے آبادی تا امروز دعویٰ کسے جز ایں ہشت برادران کہ در اولاد دولت خاں ہستند نشدہ است و از فرزندان دولت خاں ولد عباس خاں دعویٰ کسے نساختہ و ملک ہشت قرعہ بموجب تفصیل ذیل در قبضہ ہر ہشت موجود است و ہر یکے برادر قابض و متصرف۔ چنانچہ

دو قرعہ عنایت خاں و نور خاں متصرف علی نثار خاں و الف خاں جانب جنوب تا بقرعہ رحیم خاں و متصل حویلی جگت رائے بادفروش فقط۔

و یک قرعہ رحیم خاں متصرف یٰسین خاں جانب مشرق تا بقرعہ ناہر خاں فقط۔

و یک قرعہ ناہر خاں متصرف یٰسین خاں و شیر زماں خاں جانب جنوب مشرق تا بقرعہ صلابت خاں فقط۔

و یک قرعہ صلابت خاں متصرف سادھو خاں جانب شمال تا بقرعہ رحمت خاں فقط۔

ویک قرعہ رحمت خاں متصرف شیر زماں خاں و نتھو خاں جانب شمال تا بقرعہ مصری خاں و مرزا خاں فقط۔

دو قرعہ مصری خاں و مرزا خاں متصرف کلوّ خاں و شمشیر خاں جانب مغرب تا بقرعہ عنایت خاں و لوز خاں فقط۔

ہر کسے کہ برایں ماجرا آگاہی و اطلاعی داشتہ باشد مہر و گواہی خود برایں قرطاس نماید کہ عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور باشد

گواہ لعل جی مل جواہر مل قانون گویان
گواہ محمد امان قانون گوئی پرگنہ
گواہ بھورے سنگھ چودھری پرگنہ
گواہ مہر (رحیم خاں)
گواہ رامدھن راجپوت ساکن شاہجہانپور
گواہ یٰسین خاں زمیندار موضع رسول آباد پرگنہ گڑھ مکتیشور
گواہ لوز خاں خوش باش
گواہ حفیظ خاں خوش باش
گواہ قادر داد خاں خوش باش
گواہ چودھری چاند خاں زمیندار ڈبائی
مہر (دولت رام سہائے)
گواہ سید غلام محمد قصبہ تگہری
گواہ طرہ باز خاں خوش باش
گواہ منور خاں چودھری اٹھسینی
گواہ شیر خاں زمیندار موضع دوتائی

گواہ سبحان رائے قانون گوئی پرگنہ
گواہ الٰہی بخش قانون گوئی پرگنہ
گواہ امر سنگھ و مہتاب سنگھ و امیر سنگھ چودھریان پٹہ ماچھرہ
گواہ موجیرام راجپوت ساکن شاہجہانپور
گواہ تاج خاں خوش باش
گواہ ذو الفقار خاں خوش باش
گواہ رحیم اللہ خاں خوش باش
گواہ عباد اللہ زمیندار تعلقہ گورہ
گواہ شادی خاں زمیندار شریف پور پرگنہ گڑھ مکتیشور
گواہ جلال خاں خوشباش
گواہ عصمت اللہ چودھری اٹھسینی
گواہ عظیم خاں زمیندار موضع دوتائی

دیگر وغیرہ بہت سے اصل دستاویز پر ہیں۔

ہمکہ مسمیٰ نتھے خاں ولد میانداد خاں و مسماتان شاہ بی بی و صاحب بی بی و مان بی بی و بختورے بی بی مدعیان رہنے والے موضع شاہجہانپور تحصیل موانہ ضلع میرٹھ کے ہیں جو کہ ہم مدعیان نے نالش سہام بموجب فرائض اللہ نسبت حقوق عصبیت اپنے کے بابت ترکہ رحمت خاں برادر حقیقی و فرزند حقیقی جو بنام مسماۃ مقیما زوجہ و مسماۃ نتھو خاں ہمشیرہ رحمت خاں متوفی بمختاری محسن خاں منصفی میرٹھ میں دائر کی ہے سو اب ہم مدعیان واسطہ تصفیہ انفصال مقدمہ مذکور کے مسمیان معقوب خاں ولد داود خاں و قدرت اللہ خاں پسر عثمان خاں ساکنان زمینداران حصہ داران موضع شاہجہان پور کو پنچ مسمی سردار عبد المجید خاں خلف سردار عزیز خاں متوطن بلدہ سرخ علاقہ کابل وارد حال شاہجہانپور سرپنچ اپنی جانب سے قرار دیکر اقرار بابتہ پنچایت لکھے دیتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ جو کچھ یہ پنچان و سرپنچ فیصلہ اور انفصال اس مقدمہ کا بیچ ہم مدعیان تجویز کریں وہ ہم کو قبول اور منظور ہوگا ہرگز اس تجویز سے انحراف نہ کریں گے اور یہ فیصلہ مجوزہ پنچان و سرپنچ مذکوران مثل فیصلہ عدالت متصور کیا جائیگا اور بعد ہونے فیصلہ اور تحریر فیصلہ نامہ کے احیاناً اگر ہمارے مختار کی جانب سے کسی طرح کا غدر و انکار ہوگا تو یہ عذر ہمارا قابل پذیرائی عدالت نہ ہوگا۔ اس واسطہ یہ چند کلمہ بطریق اقرار نامہ پنچایت لکھدئے کہ سند ہو۔ فقط۔

لکھا ہوا تاریخ ۹ مئی ۱۸۶۴ء

العبد ________
مسمیٰ نتھے خاں و مسماتان صاحب بی بی و مان بی بی
بختورے بی بی بقلم محسن خاں مختار

گواہ ________
گواہ فتح محمد خاں زمیندار حصہ دار موضع شاہجہانپور
گواہ خیراتی خاں بقلم خود
گواہ ________
خیر محمد خاں و غلام رسول خاں نمبردار و حصہ دار
بقلم خود موضع شاہجہانپور

عیدگاہ

اس بستی میں آبادی کے شمال مغرب میں آبادی سے تقریباً تین فرلانگ کے فاصلہ پر میرٹھ گڈھ روڈ سے شمال میں قریب سو گز اور نہر شاخ الوپ شہر سے بھی تقریباً سو گز مشرق میں یہ عیدگاہ واقع ہے اسے جناب نعمت خاں نے بڑی کوشش اور جہد سے باشندگان بستی کو آمادہ کرکے چندہ فراہم کرکے ۱۳۱۲ھ میں تعمیر کرایا میں نے اس میں اپنی یاد میں جناب حافظ عظیم داد خاں کو ان کے بعد مولانا عبدالمعید خاں کو انکے بعد حافظ محمد منشا خاں کو اور انکے بعد مولانا معین اختر خاں مہتمم مدرسہ ریاض العلوم کو چند بار اور اب جناب رفیق الزماں خاں جو مستقل امام عیدگاہ ہیں نماز پڑھاتے دیکھا ہے اسکی ایک کمیٹی ہے جسمیں چند ممبر، صدر سیکریٹری ہیں مہتمم جناب ڈاکٹر محمد یوسف خاں ہیں جنکی سرپرستی میں اسکی مرمت اور بہت توسیع ہوئی ہے۔ سڑک سے عیدگاہ تک بھراؤ کراکر راستہ بھی اچھی سڑک کی شکل میں بنایا گیا ہے اسمیں ایک پتھر سن تعمیر کا لگا ہے مضمون حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

بیشک نماز ہے ایمان والوں پر فرض وقت وقت کی

شاہجہانپور میں بنی یہ عیدگاہ — بے نظیر و بے عدیل و بے مثال
کی شفقت سب مسلمانوں نے جب — سب نے چندہ دے دیا بے قیل و قال
نور نعمت خاں کی کوشش بہت — تاکہ راضی ہو خدائے ذوالجلال
ننھے خاں معمار نے بھی — خوب ہی دکھلایا ہے اپنا کمال
بن چکی جب عیدگاہ بے مثال — سب کو تاریخ کا آیا خیال
تب لب جبریل کے سب نے سنا — عیدگاہ بے نظیر و باکمال

۱۸۹۵ء / ۱۳۱۲ھ

عیدگاہ شاہجہانپور

اظہارِ حال و معذرت
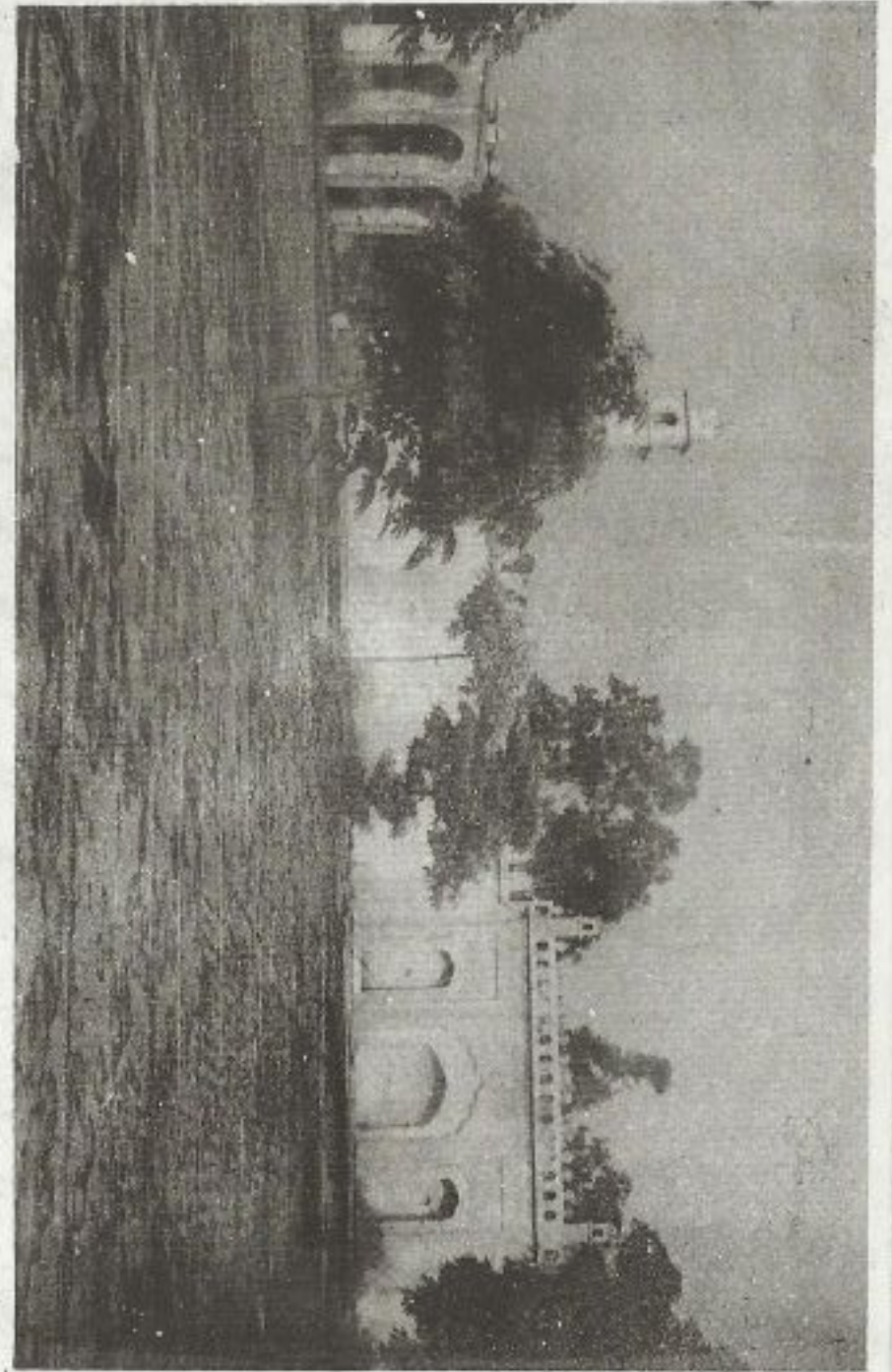
کتاب مذکور میں مختلف مضامین کے ساتھ چند مکتوب دیگر حضرات کے بھی زیرِ غور آئیں گے وہیں یہ بھی اظہار کرنا ضروری ہے کہ اس تاریخ کے لکھنے میں زیادہ معلومات جناب مرحوم ڈاکٹر اقبال اللہ خاں صاحب کے کاغذات سے حاصل ہوئی اور وہ کاغذات اور معلومات ڈاکٹر صاحب موصوف نے کافی جد وجہد کے بعد فراہم کی تھی اور انکے پاس محفوظ تھی انکے صاحبزادہ جناب ڈاکٹر افروز منند خاں نے جملہ کاغذات مجھے فراہم کر دیئے یہ ان کے جذبہ کی تائید ہیکہ ان کو اس تاریخ کے تکملہ کی کتنی خواہش رہی ہے میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہر طرح مجھے غیر معمولی تعاون دیا ان کے پاس اِس سلسلہ میں متعدد دستاویزات بھی موجود ہیں۔ جو انہوں نے مجھے دیں چند کی نقولات میں نے اس تاریخ میں پیش کی ہیں۔

دوسری بات اور بھی ضروری ہیکہ زیرِ تکمیل تاریخ میں اگر کوئی بھول ہو گئی ہو اور کوئی نام رہ گیا ہو تو قارئین معاف فرمائیں اور اسکو ٹھیک فرمالیں مجھے زیادہ خوشی ہوگی۔ اس کے علاوہ تنقید کا حق سب حضرات کو حاصل ہے اسلئے درخواست کروں گا کہ تنقید کے ساتھ ایک تاریخ اور لکھ دیں مجھے مزید خوشی ہوگی۔

اب میں اللہ رب العزت کا شکر ادا کروں گا کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ میں نے اس تاریخ کو مکمل کر دی اور امید ہے کہ ناظرین پسند فرمائیں گے۔ شکریہ۔

مرغوب احمد خاں

پسر شکور احمد خاں کرلانی

قصبہ شاہجہانپور، ضلع میرٹھ

۱۰؍ جولائی ۲۰۰۳ء